پولُس اور
اُس کے نو مُرید

پولُس اور اُسکے نو مرید

مُصنِّف

ایف۔ایف۔ بروس

مُترجم

پیٹر کیلون

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ
۳۶ فیروز پور روڈ
لاہور

بار ——— اوّل

تعداد ——— دو ۲ ہزار

قیمت ——— دس ۱۰ روپے

۱۹۹۳ء

مینیجر مسیحی اشاعت خانہ ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور نے طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور سے چھپوا کر شائع کیا۔

فہرستِ مضامین

تعارف

اِس کتاب میں ہم اُن قدیم ترین مسیحی تحریروں میں سے پانچ پر غور کریں گے جو آج تک ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ تھسّلنیکیوں کا پہلا اور دوسرا خط، کُرنتھیوں کا پہلا اور دوسرا خط اور فلپّیوں کا خط (یہاں اُنہیں نئے عہدنامہ کی ترتیب سے پیش نہیں کیا گیا بلکہ تاریخِ تحریر کی ترتیب سے)۔ پولُس رسُول نے یہ خطوط رومی سلطنت کے مکِدُنیہ اور یونان کے صوبوں کے تین اہم شہروں کے مسیحیوں کو بھیجے۔ یہ ۵۰ء اور ۶۵ء کے درمیانی عرصے میں لکھے گئے یعنی مسیح کی مصلوبیّت کے بیس سے تیس سال بعد۔ اُس وقت سینکڑوں لوگ ابھی تک زندہ تھے جنہیں واضح طور پر مسیح کی شخصیّت اور اُس کی باتیں یاد تھیں۔ اِس قسم کی دستاویزات کو جو نئے مذہب کی تحریک کے آغاز کے فوراً بعد لکھی گئیں بہت اعلیٰ تاریخی اہمیّت حاصل ہے۔ تاہم مسیحیوں کے لئے ان کی اہمیّت نہ صرف تاریخی ہے بلکہ یہ ہمارے ایمان کو بھی جس کا ہمیں وقتاً فوقتاً دفاع کرنا ہوتا ہے سمجھنے میں بے حد مدد کرتی ہیں۔

نیا عہدنامہ ہمیں ہمارے ایمان کی بنیادی دستاویزات پیش کرتا ہے اور ان بنیادی دستاویزات میں پولُس کے خطوط لاثانی اہمیّت اور دلچسپی کے حامل ہیں۔ اُنہیں پڑھ کر واضح ہوتا ہے کہ کس طرح مختلف زمانوں میں ایک

ہی طرح کے مسائل سر اٹھاتے رہتے ہیں ۔ اِس کے باوجود کہ پولُس کے زمانہ اور ہمارے زمانہ میں ایک وسیع سماجی خلیج ہے۔ آج کل کے مسیحی مُبلغ کو بھی کافی حد تک اُنہی حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کا پولُس نے کیا، اور بیسویں صدی کی کلیسیائیں بھی اُسی تجربہ سے گزرتی ہیں جن سے پہلی صدی کی نئی کلیسیاؤں کا گزر ہوا۔ اس صدی کے ایک عظیم مسیحی عالم نے پُرزور دلائل دے کر ثابت کیا کہ پولُس کی بشارتی حکمتِ عملی ہمارے زمانہ کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اِنجیل کی منادی، ذاتی مسیحی زندگی کے مسائل اور غیر مسیحیوں کے درمیان گواہی کے لئے پولُس کی دانشمندانہ باتیں ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ انہیں نظر انداز کرنا حماقت سے کم نہ ہوگا۔

اس کتاب کا مقصد متعلقہ کتابوں کا متبادل فراہم کرنا نہیں بلکہ اُن کے مطالعہ کے لئے مدد فراہم کرنا ہے ۔ اِسے پڑھنے سے پہلے بہتر ہوگا کہ اُن پانچ خطوط کو جلدی سے پڑھ لیا جائے اور پھر کتاب کے مطالعہ کے وقت ان میں سے زیرِ غور حصّہ کو دوبارہ پڑھا جائے ۔

پہلا باب

پَولُس اور اُس کے خطُوط

نَومولُود کلیساؤں کے نام خطوط

نئے عہد نامہ میں ستائیس دستاویزات ایسی ہیں جنھیں ہم "کتابوں" کا نام دیتے ہیں۔ ان میں سے اکیس خطوط ہیں جن میں سے چند کسی ایک شخص کو لکھے گئے ہیں لیکن اکثر کلیساؤں اور مسیحی گروہوں کو لکھے گئے ہیں۔ ان اکیس خطوط میں سے تیرہ ایسے ہیں جنھیں پَولُس کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ اور اُن تیرہ میں سے نو ۹ ایسے ہیں جو نئی کلیساؤں کے نام لکھے گئے یعنی اِن میں اُن کلیساؤں کو مخاطب کیا گیا جن کے ممبر زیادہ تر نئے اور مسیحیت میں ناتجربہ کار تھے۔ اِن میں زیادہ تر کلیسائیں ایسی تھیں جنھیں پَولُس نے خود قائم کیا۔ ایسی کلیساؤں کے ممبروں میں وہ لوگ شامل تھے جو پَولُس کی پُرجوش انجیل کی منادی سے مسیحی ہوئے تھے۔ انھیں وہ اسی طرح لکھتا ہے جیسے ایک باپ اپنے بچوں کو خطاب کرتا ہے۔ ان خطوط میں اُس محبّت اور شفقت کو دیکھا جا سکتا ہے جو وہ اُن کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہے۔ وہ اُن کے اندر ہر قابلِ قدر چیز کی تعریف کرتا ہے (ہو سکتا ہے کسی اَور نے اُن میں کوئی خاص قابلِ تعریف بات نہ دیکھی ہو)۔ وہ اُن کی کوتاہیوں پہ اُنہیں ڈانٹتا ہے۔ وہ اُنہیں خبردار کرتا

ہے کہ اگر وہ اپنی اِصلاح نہیں کریں گے تو آئندہ آکر وہ اُن سے سختی سے پیش آئے گا۔ وہ اُن کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور اپنی دیرینہ خواہش کو بِلا تامّل اُن پر ظاہر کرتا ہے کہ وہ مسیح کے قد کے اندازہ تک پہنچیں۔

پَولُس کی عالمگیر اہمیّت

پَولُس انسانی تاریخ کی اہم ترین ہستیوں میں سے ایک ہے۔ کیونکہ مسیح کی موت اور جی اُٹھنے کے بعد مسیحیّت نے جو سمت اختیار کی اس میں دوسروں کی نسبت پَولُس رسول نے نمایاں کردار ادا کیا۔ بعض اوقات کسی واقعہ کے بارے میں یہ تصوّر کرنا کہ اگر وہ رونما نہ ہوتا تو تاریخ کونسا رُخ اختیار کرتی بڑی دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً اگر پَولُس مسیحی نہ ہوتا تو مسیحیت کی کیا حالت ہوتی؟ کیا مسیحیّت بھی اُن بہت سی تحریکوں کی طرح ایک قصّہ بن کر رہ جاتی جنھوں نے یہودیّت کے اندر سر اٹھایا؟ کیا یہ بھی کئی دیگر مذاہب کی طرح زیادہ تر ایشیا میں ہی محدود رہتی؟ اسی طرح کے بے شمار سوال ہمارے ذہن میں اُٹھ سکتے ہیں جو پَولُس رسول کی زندگی اور کام کی اہمیّت کو اجاگر کریں گے۔

آج بھی خطّہ ارض کے زیادہ تر حصّوں میں مسیحیت کو اوّلاً یورپی مذہب جانا جاتا ہے۔ (اس مقصد کے لئے امریکہ کو بھی یورپ میں شامل کیا جاتا ہے) ہو سکتا ہے کبھی اسے قابلِ فخر بات سمجھا جاتا ہو مگر آج کل تو یہ ایسا مسئلہ بن گیا ہے جسے حل کرنے کی ضرورت درپیش ہے۔ لیکن اگر یہ پوچھا جائے کہ ایشیا میں پیدا ہونے والا مذہب کس طرح یورپی تہذیب سے مربُوط سمجھا جا سکتا ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے تو اس کے جواب

کو پولس کی زندگی اور کام میں دیکھا جا سکتا ہے۔ خدا کے فضل سے رسُولی
دَور کے پہلے تیس سالوں میں مسیح کی خوشخبری پھیلانے میں نمایاں کردار
ادا کرنے والا ایک رومی شہری تھا، جس نے دیکھا کہ کس طرح رومی حکومت
کے فوجی حکمتِ عملی کے مراکز اور ذرائع آمد و رفت کو مسیح کی بادشاہت
کے فائدہ کے لئے استعمال کیا جا سکتا، اور ان مراکز اور اردگرد کے شہروں
میں ایمان کا بیج بویا جا سکتا ہے۔ پولُس نے نہ صرف رومی حکومت کے
بڑے بڑے صوبوں میں انجیل کی منادی شروع کی بلکہ اس امر کو بھی یقینی
بنایا کہ خوشخبری پوری سلطنت میں تیزی سے پھیلتی رہے۔ بالآخر رومی حکومت
اپنا شاندار ورثہ یعنی یونانی تمدّن اور رومی قانون اور تنظیم رکھنے کے باوجود
مسیحیت سے مغلوب ہوگئی۔ تب سے مسیحیت اِس ورثہ کا غالب عنصر بن کر رہ
گئی ہے۔ کیونکہ مسیح کے جھنڈے تلے آئی ہوئی رومی سلطنت کی تہذیب
یورپیوں کو ورثے میں مل گئی اور یہ آج تک یورپی تہذیب کا جوہر ہے۔

یہاں ہم ایک اور دلچسپ تاریخی سوال بھی پوچھ سکتے ہیں۔ چونکہ
مسیحیت اسرائیل کی دولتِ مشترکہ میں ایک تحریک کے طور پر شروع ہوئی تو
کس طرح اپنے آغاز کے بعد ایک صدی سے بھی کم عرصہ میں وہ زیادہ تر
غیر اقوام کا مذہب نظر آنے لگی؟ اس کا جواب بھی پولُس کی پُرتاثیر خدمت
میں پایا جاتا ہے جسے خدا نے غیر قوموں کا رسول ہونے کے لئے بلایا تھا۔
بلاشبہ کچھ غیر اقوام کے لوگ پولُس کے رسول ہونے سے پہلے ہی مسیحیت
میں آچکے تھے، لیکن غیر اقوام تک مسیح کی خوشخبری لے جانے کی اہم
ذمہ داری اُسی نے ادا کی۔ وہ اپنی رسولی خدمت کو کہانت کا درجہ دیتا ہے
جس میں غیر اقوام کا مسیحی ہونا قابل قبول قربانی سمجھتا ہے اور اسی قربانی کو

وہ خدا کے سامنے پیش کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ وہ اس بات سے خوش نہ تھا کہ یہودی زیادہ تر انجیل کو قبول کرنے سے انکار کرتے جبکہ غیر اقوام کے لوگ جوق در جوق اس کی برکات سے فیض یاب ہو رہے تھے۔ بہرحال اُسے اُمید تھی کہ ایک نہ ایک دن ضرور یہودی غیر اقوام کو انجیل کی لازوال برکات سے مستفید ہوتے دیکھ کر انجیل کو قبول کر لینگے لیکن چونکہ اُس کا اپنا مقصد غیر اقوام میں انجیل کی بشارت تھا اس لئے اُس نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا، جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

اِنجیل اور غیر اقوام

جب انجیل کی منادی یہودیوں یا ایسے غیر یہودیوں کے سامنے کی جاتی جو پہلے ہی یہودی مذہب اور یہودی طرزِ زندگی سے کسی نہ کسی طرح سے لگاؤ رکھتے تھے تو مبشر جانتا تھا کہ اُس کے سننے والے اِس دنیا کے خالق و مالک، راستباز اور رحم دل خُدا پر ایمان رکھتے ہیں جو چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ بھی راستباز اور رحم دل ہوں اور جس نے اپنے لوگوں کی رہنمائی کے لئے اپنی شریعت دی ہے۔ لیکن غیر اقوام میں خدمت کے دوران پولُس کا سامنا اکثر ایسے لوگوں سے ہوا جن کا مذہبی اور اخلاقی پس منظر اُن سے کافی مختلف تھا۔ وہ بت پرست لوگ تھے جو بہت سے خداؤں کی پرستش کرتے تھے جبکہ اُن میں سے کوئی حقیقی خدا نہ تھا۔ اگرچہ وہ صحیح اور غلط کو مانتے تھے تاہم بہتوں نے یہ اعتراف کیا کہ اُن کا یہ ماننا صرف زبانی کلامی ہی ہے اور زندگی کے بہت سے شعبوں میں خاص کر

جنسِ مخالف کے ساتھ تعلقات میں اُن کا معیار یہودی اور انجیل کے معیار سے بہت نیچے ہے۔

ایسے تاریک خیال لوگوں کو پولُس کو پہلے سچے خدا کے متعلق جس نے آسمان اور زمین اور اُن کے اندر کی سب چیزوں کو پیدا کیا اور جس نے اُنہیں لُطف اندوز ہونے کے لیئے زندگی کی تمام نعمتوں سے نوازا ہے بتانا پڑا۔ وہ اُن کو بتاتا ہے کہ اس دنیا میں خُدا نے کبھی اپنے آپ کو بے گواہ نہیں چھوڑا، لیکن اب اُس نے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو بھیج کر انسان کی نجات کا مکمل انتظام کر دیا ہے۔ یسوع مسیح کی آمد غیر متوقع نہ تھی، کیونکہ اسرائیل کے انبیاء نے بہت پہلے ہی اُس کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ انہوں نے اس بات کی بھی پیشین گوئی کی تھی کہ یسوعؔ خدا کے حضور اپنی جان گناہ گاروں کے لیئے نذر کرے گا، اور پھر مُردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ اور فی الحقیقت ایسا ہی ہوا کیونکہ یسوعؔ مصلوب کیا گیا، پھر تیسرے دِن مُردوں میں سے جی اُٹھا، اور بہتوں نے اُسے زندہ دیکھا بھی۔ پولُس اپنی گواہی میں اس بات کو بھی شامل کرتا ہے کہ سب سے آخر میں اُس نے خود مُردوں میں سے جی اُٹھے مسیح یسوع کو دیکھا۔ اب خُدا مسیحِ مصلوب کے وسیلہ سے اپنی عظیم نجات اُن لوگوں کو دے رہا ہے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں۔ غیر اقوام کے لیئے "نجات" کا لفظ غیر مانوس نہیں تھا بلکہ یہ لفظ اُس آزادی کی ترجمانی کرتا تھا جو گناہوں کی غلامی اور موت کے خوف سے حاصل ہوتی ہے اور جس کی تلاش میں وہ سب مارے مارے پھرتے تھے۔

پولُسؔ مسیح مصلوب کو نجات دہندہ کے طور پر پیش کرنے میں بڑی دلیری کا مظاہرہ کر رہا تھا کیونکہ تصلیب نہ صرف ایک اذیت ناک موت تھی

بلکہ اسے انتہائی شرمناک موت بھی سمجھا جاتا تھا۔ کیا شریف اور عقلمند لوگوں سے صلیبی نجات دہندہ پہ ایمان لانے کی توقع کی جاسکتی تھی؟ پولُس جانتا تھا کہ یونانیوں کے نزدیک مسیح مصلوب کی خوشخبری بے وقوفی ہی تھی پھر بھی اُس نے اپنی تبلیغ میں مسیح مصلوب کو ہی فضیلت دی۔ اور واقعات نے ثابت کر دیا کہ اُسکا یہ رویہ بالکل درست تھا، کیونکہ بہت سے لوگوں نے مسیح مصلوب پر ایمان لا کر نئی زندگی اور نئی قوت پائی۔ وہ روحانی ایذا اور ظلم وستم سے آزاد ہو کر نہایت شادمان ہوئے۔ یہ صرف اُن کا اطناب سخن ہی نہ تھا کہ خدا کا پاک روح اب اُن کی زندگیوں پہ حکمران ہے بلکہ وہ فی الحقیقت اس تجربہ سے آشنا ہوئے تھے۔

نئی طرزِ زندگی

لیکن ان لوگوں کو اُس نئی طرزِ زندگی کے متعلق کیا بتایا جاتا جس کو انہوں نے اب سے بسر کرنا تھا؟ اور کس طرح اُن سے توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنی پرانی عادات پر غالب آئیں گے اور غیر اخلاقی اور بُت پرستانہ حالات کا مقابلہ کریں گے؟ پولُس نے کرنتھیوں کے خطوط میں نو مسیحیوں کو یاد دلاتے ہوئے کہا کہ اُن میں کچھ پہلے "بُت پرست، زناکار، عیاش، لونڈے باز، چور، لالچی، شرابی، گالیاں بکنے والے اور ظالم تھے" (۱-کرنتھیوں ۶: ۹ مابعد)۔ وہ کونسا بہترین طریقہ تھا جس سے ان لوگوں کو اچھے اخلاق کے ابتدائی اصول سکھائے جاسکتے تھے؟

یروشلیم میں زیادہ تر مسیحی ایسے تھے جن کے خیال میں ان لوگوں کی اصلاح کا بس ایک ہی راستہ تھا، اور وہ یہ کہ اُن کو موسیٰ کی شریعت کی تعلیم دی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ جب تک وہ مسیح پہ ایمان لانے کے

ساتھ ساتھ شریعت کی پیروی نہیں کرتے اُن کے لیے نجات ممکن نہیں ہے۔ لیکن پولُس ایسا نہ کر سکا۔ اُس نے اپنے تجربہ سے سیکھا تھا کہ دنیا میں شریعت پر تکیہ کرنے والے تمام لوگ کبھی بھی نجات اور خدا کے ساتھ صلح کی تسلی نہیں پا سکتے، لیکن جونہی اُس نے اپنی زندگی یسوع مسیح کے حوالہ کی اُس نے جان لیا کہ نجات اور صلح کا حقیقی راستہ یہی ہے۔ تب سے وہ اس بات کی بشارت دیتا تھا کہ جب کوئی انسان اپنے آپ کو زندہ مسیح اور اُس کے پاک روح کے تابع کر دیتا ہے تو اُس کا باطن اس قدر تبدیل ہو جاتا ہے کہ اُسی وقت سے اُس میں "روح کے پھل" خود بخود پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، جن کی خوبصورتی اور رعنائی کو کامل ہم آہنگی کے ساتھ خداوند یسوع کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بہت سے مسیحیوں کا خیال تھا کہ پولُس رسول نا ممکن حد تک پُر اُمید ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایسا نظریہ شاید ان لوگوں میں جن کی اخلاقی قدریں پہلے ہی مضبوط اور مستحکم ہوں، کام کر سکتا ہو، مگر اُن بے دین اور غیر اخلاق لوگوں میں جو پولُس رسول کی غیر اقوام کی کچھ کلیسیاؤں میں موجود تھے یہ کس طرح کارگر ہو سکتا ہے؟ کیا فلپّی اور تھسلنیکے میں مفید ہو سکتا ہے؟ اور سب سے بڑھ کر کیا یہ کرنتھس جیسے بد اخلاق شہر میں بغیر شریعت کے انجیل کا یہ اثر ہو سکتا ہے؟ کرنتھس کا نام لادین دنیا میں غیر اخلاقیات اور برائی کے لئے مشہور تھا۔ پولُس نے بڑے وثوق سے کہا کہ ایسے لوگوں میں بھی مسیحیت کو فروغ دیا جا سکتا ہے جن کا ماضی اور موجودہ حال بھی بالکل غیر مہذب ہیں، اور آنے والے وقت نے بلاشبہ پولُس کے دعوے کی تصدیق کی۔ لیکن اُس وقت اس کے مخالف تو درکنار اس کے بہت

سے دوست بھی سمجھتے تھے کہ پولس اپنی اس تعلیم سے انجیل کی اخلاقی قدروں کو خاک میں ملا رہا ہے۔ اپنی صفائی کے لئے وہ کچھ افسوسناک کوتاہیوں کی نشاندہی کرتے تھے جو پولس کے نومسیحیوں میں پائی جاتی تھیں

درحقیقت پولس بھی اپنے نقادوں کی طرح اُن غلطیوں کی پُرزور مذمت کرتا تھا بلکہ اُن سے بھی زیادہ۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اُس کے رسول ہونے کی تصدیق کا دارو مدار اُس کے نومسیحیوں کے رویّے پر ہے۔ اُس کے لئے اُس کی رسولی نیک نامی انسانوں کی نظر میں اتنی اہم نہیں جتنی خُدا کی نظر میں۔ اُس نے بار ہا اپنے نومسیحیوں کو بتایا کہ وہ اُس دِن کے بارے میں پُراعتماد ہے جب وہ مسیح کے تختِ عدالت کے سامنے اپنی مختاری کا حساب دے گا۔ اور یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے جب وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں اور اپنی اعلیٰ طرزِ زندگی سے سچے مسیحی ہونے کا ثبوت دیں۔ تاہم وہ اُن کے ساتھ خدا کے بالغ فرزندوں جیسا سلوک کرتا ہے۔ وہ اُن پر قوانین وضوابط مسلّط کرنے کی بجائے اُن کے سامنے مسیح کا کامل معیار پیش کرتا ہے۔ مسیح صرف ایک ظاہری مثال ہی نہیں بلکہ رُوح القُدس کی قُدرت سے اُن کے اندر پیدا ہوتا ہے۔

یہ کسی بھی طرح کے قواعد وضوابط سے اونچا معیار ہے۔ پولس اسے "مسیح کی شریعت" کا نام دیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۹ : ۲۱)۔ لیکن یہ ایسی شریعت نہیں جو پتھر یا طومار پر لکھی ہو بلکہ یہ آدمیوں کے دِلوں پر لکھی ہے۔ یہ ایسی شریعت ہے جو مسیحیوں کو بے قاعدہ زندگی گزارنے، ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑنے، ایک دوسرے کے معاملات میں دخل اندازی کرنے اور صحت مند جسم رکھنے کے باوجود کسی اور کی آمدنی پر

زندگی گزارنے کی ممانعت کرتی ہے۔ لیکن بنیادی طور پہ یہ منفی شریعت نہیں جو لوگوں کو بتاتی ہو کہ یہ نہ کریں (جس طرح کہ دس احکام میں سے اکثر ہیں) یہ مسیحی محبت کی مثبت شریعت ہے۔ یسوؔع مسیح نے عہدِ عتیق کی شریعت کو دو بڑے احکامات میں سمیٹ دیا ہے، یعنی "تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ" (استثنا ۶: ۵)، اور "اپنے ہمسایہ سے اپنی مانند محبت کرنا" (احبار ۱۹: ۱۸) لیکن مسیح خداوند نے تو اس سے کہیں بڑھ کر کیا۔ اُس کی ساری زندگی محبت کی شریعت کا جیتا جاگتا ثبوت تھی، جس کے ذریعہ اُس نے اپنے پیروکاروں کی رہنمائی کے لئے ایک معیار مہیا کیا۔ ۱۔ کرنتھیوں کے تیرہویں باب میں آسمانی محبت کی تعریف کرتے ہوئے پولُس اسے زیادہ تر ذاتی ناموں سے موسوم کرتا ہے۔ اگر اس باب میں لفظ "محبت" کی جگہ (جہاں جہاں یہ استعمال ہوا ہے) مسیح کا لفظ لکھ دیا جائے تو اس کے کردار کی ایک خوبصورت تصویر سامنے آئے گی۔ اور اگر دِل میں گھر کرنے والا خدا کا پاک روح لوگوں کی زندگیوں میں مسیح کے کردار کو پیدا کرے تو وہ خود بخود محبت کی شریعت کی پیروی کرنے لگیں گے۔ اپنے نو مسیحیوں میں پولُس یہی دیکھنے کی آرزو رکھتا تھا۔

پولُس نے جس راہ کو اختیار کیا وہ آسان نہ تھی، لیکن وہ ہر صورت میں بہترین راہ ضرور تھی۔ اُسے کبھی بھی اس بات پر شک نہ گزرا کہ اُن لوگوں کے لئے جو مسیح پر ایمان لانے کے باعث روحانی بلوغت کو پہنچے ہیں صحیح راہ یہی ہے۔ اگرچہ اس پر چلنے سے اُسے بارہا مایوسیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا کیونکہ مسیح میں اس کے کئی فرزند اُس بلاہٹ پر

پُورے نہ اُترے تھے جس کے لیئے اُنہیں "خُدا نے مسیح یسوع میں اوپر بلایا" تھا (فلپیوں ۳ : ۱۴)۔ تاہم یہ مایوسیاں اُسے اس راہ کو چھوڑنے پر آمادہ نہ کر سکیں۔ اِن مایوسیوں کا ازالہ اُن خوشخبریوں سے ہوتا تھا جو اُس تک اُن نومسیحیوں کے متعلق پہنچتی تھیں جو اُس کی تعلیمات کو بخوشی قبول کرتے تھے اور اس کے نتیجے میں مسیح کی مانند بننے کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ وہ روحانی اور اخلاقی تاریکی میں روشن ستاروں کی مانند چمک رہے تھے۔ ایسے نومسیحیوں کو دیکھ کر اسے کلّی یقین ہو جاتا کہ اُس کا اونچا معیار یعنی مسیح کے قد کا اندازہ صحیح ہے۔ اسی لئے وہ اُن کی بار بار حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ جس طرح انہوں نے اپنی نئی زندگی کا آغاز کیا ہے اُسی طرح وہ مسیح خداوند میں بڑھتے اور ترقی کرتے جائیں۔

دو محاذوں پر جنگ

اسی حوصلہ افزائی کی کوشش ہمیں اُن خطوط میں نظر آتی ہے جو اُس نے تھسلنیکیوں، اکرنتھیوں اور فلپیوں کو لکھے۔ خاص کر کرنتھیوں کے خطوط میں بڑے نازک حالات کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ وہاں اُسے دو محاذوں پر جنگ کرنا پڑی۔ وہاں کی کلیسیا میں دو گروہ پائے جاتے تھے۔ ایک گروہ کا خیال تھا کہ انجیل مُقدّس اُنہیں ہر طرح کی اخلاقی پابندیوں سے آزاد کرتی ہے جبکہ دوسرے گروہ کی سوچ اس کے بالکل اُلٹ تھی۔ انہوں نے مسیحیّت کے نام پر طرح طرح کی باتیں ممنوع قرار دیں۔

کچھ خیال کرتے تھے کہ مسیحیوں کو شادی نہیں کرنا چاہیئے، بعض ایک نے خاص اقسام کی اشیائے خورد و نوش کو ممنوع قرار دینا چاہا۔ غرض اسی طرح کے کئی اور مسائل کھڑے ہو گئے۔ لہٰذا پولُس نے ایک طرف تو ایسے

لوگوں کو روکنے کے لئے جو مسیحی آزادی کی، اپنے مفاد کے لئے غلط ترجمانی کرتے تھے ضروری اقدام اٹھائے اور دوسری طرف اُن لوگوں کی سختی سے مخالفت کی جو مسیحیت میں نئی طرز کی پابندیاں متعارف کروانا چاہ رہے تھے جس سے مسیحی آزادی کو مکمل طور پر ختم ہو جانے کا خطرہ لاحق تھا۔

اگر ہم اُس کے دلائل کو سمجھنا چاہتے ہوں جو اُس نے فریقین کے لئے استعمال کیئے تو ہمیں یہ سب کچھ ذہن نشین رکھنا ہوگا کہ اُس نے دونوں کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو سکا چلنے کی کوشش کی۔ لیکن جب انجیل کے اصولوں کو خطرہ لاحق ہونے لگا تو اُس نے دونوں گروہوں کا مزید ساتھ نہ دیا بلکہ اُن کی مخالفت کی۔ وہ مسیحی آزادی کے حامیوں کی رائے سے کافی حد تک متفق تھا۔ لیکن ساتھ ساتھ اس نے اُنہیں آزادی کی ذمہ داریاں بھی یاد دلائیں۔ وہ نفس کُشی کے حامیوں سے بھی کافی حد تک اتفاق کرتا تھا، کیونکہ اُس نے خود بھی مجرّد زندگی گزاری، تاہم اُس نے اس بات پر بھی زور دیا کہ تجرّد اپنی مرضی سے ہونا چاہیئے نہ کہ اسے دوسروں پر ٹھونسنا چاہیئے اور نہ ہی اسے شریعت پرستی کی روح میں یا خدا کی نظر میں خاص مقام حاصل کرنے کے لئے دوسروں پر مسلّط کرنا چاہیئے۔ ایک گروہ کو وہ کہتا ہے کہ " آزادی نہ کہ بے لگامی "، اور دوسرے کو کہتا ہے کہ " آزادی نہ کہ غلامی " اُس نے اُن مسیحیوں کو لکھا جو غیر مسیحی ماحول میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ اس بات کو یاد رکھتے کہ مسیحیت اور خاص کر مسیح کی نیک نامی کا دارومدار اُن کے چال چلن پر ہے۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور محرّک تھا، یعنی اُنہیں یہ یاد رکھنا تھا کہ وہ مسیح کو خوش کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں۔ تو مسیحیوں کے لئے سب سے اہم معاملہ مسیح کو پسند آنے والی زندگی ہے۔ اس سلسلے میں رسول

نے ان کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی۔

بے دین ماحول میں غیر اقوام کلیسیائیں

وہ کونسی ایسی امتیازی خصوصیات تھیں جن کی بنا پر پولُس کی قائم کردہ کلیسیائیں اور اُن کے ممبر اردگرد کے ماحول سے منفرد نظر آتے تھے؟ بے دین شہر میں رہنے والے یہودیوں میں کئی ایک ایسی خصوصیات پائی جاتی تھیں جو اُنہیں دوسروں سے منفرد بناتی تھیں۔ ہر یہودی مرد کا ختنہ کیا جاتا تھا۔ یہودی سبت کے دن کام نہیں کرتے تھے۔ اسی طرح اپنے مختلف تہواروں کو بھی احترام اور عقیدت سے مناتے تھے۔ وہ کئی اشیائے خورو نوش سے بھی پرہیز کرتے تھے جن کو عموماً اُن کے پڑوسی بڑے شوق سے کھاتے تھے۔ لیکن پولُس نے اپنے غیر اقوام نو مسیحیوں پر ایسی پابندیوں کو مسلّط نہ کیا۔ کسی کو بھی اس بات کی ضرورت نہیں تھی کہ مسیحی ہونے سے پہلے وہ یہودی بنے۔

اپنے بارے میں بات کرتے ہوئے پولُس صلیب کو اپنے اور دنیا کے درمیان حدِّ فاصل قرار دیتا ہے۔ غالباً جب وہ کہتا ہے "دنیا میرے اعتبار سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے اعتبار سے" تو اُس کا مطلب یہی تھا (گلتیوں ۶: ۱۴)۔ جسے پولُس "صلیب کا پیغام" (۱۔ کرنتھیوں ۱: ۱۸) کا نام دیتا ہے دراصل وہی اُس کی زندگی کے راستے کو متعین کرتا تھا اور وہی انجیل کی منادی کیلئے اُسکے واسطے مشعلِ راہ تھا۔ اگر یہ جاننا مقصود ہو کہ اس کے نزدیک اِس پیغام کی عملی اہمیت کیا تھی تو اُس کی تصانیف کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ وہ نو مسیحیوں کو تقلید کے لئے خود اپنی مثال پیش کرتا ہے۔ لیکن اُنہیں اس کی پیروی مختلف انداز میں کرنی تھی۔ پولُس نو انجیل کے سلسلہ میں ایک مقام

سے دوسرے مقام تک سفر کرتا رہتا تھا، مگر اُس کے نو مسیحی تو ایک ہی مقام پر رہتے تھے۔

جن شہروں میں وہ رہتے تھے وہاں کے معاشرے کے وہ فرد تھے۔ اُن کے اپنے خاندان تھے، پڑوسی تھے، اور ساتھ کام کرنے والے لوگ تھے۔ اُنہیں کسی ایک سے بھی قطع تعلق اختیار کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اگر پرانے ساتھی خود اُن سے روگردانی کرنا چاہتے ہوں یا اُن کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھنا چاہتے ہوں تو اُس صورت میں تو کچھ نہیں ہو سکتا تھا، البتہ دوسرے حالات میں اُن کے ساتھ تعلق برقرار ہی رکھنا تھا۔ کیونکہ بلاشبہ اُن سے تعلقات بشارتی مواقع پیدا کر سکتے تھے۔ ایک تبدیل شدہ شوہر کو اپنی بے دین بیوی کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہیں تھی بشرطیکہ وہ اُس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے راضی ہو۔ اسی طرح تبدیل شدہ بیوی کو بھی بے دین شوہر کو چھوڑ دینے کی ضرورت نہ تھی بشرطیکہ وہ اُسے اپنی بیوی کے طور پر رکھنے کے لئے رضامند ہو، البتہ بعض اوقات ایسی صورتِ حال اُسے کسی نازک موڑ پر بھی لا سکتی تھی۔ مثلاً اس کا شوہر اُسے کسی ایسی سماجی سرگرمیوں میں شامل ہونے کے لئے مجبور کرنے کی کوشش کر سکتا تھا جن میں کسی طرح کی غیر معبودوں کی عبادت ہوتی ہو۔

اسی طرح اُنہیں اُن سماجی تعلقات کو جو اُنہیں دوسروں کے ساتھ دوستی اور ہمسائے کے رشتہ میں باندھتے تھے توڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ ایک مسیحی اچھی نیت سے کسی بے دین گھر میں کھانے پر بلائے جانے والی دعوت کو قبول کر سکتا تھا۔ اُسے دعوت میں پیش کی گئی اشیائے خورد و نوش کے بارے میں بے تُکے سوال پوچھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی اُس کی بیوی کو یہ پوچھنے کی ضرورت تھی کہ آپ نے یہ گوشت کہاں سے خریدا اور

کیسے پکایا وغیرہ۔ ہو سکتا ہے پکایا ہوا گوشت کسی ایسے جانور کا ہو جسے قربانی کے طور پر کسی دیوتا کے سامنے گزرانا ہو۔ اگر ایسا تھا تو یہ نہ تو اچھی بات تھی اور نہ ہی بُری کیونکہ وہ شکرانے کی دُعا سے پاک ہو گیا تھا جو ہر مسیحی کھانے سے پہلے کرتا تھا۔ عام طور پر دیوتاؤں کے سامنے قربانی کے طور پر گزرانے ہوئے جانور کے گوشت کھانے کا سوال متموّل مسیحیوں کے لیے پیدا ہوتا تھا۔ غریب بے چارے تو کبھی کبھار ہی گوشت کھاتے تھے۔

لیکن بعض ایسی بھی سرگرمیاں تھیں جن میں ایک مسیحی اپنے عقیدے پر حرف لائے بغیر شامل نہیں ہو سکتا تھا۔ مثال کے طور پر ایسی سرگرمیاں جو کم از کم دیوتاؤں کی عبادت کی علامت سمجھی جاتی تھیں یا ایسی جو جنسی بے راہ روی کی حمایت کرتی تھیں۔ لہٰذا کسی دیوتا کے مندر میں ضیافت پر دعوت اور بات تھی اور کسی گھر میں ضیافت اور۔ جو کچھ مندر میں ہوتا وہ گویا اس مندر کے معبود کی زیر سرپرستی کیا جاتا تھا اس لئے مسیحیوں کے لئے جو زندہ خدا کی عبادت کرتے تھے یہ بات نہایت ہی نامناسب تھی۔ یہاں تو ایسی صورتحال تھی جس میں صلیب ایمانداروں اور دنیا کے درمیان حدِ فاصل کی حیثیت رکھتی تھی۔ مسیحی جو ایسے سماجی مواقع پر جانا چھوڑ دیتے جلد ہی اپنے پرانے ساتھیوں کی نظر میں ناپسندیدہ ہو جاتے، اگرچہ ایسے مواقع پر وہ کچھ نہیں ہوتا تھا جنہیں عہدِ جدید میں "سخت بدچلنی" کا نام دیا گیا ہے (۱۔ پطرس ۴ : ۴)۔ بہت سی کاروباری انجمنیں کسی نہ کسی دیوتا کی برائے نام سرپرستی میں تھیں۔ انکی رکنیت کو قائم رکھنا مسیحیوں کے لئے مشکل تھا مثلاً افسس کا ایک سُنار جو پولس کی منادی سے مسیحی ہوا ہو، کسی دیوتا کی سرپرستی میں ہو۔ نے والی انجمن کا رکن کس طرح رہ سکتا تھا؟ کیا وہ اس انجمن میں رہ کر خوش رہ سکتا تھا جس کی آمدنی کا بڑا ذریعہ دیوی

آرتمس کا مندر اور اُس کی عبادت و پرستش تھا؟

ان حالات کی وجہ سے جو سماج دشمن ہونے کے الزامات مسیحیوں پر لگے، اُنہوں نے اِس بات کو اور بھی ضروری بنا دیا کہ مسیحی ظاہر کریں کہ وہ سیاسی لحاظ سے کسی بھی طرح سماج دشمن عناصر نہیں ہیں۔ جو لوگ اُنہیں ناپسند کرتے تھے اُن کے لئے یہ بہت آسان تھا کہ اُنہیں غدارِ وطن قرار دیں مسیحیت کے آغاز کے بارے میں تحقیق کرنے والے بآسانی جان لیتے تھے کہ 'یسوعؑ' کو جسے مسیحی اپنا مالک تسلیم کرتے ہیں، رومی حاکم کے حکم پر بغاوت کے الزام میں مصلوب کیا گیا تھا۔ اسی لئے پولُس اور اس کے ساتھیوں نے غیر اقوام مسیحیوں کو اعلیٰ حاکموں کی فرمانبرداری کی سختی سے ہدایت کی اور ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے ٹیکس اور سرکاری واجبات بڑی دیانتداری سے ادا کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں سرکاری حکام کی فرمانبرداری کریں۔

لیکن مسیحی برادری کے معاملات کو تو برادری کے اندر ہی طے کرنا تھا نہ کہ اُن کے حل کے لئے لادین اقوام کے منصفوں کے پاس جانا تھا۔ کسی شہر یا ریاست کے اندر ہر مقامی کلیسیا کی حیثیت ایک شہر کے اندر چھوٹے شہر یا ریاست در ریاست کی سی تھی جو بہت حد تک ایک فلاحی ریاست تھی۔ ضرورت مند لوگوں کی ضرورت کی اشیاء فراہم کرنا کلیسیا کے متموّل لوگوں کی ذمہ داری تھی۔ یہ نہ صرف کلیسیا کے معاملوں کے لئے بنیادی اصول تھا بلکہ مختلف کلیسیاؤں کے آپس کے تعلق کی بھی بنیاد تھا۔ پولُس کو بعض اوقات غیر اقوام کلیسیاؤں کو منظم کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس نے ایک ہی مہم کو منظم کیا اور وہ یروشلیم کی ضرورتمند کلیسیا کے لئے ان کلیسیاؤں کی طرف سے امداد تھی۔ جنہیں اس نے خود قائم کیا تھا۔

اُن کی حیثیت ایک ظاہری تنظیم کی سی نہیں تھی بلکہ یہ ایک مشترکہ مہم تھی جس نے کلیساؤں کو ایک اٹوٹ رشتہ میں باندھ دیا اور اُنہیں احساسِ اتحاد فراہم کیا یا کم از کم اُنہیں اس قابل بنا دیا کہ وہ اپنے احساسِ اتحاد کو ظاہر کر سکیں۔ باہمی اتحاد و رفاقت کا احساس تو پہلے ہی موجود تھا۔ جب مسیحی کسی دوسرے شہر میں جاتے جہاں کلیسیا موجود ہوتی تو وہ جانتے ہوتے کہ وہاں اُن کی ملاقات اُن لوگوں سے ہوگی جو اُن کے ہم خیال، ہم ایمان اور ہم اُمید ہیں اور سب اسی نئی زندگی سے فیض یاب ہیں۔ اس لئے اُنہیں قوی یقین ہوتا تھا کہ اُن کے میزبان اُن کے ہم طبیعت انسان ہیں۔

اتحاد کے اس اٹوٹ رشتہ نے تمام مسیحی گروہوں کو اور مسیحی برادری کو ایک دوسرے کے ساتھ پیوست کر کے ایک بنا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایسی باتوں سے بھی اُن کے اتحاد کو تقویت پہنچتی تھی جن کے کرنے سے وہ احتراز کرتے تھے۔ رومی قانون کی نظر میں ہر شہر کی کلیسیا ایک سماجی یونٹ کی حیثیت رکھتی تھی۔ جن کے مشترکہ کھانے تھے، مشترکہ طریقۂ عبادت تھا اور جن کے ممبران میں محبت کی روح جاو داں تھی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے آپ کو ایک ہی خاندان کے فرد سمجھتے تھے۔ اس مشترکہ زندگی سے اخراج کو ایک سخت سزا سمجھا جاتا تھا، مگر اس کا اِطلاق نہایت ہی سنگین معاملات میں ہوتا تھا، جب کہ کوئی ممبر کسی ایسے کام کرنے پر مُصر رہتا جو نہ صرف ایماندار گروہ کے اخلاقی معیار کی خلاف ورزی کرتا بلکہ عوام کے نزدیک اس کی بدنامی کا بھی باعث بنتا۔ کسی بھی ممبر کا کلیسیا سے نکالا جانا نہایت ہی سنگین معاملہ ہوتا۔ کیونکہ اگر مسیحی جماعت خداوند کی خاص ملکیت ہو کر اُس کی پناہ میں ہوتی تو بیرونی دنیا اس کے لئے شیطان کی عمل داری بن کر رہ جاتی تھی۔ اس لئے

کسی ممبر کے نکالے جانے سے مراد یہ تھا کہ اُسے شیطان کے حوالے کیا جارہا ہے (۱۔کرنتھیوں ۵ : ۵)۔ خوش قسمتی سے نکالے ہوئے ممبران کے لئے واپسی کی ایک اُمید بھی اور وہ یہ تھی کہ شاید خارج ہونے کا صدمہ اُنہیں اُن کے گناہ کا احساس دلائے اور اس طرح اُنہیں بالآخر نجات کی طرف لے جائے۔

اُن دنوں کی کلیسیاؤں میں صرف ایک خاص طبقہ کے لوگ ہی شامل نہ تھے اور نہ ہی ابتدائی مسیحیوں میں صرف غلام اور پست طبقوں کے لوگ شامل تھے۔ اگرچہ نئے عہد نامہ کے خطوط گھریلو ضوابط کا ذکر کرتے ہوئے مسیحی غلاموں کے لئے راہنمائی مہیا کرتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مسیحی آقاؤں کی رہنمائی کے لئے بھی اصول پیش کئے گئے ہیں۔ کرنتھس کے مسیحیوں کو پولس رسول کہتا ہے، "اے بھائیو! اپنے بلائے جانے پر تو نگاہ کرو کہ جسم کے لحاظ سے بہت سے حکیم، بہت سے اختیار والے، بہت سے اشراف نہیں بلائے گئے" (۱۔کرنتھیوں ۱ : ۲۶)۔ اگر پولس صرف غلاموں اور پست حال لوگوں سے مخاطب ہوتا تو یہ کہنے کی ضرورت نہ ہوتی لیکن ایسا کرنے سے دراصل پولس اُن کی خود پسندی کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ بے شک اُن میں کچھ ایسے بھی تھے جو بہت مالدار اور اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ مثلاً اراستس شہر کا خزانچی تھا اور گیُس کے پاس اتنا بڑا گھر تھا کہ وہ "ساری کلیسیا" کو اُس میں رکھ سکتا تھا (رومیوں ۱۶ : ۲۳)۔ جب گیُس کلیسیا کی میزبانی کرتا تو اس میں غالباً اس کا اپنا "پورا گھرانہ" اور ملازم اور غلام بھی شامل ہوتے یعنی اس میں معاشرے کے مختلف طبقے ہوں گے۔ کرسپس بھی جو کہ عبادتخانہ کا ایک سابق سردار اور پولس کے ابتدائی نومریدوں میں سے ایک تھا کافی امیر آدمی ہوگا (۱۔کرنتھیوں ۱ : ۱۴؛ اعمال ۱۸ : ۸)۔ عبادتخانوں

سردار مقامی یہودی برادری کے متموّل لوگوں سے مقرر ہوتے تھے۔

لُدیہ، فلپیؔ میں پولس کی بدولت مسیح کو قبول کرنے والی پہلی عورت تھی۔ اُس کا اپنا ذاتی گھر اور کاروبار تھا (اعمال ۱۶: ۱۴، ۱۵)۔ بہت سی اہم عورتیں یا اہم آدمیوں کی بیویاں تھسلنیکےؔ اور بیریہ میں کلیسیائیں قائم کرنے میں پولس کے ساتھ پیش پیش رہیں (اعمال ۱۷: ۴، ۱۲)۔ مکدنیہ کی خواتین کو اپنی بہنوں کی نسبت جو جنوب کی جانب یونانی شہروں میں رہتی تھیں زیادہ آزادی حاصل تھی۔

اگرچہ پہلی صدی کے مسیحی ان سماجی روایتوں سے اپنے آپ کو مکمل طور پر آزاد نہ کر سکے جن میں وہ پروان چڑھے تھے لیکن اس کے باوجود وہ بیسویں صدی کے مسیحیوں سے کہیں زیادہ اپنی کوشش میں کامیاب رہے، کیونکہ مسیحِ مصلوب کی خوشخبری جو انہیں ایک بندھن میں باندھتی تھی نہ صرف اُن کے اور دنیا کے درمیان حدِ فاصل کا درجہ رکھتی تھی بلکہ اس پیغام نے انہیں اپنی اقدار کو پرکھنے بلکہ اکثر بدلنے پر مجبور کیا۔

تبدیل شدہ لوگ جو ایک معاشرہ سے نکال کر دوسرے معاشرہ میں لائے گئے تھے، اُنہیں یہ خطرہ لاحق رہتا کہ کہیں وہ اپنے آپ کو ایک علیحدہ ہی فرقہ نہ سمجھنے لگ پڑیں، اور یہ نہ سمجھیں کہ وہ ایسا گروہ ہیں جس کی مثال "فصیل شدہ باغ" کی سی ہے اور جسے بیرونی حالات سے بالکل جدا کر دیا گیا ہے۔ مسیحی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ابتدائی ادوار میں کلیسیا میں یہ خیال اس قدر غالب نہ تھا۔ وہ ہمیشہ غیر مسیحیوں کے ساتھ عملی سخاوت کرنے اور مسیح کی گواہی دینے کے لیے ابھارے جاتے تھے۔ تھسلنیکیوں کو نصیحت کرتے ہوئے پولس کہتا ہے "اسی طرح تمہاری محبت بھی آپس

ہیں اور سب آدمیوں کے ساتھ زیادہ ہو اور بڑھے" (۱۔تھسلنیکیوں ۳: ۱۲)۔
"خبردار! کوئی کسی سے بدی کے عوض بدی نہ کرے بلکہ ہر وقت نیکی کرنے کے درپے رہو۔ آپس میں بھی اور سب سے" (۱۔تھسلنیکیوں ۵: ۱۵)۔
پولس چاہتا تھا کہ مسیحیت کی سرسبزی اور شادابی اس دنیا کے گناہوں کی پُرخار جھاڑیوں کی جگہ لے لے۔ اُس کی خواہش تھی کہ اس دنیا کو شیطان کے غاصبانہ قبضہ سے رہائی دلا کر سچے خداوند کی پُرمسرت فرمانبرداری میں لے آئے۔
پولُس کی نظر میں نہ صرف صلیب ایماندار اور دنیا کے درمیان حدِ فاصل ہے بلکہ صلیب کی مہیّا کردہ نجات سے دنیا کو فیض یاب بھی ہونا ہے "خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر لیا" (۲۔کرنتھیوں ۵: ۱۹)۔
یہ امر مسلمہ ہے کہ اگر ابتدائی مسیحی اپنے قول و فعل سے مسیح میں خدا کے دنیا کے ساتھ میل کی خوشخبری نہ پھیلاتے تو کلیسیا اس قدر وسیع و عریض ہرگز نہ ہو جاتی۔

پولُس کو سمجھنا

نئے عہد نامہ کے ایک مصنف نے اس بات کا اعتراف کیا کہ "ہمارے پیارے بھائی پولُس" کے خطوط میں "بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے" (۲۔پطرس ۳: ۱۵ ما بعد)۔ اس لئے اگر ہمیں بھی اُس کی کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ تاہم وہ یہی چاہتا تھا کہ اُس کے سامعین اُس کی لکھی ہوئی باتوں کو سمجھیں اور بلاشبہ اُس کے قاری بڑے بڑے عالم نہ تھے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہم اس کے خطوط کے پس منظر سے ویسے واقف نہیں جیسے اس کے اوّلین قاری

تھے۔ پولُس کے خطوط پڑھتے ہوئے ہماری مثال اس آدمی کی سی ہے جو ٹیلی فون کرتے ہوئے کسی آدمی کے پاس بیٹھا ہو۔ وہ صرف سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کی بات سنتا ہے لیکن ٹیلیفون کی دوسری طرف کے آدمی کی باتیں نہیں سنتا۔ لہذا بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جنکی سمجھ نہیں آتی کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ دوسری طرف کا آدمی فی الحقیقت کیا کہہ رہا ہے۔ کرنتھیوں کے نام پہلے خط کا بیشتر حصہ اُن سوالوں کے جوابوں پر مشتمل ہے جو کرنتھس کے مسیحیوں نے پولُس سے ایک خط میں پوچھے تھے۔ اگرچہ وہ خط محفوظ نہیں رہا تو بھی ہم اُس کے لُبِ لباب کا پولُس کے اُن الفاظ سے اندازہ لگا سکتے ہیں جو اُس نے خط لکھتے ہوئے استعمال کیئے۔ شاید پولُس کے کرنتھیوں کے نام پہلے خط کو سمجھنے میں ہمیں مزید آسانی ہوتی اگر وہ خط جسکے جواب میں اُس نے یہ خط لکھا ہمارے سامنے ہوتا۔ پولُس نے اپنے خط میں عام طور پر جن حالات پہ بحث کی، جن لوگوں کا حوالہ دیا اور جن واقعات کو وہ مختصراً بیان کرتا ہے، یہ سب اس کے قارئین کے لیئے محض اشارہ ہوتے تھے جن سے وہ سمجھ جاتے تھے کہ پولُس کے ذہن میں کیا ہے لیکن ہمیں ان حالات کو تعمیر کرنے میں بہت کوشش کرنی پڑتی ہے اور غلطی کا امکان ہمیشہ غالب رہتا ہے کیونکہ ہم ایک ایسا اہم عنصر کھو چکے ہیں جس کی بدولت تمام حالات کھل کر ہمارے سامنے آجاتے ہیں۔ متعدد علماء کا خیال ہے کہ کرنتھیوں کا دوسرا خط جیسا ایک خط کی صورت میں اب ہمارے سامنے ہے پہلے ایسا نہ تھا، بلکہ یہ دو یا دو سے زیادہ خطوط پر مشتمل تھا جو پولُس نے کرنتھس میں اپنے عزیزوں کو لکھے۔ یہی فلپیوں کے خط کا حال ہے۔ اس کے متعلق بھی کئی علماء کا خیال ہے کہ اس میں ایسے شواہد ملتے ہیں جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اسے بھی دو علیحدہ

خطوط کو ملا کر ایک خط کی شکل دی گئی ہے۔ غالباً ایسے مسائل کا ہمارے پاس کوئی قطعی حل نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہم پولسؔ کے کرنتھس اور فلپیؔ کی کلیسیا کے ساتھ تعلقات کی تمام تفصیلات کو نہیں جانتے۔

اس کے علاوہ پولسؔ رسول کا اسلوبِ بیان بھی عموماً سمجھنے میں آسان نہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے خط اپنے مددگار سے لکھوایا کرتا تھا۔ بعض اوقات اُس کی سوچوں کا سیلاب اس قدر تیز ہوتا کہ وہ الفاظ کے دھارے سے آگے نکل جاتا اور جملے نامکمل رہ جاتے۔ چنانچہ الفاظ کے تسلسل اور خیالات میں باہمی مطابقت ختم ہو جاتی اور اکثر مرتبہ اس خلا کو چھوڑ کر اُسے تسلسل قائم رکھنے کے لئے آگے بڑھنا پڑتا۔ ہم صرف اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کس طرح اُس کا مددگار الفاظ کو سپردِ قلم کرتا ہوگا۔ بار بار پولسؔ ایسا جملہ شروع کرتا جو کبھی بھی گرامر کی رو سے اختتام کو نہیں پہنچتا کیونکہ اس سے پہلے کہ وہ اسے مکمل کرتا کوئی اور نیا خیال اُس کے ذہن میں آجاتا اور وہ جملہ کی نوعیت سے بھٹک جاتا۔ کچھ لمحوں کے بعد وہ واپس بنیادی جملہ کی طرف رجوع کرتا، لیکن اس وقت تک پچھلے ادھورے جملہ کی نوعیت ذہن سے نکل چکی ہوتی۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ پولسؔ ایسا مصنف نہیں تھا جس کا تسلسل لگاتار ہو یا جس کو سمجھنا آسان ہو، لیکن بلاشبہ یہ باتیں ہمیں دکھاتی ہیں کہ وہ کس طرح کا آدمی ہے۔ ہمارے سامنے ایک ایسا آدمی ہے جس کے سپرد ایک پیغام ہوا اور وہ تمام مصنوعی اور رسمی باتیں چھوڑ کر اپنا پیغام اپنے مخصوص انداز میں قاری تک پہنچاتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کہنا چاہتا ہے وہ پہلی صدی کے تھسلنیکے، کرنتھس اور فلپیؔ کے مسیحیوں کے ساتھ ساتھ بیسویں صدی کے مسیحیوں کے لئے بھی اس قدر اہم ہے کہ اسے سمجھنے کے لئے جتنا کھوج لگایا جائے اتنا ہی قیمتی خزانہ ملے گا۔

پولُس کے خطوط اور مسیحی دَور کی ابتداء

بے شک نیا عہد نامہ چار اناجیل اور اعمال کی کتاب سے شروع ہوتا ہے اور پھر ترتیب وار خطوط پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن یہ ترتیب ہرگز اس بات کا ثبوت نہیں کہ اسی ترتیب سے نئے عہد نامہ کی دستاویزات لکھی گئیں۔ پولُس کے بیشتر خطوط پہلی انجیل کے لکھے جانے سے پہلے لکھے گئے۔ تھسلنیکیوں کی کلیسیا کو لکھے گئے دونوں خطوط (ماسوائے گلتیوں کے خط کے) نئے عہد نامہ کی دستاویزات میں سے قدیم ترین ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پولُس یسوّع مسیح کی زندگی، موت اور جی اُٹھنے کا تذکرہ کرتا ہے یا جب وہ اُس کی تعلیمات کی بات کرتا ہے تو یہ نئے عہد نامے کے اولین شواہد ہیں۔ مثلاً ا۔کرنتھیوں ۱۱ : ۲۳۔۲۶ میں وہ ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح مسیح نے عشائے ربانی کو شروع کیا اور اُس موقع پر اُس نے کیا کہا۔ پہلی تین اناجیل بھی عشائے ربانی کی رسم کو بیان کرتی ہیں۔ لیکن پولُس کا بیان اُن سے کئی سال پرانا ہے۔ اس لئے اس کا بیان بڑی اہمیّت کا حامل ہے۔ ہمیں صرف یہی نہیں سوچنا کہ یہ بیان اس خط میں کس تاریخ کو لکھا گیا۔ پولُس کرنتھس کے لوگوں کو کوئی ایسی بات نہیں بتا رہا جو وہ پہلے نہیں جانتے تھے۔ وہ اُنہیں وہ بات یاد دلا رہا ہے جو اُس نے اُنہیں اپنی زبانی "پہنچائی" تھی جب وہ پانچ سال پہلے اُن کے ساتھ تھا۔ اور جو کچھ اُس نے اُنہیں "پہنچایا" تھا یہ وہی کچھ تھا جو اُسے تقریباً سترہ سال پہلے اپنی مسیحی زندگی کے آغاز میں "ملا" تھا۔ چنانچہ اس بیان کا اصل اختیار اُسے خداوند کی طرف سے حاصل ہوا تھا جس نے بذاتِ خود عشا کا آغاز کیا تھا اور اپنے الفاظ میں اس کا مطلب واضح کیا تھا۔

جن دنوں میں پولُس نے یہ خطوط لکھے اُن دنوں میں ابھی کوئی انجیل تحریر نہیں ہوئی تھی۔ پھر بھی یہ خطوط مسیحیوں کو لکھے گئے یعنی اُن لوگوں کو جنہوں نے نہ صرف انجیل کی خوشخبری کو سُنا تھا بلکہ اس کا یقین بھی کیا تھا لیکن وہ اسے صرف زبانی کلامی جانتے تھے۔ اُن کے پاس اس کا کوئی تحریری بیان موجود نہ تھا۔ چونکہ وہ اسے جانتے تھے اس لئے پولُس کو اسے اپنے خطوط میں بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی ماسوائے اُن مواقع پر جب وہ ضروری سمجھتا تھا کہ اُنہیں انجیل کی وہ باتیں یاد دلائے جو اُنہوں نے اُس کے مُنہ سے سُنی تھیں۔ مثال کے طور پر ۱۔ کرنتھیوں ۱۵ باب میں وہ کرنتھس کے مسیحیوں کو بتاتا ہے کہ کس طرح جی اٹھنے کی اُمید ناگزیر طور پر نجات کے پیغام کے ساتھ وابستہ ہے جسے وہ پہلے ہی پا چکے ہیں۔ اُس کی نظر میں انجیل کا پیغام جو وہ سن چکے تھے ایسی بنیاد ہے جو پہلے رکھی جا چکی ہے۔ پولُس اس بنیاد پر مسیحی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ اب وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ انجیل کا مفہوم اُن کی سوچوں اور زندگیوں کے لئے کیا ہے یعنی انجیل کو اُن کی زندگی کو کس طرح بدلنا چاہیئے۔

شاذونادر ہی ایسا ہوا کہ پولُس نے اپنے نومسیحیوں کو انجیل کے مفہوم سمجھاتے ہوئے مسیح کی تعلیمات کا ہوبہو حوالہ دیا ہو۔ بلاشبہ، بعض اوقات اُس نے ایسا بھی کیا مثلاً ۱۔ کرنتھیوں ۷: ۱۰ ما بعد میں وہ طلاق کے بارے میں مسیح کی تعلیم کا اقتباس پیش کرتا ہے، ۹: ۱۴ میں وہ انجیل کے مبشّروں کی مادی ضروریات کے پورے ہونے کے حق کا تذکرہ کرتا ہے۔ اور ۱۱: ۲۴ ما بعد میں وہ خداوند کی فتح کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ اسی طرح ۱۔ تھسلنیکیوں میں یہ کہنے کے سلسلے میں کہ جو ایماندار مر گئے ہیں، مسیح کی آمد

ثانی پر جی اُٹھیں گے" "خداوند کے کلام" کو سند کے طور پر پیش کرتا ہے (۱۔ ۴: ۱۵)۔
لیکن اگرچہ ایسے اقتباسات بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں، پھر بھی یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پولُس کی اخلاقی تعلیم کی بنیاد مسیح کی ہی ہے یا وہ شریعت ہے جسے وہ "مسیح کی شریعت" کا نام دیتا ہے (۱۔کرنتھیوں ۹: ۲۱)۔
جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ پولُس کے نو مسیحیوں کے پاس اناجیل تحریری شکل میں موجود نہ تھیں جو اُن کے ایمان لانے وقت اُن کے ہاتھوں میں دے دی جاتیں، اس لئے یہ بہت ضروری ہو گیا کہ جتنی جلدی ہو سکے وہ مسیحی طرزِ زندگی کے اصولوں کو سیکھیں۔ لیکن اس مقصد کے لئے اُنہیں زبانی تعلیم پر انحصار کرنا پڑتا یعنی جو تعلیم پولُس اور دوسرے مسیحی اُستادوں نے دی۔ اس تعلیم کے ساتھ اِن اُستادوں کا ذاتی نمونہ بھی شامل ہوتا تھا (خصوصاً پولُس نے بار بار اپنے نمونے کا ذکر کیا)۔
یوں لگتا ہے کہ بہت جلد ہی اس زبانی تعلیم نے ایک مُصَدَّقہ شکل اختیار کر لی۔ اس بات کا اندازہ ہم پولُس کی باتوں سے لگاتے ہیں، جب وہ کرنتھس کے مسیحیوں کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ "روایتوں" کو برقرار رکھتے ہیں (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲) یا جب وہ تھسلنیکے کے مسیحیوں کو ترغیب دیتے ہوئے کہتا ہے، "جن روایتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعے سے تعلیم پائی ہے اُن پر قائم رہو" (۲۔تھسلنیکیوں ۲: ۱۵)۔ غالباً روایتوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ درج بالا مصدقہ تعلیم کی بات کر رہا ہے۔ انجیل کی یہ زبانی تعلیم اس قدر اہمیت حاصل کر چکی تھی کہ اگر کوئی اس کی تحقیر کرتا تو اُسے تنبیہ کی جاتی کہ وہ "اُس روایت پر عمل نہیں کرتا جو اُس کو ہماری طرف سے پہنچی" (۲۔تھسلنیکیوں ۳: ۶)۔ یہ روایت ایسی تھی جس نے اپنا اختیار

یسوع سے اور اُس کی تعلیم سے حاصل کیا تھا۔ یہ خداوند یسوع کی طرف سے اُس کے رسولوں کو پہنچتی تھی جنہوں نے اسے دیگر شاگردوں اور نو مسیحیوں کو پہنچایا اور یہاں سے اُس نے اگلی نسلوں تک پہنچایا تھا۔

جوں جوں نئے عہد نامہ کی دستاویزات منظرِ عام پر آتی گئیں، یہ روایت جو پہلے صرف زبانی شکل میں تھی تحریری شکل اختیار کرتی گئی۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جب پولُس لکھتا ہے تو اختیار سے لکھتا ہے، لیکن جس اختیار کا وہ دعویٰ کرتا ہے وہ اُس کی اپنی شخصیت پر مبنی نہیں بلکہ یہ اُسے خدا کی طرف سے حاصل ہے جس کا وہ معتبر رسول ہے اور جس کے احکام وہ اپنے نو مسیحیوں کو پہنچاتا ہے۔

اعمال کی کتاب اور پولُس کے خطوط

پولُس کے خطوط اور خصوصاً ابتدائی خطوط کو سمجھنے کے لئے ایک خاص مدد پولُس کے ساتھی اور ہمسفر لوقا نے رسولوں کے اعمال میں مہیا کی ہے۔ لوقا ہمیں بتاتا ہے کہ کس طرح پولُس نے کئی کلیسیائیں قائم کیں جنہیں بعد ازاں اُس نے خطوط بھی ارسال کئے اور بلاشبہ لوقا کے یہ بیان خطوط کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے بہت مفید پس منظر ہے۔ مثلاً اعمال ۱۶ باب میں فلپّی میں کلیسیا کے قیام کا بیان درج ہے۔ اعمال ۱۷: ۱-۱۰ میں تھسلنیکے میں کلیسیا کا قیام اور اعمال ۱۸ باب میں کرنتھس کی کلیسیا کے قیام کا بیان ہے۔ پولُس کی ان کلیسیاؤں کے ساتھ خط و کتابت کے خاکے کو متعارف کراتے ہوئے ہم اُن تفصیلات کا مکمل استعمال کریں گے جو لوقا نے ہمیں اعمال کی کتاب میں مہیا کی ہیں۔

دوسرا باب

تھسّلُنیکیوں کے نام پہلا خط

خط کا تعارُف

تھسلنیکے شہر

تھسلنیکے مکدُنیہ کا ایک قدیم شہر ہے۔ آج کل اسے سلونیکیہ کے مختصر نام سے جانا جاتا ہے۔ ابتدائی دنوں میں اس کا نام تھرمے تھا۔ یونانی زبان میں تھرمے کا مطلب ہے گرمی۔ انگریزی لفظ تھرموس اسی سے مشتق ہے۔ اس شہر کا نام اس وجہ سے تھرمے (بمعنی گرمی) پڑ گیا کہ اس کے قریب ایسے چشمے تھے جن کا پانی گرم ہوتا تھا جو بیماروں کے لیئے بہت فائدہ مند ہوتا تھا۔ لیکن ۳۱۵ ق م میں مکدنیہ کے بادشاہ سکندر نے اسے دوبارہ قائم کر کے تھسلنیکے کا نام دیا جو اُس کی بیوی کا نام تھا اور وہ سکندرِ اعظم کی سوتیلی بہن تھی۔ جب رومیوں نے اس علاقہ پر اپنی حکومت قائم کی اور مکدُنیہ کو صوبہ کا درجہ دیا تو تھسلنیکے کو صوبائی صدر مقام بنا دیا۔ نئے عہد نامہ کے زمانے میں اسکی یہی حیثیت تھی۔ اس شہر کو اپنے بلدیاتی معاملات کو چلانے کی آزادی حاصل تھی۔ بلدیہ کی سرکردگی پانچ یا چھ مجسٹریٹوں پر مشتمل ایک کمیٹی کے ہاتھ میں ہوتی تھی جو پولیتارخ (یہ خطاب مکدنیہ کے کئی شہروں کے حکمرانوں کا تھا) کے نام سے جانے جاتے تھے۔

تھسلنیکے کی کلیسیا

مسیحیت ۵۰ئہ میں یہاں آئی۔ اُسی سال کے شروع میں پولُس بحیرہ ایجیئن کو پار کر کے اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ یورپی ساحل پہ پہنچا۔ مکدنیہ کے ایک اور بڑے شہر فلپّی میں انجیل کی منادی اور کلیسیا قائم کرنے کے بعد پولُس نے اپنا سفر مغرب کی جانب جاری رکھا۔ شاہراہ اگنیشین[1] کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے وہ تھسلنیکے پہنچا۔ اپنے ایک ساتھی لوقا کو وہ فلپّی میں چھوڑ آیا اور دو ساتھیوں "سلوانُس (سیلاس) اور تیمتھیُس کو لے کر تھسلنیکے میں داخل ہوا۔

تھسلنیکے میں وہ متواتر تین سبتوں پر مقامی یہودی عبادت خانہ میں جاتے رہے۔ جب پرانے عہد نامہ میں سے کچھ پڑھا جاتا تو پولُس اُٹھ کر ان وِردوں میں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ جس المسیح کی وہ پیشگوئی کرتے ہیں اُسے خدا کے منصوبے کے تحت جان دینا اور پھر مُردوں میں سے جی اٹھنا تھا۔ اس لئے یسوع جس نے چند سال ہوئے صلیبی موت سہی اور پھر مردوں میں سے جی اٹھا، وہی موعودہ المسیح ہے۔ چند سننے والے اس کی باتوں پر ایمان لے آئے۔ اُن میں نہ صرف یہودی تھے بلکہ "خدا ترسوں" میں سے بھی خاصی تعداد تھی یعنی وہ غیر یہودی جنہوں نے کسی حد تک یہودی طرزِ زندگی اور عبادت کو اپنا لیا تھا۔ جہاں جہاں پولُس اور اُس کے ساتھیوں نے بشارتی دورے کئے

---

[1] Egnatian Road

وہاں وہاں کلیسیائیں قائم ہوئیں اور یہی خُداترس غیر یہودی کلیسیا کے مرکزی اراکین ثابت ہوئے۔

تین سبتوں کے بعد عبادت خانہ کے اہل کاروں نے فیصلہ کیا کہ اب پَولُسؔ کو اپنے تخریبی پروپیگنڈہ کے لئے عبادت خانہ استعمال کرنے کی مزید اجازت نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ پَولُسؔ نے بھی اپنے نَومسیحیوں کو عبادت خانہ سے الگ کر لیا اور ایک علیحدہ گروہ تشکیل دیا جسے تھسلنیکے کی کلیسیا کہا جاتا ہے۔ وہ اُن کے ساتھ کچھ دیر رہ کر اُنہیں وہ بنیادی تعلیم دیتا رہا جو کہ ایک نَومولود کلیسیا کی ضرورت تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ابتدائی تعلیم مکمل کرتا، کچھ مشکل حالات پیدا ہو گئے جس کی بنا پر اُسے وہاں سے رخصت ہونا پڑا۔

پولیتارخوں کو یعنی شہر کے حاکموں کو بدگمان کرنے کے لئے کئی غلط باتیں بتائی گئیں کہ پَولُسؔ اور اُس کے ساتھی مسیحی عقیدہ کے یہودی تخریب کار ہیں اور یہ وہی ہیں جنہوں نے رومی حکومت میں کئی جگہ ہلچل پیدا کی ہے۔ یہ لوگ یسوعؔ کو رومی شہنشاہ کے مقابل بادشاہ قرار دیتے ہیں۔ اسی اثنا میں پَولُسؔ کے یہودی مخالفین نے چند اوباش لڑکوں کو پیسے دیئے کہ وہ پَولُسؔ اور اس کے کاموں کے خلاف کئے جانے والے مظاہرہ کو اشتعال دے کر لوگوں میں بے چینی پیدا کریں۔ ایسا کرنے سے وہ حکمرانوں کو خبردار کرنا چاہتے تھے کہ وہ پَولُسؔ کے خلاف فوری اور سخت اقدام اٹھائیں۔ ذاتی مفاد پرست لوگ پَولُسؔ پر تو ہاتھ نہ ڈال سکے البتہ اس کے میزبان یاسونؔ کو اور اس کے چند ساتھیوں کو تھسلنیکے میں پکڑ لیا۔ وہ انہیں گھسیٹتے ہوئے حاکموں کے سامنے

لے گئے اور اُن کے خلاف یہ تہمت لگائی کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شہنشاہ کے خلاف سازش کرنے والے باغیوں کو اپنے ہاں پناہ دے رکھی ہے۔

اس شور و غل کے عالم میں حاکموں نے بہرحال اپنے حواس برقرار رکھے اور خوف و ہراس کو اپنے اوپر مسلّط نہ ہونے دیا۔ ایسے حالات میں اُنہوں نے وہی کچھ کیا جو اُن کی نظر میں سب سے زیادہ موزوں تھا۔ اُنہوں نے یاسون اور اُس کے باقی ساتھیوں سے پَولُس کے اچھے رویّے کی ضمانت لے کر چھوڑ دیا جس کا دراصل مطلب یہ تھا کہ پَولُس فوراً مزید شور و غوغا کئے بغیر یہاں سے چلا جائے۔ انہوں نے اپنی طرف سے یہ کم سے کم کارروائی کی، حالانکہ رومی حکومت میں باغیوں سے سختی سے نپٹا جاتا تھا۔ شہنشاہ کے علاوہ کسی اَور کو بادشاہ تسلیم کرنے والوں پر سخت سزا عائد ہوتی تھی۔

عین ممکن تھا کہ حکمران پَولُس کو صفائی پیش کرنے کا موقع دیتے تاکہ وہ لوگوں کی طرف سے عائد کردہ الزامات کی تردید کرتا اور بلاشبہ ایسی صورت میں پَولُس موقع کی نزاکت سے فائدہ اٹھا کر نہ صرف اُن کے من گھڑت سوالوں کا جواب دے سکتا تھا بلکہ یسوع کی بادشاہت کی حقیقت کی وضاحت کر سکتا تھا لیکن ضروری نہیں تھا کہ اس کے بعد بھی مشتعل لوگوں کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا۔

خط کا موقع

ان حالات نے پَولُس کو ایک عجیب تذبذب سے دوچار کر دیا۔

ایک طرف تھسلنیکے کے نو مسیحی تھے اور دوسری طرف اُس کے ساتھیوں کی ضمانت کہ وہ خاموشی سے تھسلنیکے چھوڑ دے گا۔ چونکہ پولُس اپنے ساتھیوں سے روگردانی نہیں کر سکتا تھا اس لئے ناچار وہاں سے رخصت ہوا۔ اُسے افسوس تھا کہ وہ مسیح میں اپنے فرزندوں کو مکمل بنیادی تعلیم نہ دے سکا جس سے اُن کا نومولود ایمان پختہ ہو جاتا۔ وہ اُنہیں ایسے حالات میں چھوڑے جا رہا تھا جہاں اُنہیں کھلی عداوت اور ظلم و ستم کا سامنا تھا یا کم از کم تضحیک اور حقارت کی اذیت برداشت کرنی تھی۔ خطرہ تھا کہ لوگ سوچتے کہ پولُس اُنہیں تکلیف دہ حالات میں تنہا چھوڑے جا رہا ہے جبکہ یہ حالات اُسی کے پیدا کردہ تھے۔ ایسے بے شمار وسوسے اور خیال لئے پولُس تھسلنیکے سے نکلا۔

وہ سیلاس کو ساتھ لے کر بیریہ چلا گیا اور وہاں سے بھی اُس کے ساتھی اُس کے تحفظ کی خاطر اُسے اتھینے لے گئے وہاں سے اُس نے اپنے رفیق تیمتھیس کو واپس تھسلنیکے بھیجا کہ وہاں جا کر نو مسیحیوں کے حالات دریافت کرے اور خود اتھینے سے کرنتھس کو چلا گیا۔ کرنتھس میں وہ بے چینی سے تیمتھیس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ جب تیمتھیس نے واپس آکر خوشی کی خبر سُنائی تو اُسے بہت تسلی ہوئی بلاشبہ تھسلنیکے میں نومولود کلیسیا ثابت قدم تھی۔ وہ نہ صرف اپنے ایمان پر قائم تھی بلکہ دن بدن ترقی کی منازل بھی طے کر رہی تھی۔ پولُس اور اُس کے دونوں رفیقوں سیلاس اور تیمتھیس نے فوراً اُنہیں مبارکباد دی اور حوصلہ افزائی کا خط لکھا مگر اس کے ساتھ ساتھ چند ایسے مسائل بھی پیدا ہو گئے تھے جن کا تیمتھیس نے آکر ذکر کیا تھا۔ جو خط ہمارے سامنے ا۔ تھسلنیکیوں کی صورت میں ہے یہی وہ خط ہے

جو انہوں نے لکھا۔

۱۔ تھسلنیکیوں کا خاکہ

۱۔ سلام (۱:۱)
۲۔ اُن کے ایمان اور ثابت قدمی کے لئے خدا کا شکر (۱:۲-۱۰)
۳۔ مبشروں کے رویّے کی وضاحت (۲:۱-۱۶)
۴۔ تھسلنیکے چھوڑنے کے بعد کے واقعات کا ذکر (۲:۱۷-۳:۱۰)
۵۔ دوبارہ جلد ملنے کے لئے دُعا (۳:۱۱-۱۳)
۶۔ پاکیزگی اور برادرانہ محبّت کی نصیحت (۴:۱-۱۲)
۷۔ آمدِ ثانی کے متعلق (۴:۱۳-۵:۱۱)
۸۔ ضروری نصیحتیں (۵:۱۲-۲۲)
۹۔ دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکت

خط کی تفسیر

۱۔ سلام (۱:۱)

تھسلنیکیوں کے دونوں خطوط کے شروع میں سلام لکھتے ہوئے پولُس اپنے نام کے ساتھ رفیقوں اور ساتھی مبشروں سلوانس (سیلاس) اور تیمتھیس کے نام جوڑتا ہے۔ دونوں خطوط میں جہاں جہاں صیغہ جمع "ہم" (ہمیں۔ ہمارے) استعمال ہوا ہے، وہاں تینوں مصنف اور خصوصاً پولُس اور سلوانس کہی ہوئی بات کے ذمہ دار ہیں۔ جہاں صیغہ واحد "میں" استعمال ہوا ہے وہاں اس سے مراد پولُس ہے (دیکھیں ۱۔تھسلنیکیوں ۲:۱۸؛

۳: ۵؛ ۵: ۲۷ ؛ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۵ ؛ ۳: ۱۷)

۲۔ اُن کے ایمان اور ثابت قدمی کیلئے خدا کا شکر (۱: ۲-۱۰)

سلام لکھنے کے بعد پولُس اور اس کے ساتھی تھسلنیکے کے بھائیوں کے متعلق حالیہ موصول ہوئی خوشی کی خبر کے لئے خدا کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اگرچہ پولُس اور سلوانُس وہاں سے ناگہاں نکلنے پر مجبور ہوئے اور اُنہیں مسیح کی وفاداری میں مصیبتیں اور اذیتیں برداشت کرنی پڑیں، تاہم ایسے حالات میں بھی اُن کا ایمان ڈگمگایا نہیں۔ انجیل کی خاطر اُنہیں جو کچھ بھی برداشت کرنا پڑا اُنہی خوشی برداشت کیا اور بجائے اسکے کہ انجیل کو اپنے تک محدود رکھتے وہ مصیبتوں میں بھی اسقدر خوش تھے کہ انجیل کی خوشخبری سب تک پہنچاتے پھرے۔

ان کی گواہی مکدُنیہ کے پورے صوبہ میں پھیل رہی تھی، یہاں تک کہ جنوب میں اخیہ (یونان) کے صوبہ میں بھی اُن کی گواہی کا چرچا ہونے لگا۔ اُن دنوں پولُس بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہیں مقیم تھا۔ یہاں بھی اُنہوں نے تھسلنیکے کے بھائیوں کے ایمان کی بازگشت سُنی۔ ان مبشروں کو اب کرنتھس میں اُن کے ایمان کے متعلق بتانے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ اُنکے ایمان کا اشتہار خود بخود پھیل رہا تھا۔ لوگ ایک دوسرے سے کہتے، "کیا تم نے سُنا، جب پولُس اور اُس کے ساتھی تھسلنیکے گئے تو کیا ہوا؟" "کیا تم نے سُنا، کس طرح وہاں اُن کا استقبال کیا گیا، اُنہوں نے وہاں نومسیحوں کی کیسی اچھی جماعت قائم کی ہے؟" اُنہوں نے قارئین کو یاد دلایا کہ جب اُنہوں نے خدا کا کلام سُنا تو کیا ہوا۔ اُنہوں نے اپنی پرانی بت پرستی کو چھوڑ کر

انجیل کی خوشخبری کے مطابق زندہ خُدا کی عبادت شروع کر دی۔ اُنہوں نے سُنا کہ یسوعؔ مسیح خدا کا بیٹا ہے جسے خدا نے مُردوں میں سے زندہ کیا۔ اب وہ یسوعؔ کے آسمان پر سے آنے کے منتظر تھے تاکہ وہ آکر اپنے لوگوں کو آخری دن کے الٰہی غضب اور عدالت سے بچائے۔ اس حوالہ سے واضح ہے کہ یسوعؔ مسیح کی آمدِ ثانی اور اس کے زندوں اور مُردوں کا مُنصِف ہونے کا پَولُسؔ کے پیغاموں میں اہم مقام تھا۔

۲۔ مُبشّروں کے رویّے کی وضاحت (۲: ۱-۱۶)

تھسلنیکے سے پَولُسؔ کی ناگہاں روانگی بہت سے لوگوں کے لئے نکتہ چینی کا باعث بنی۔ بدنام کرنے والے کہتے ہوں گے "یہ کیسے رسول ہیں! یہاں آئے، سادہ لوح لوگوں کو اپنے پیچھے لگایا، لیکن جب دیکھا کہ حالات نازک ہو گئے، تو چلتے بنے، اور اپنی مصیبت کا خمیازہ بھگتنے کے لئے بے چارے سادہ لوگوں کو پیچھے چھوڑ دیا!" ایسی غلط فہمیوں کو دُور کرنا لازمی تھا۔ ثبوت کے طور پر پَولُسؔ اُنہیں یاد دلاتا ہے کہ جب وُہ اور اُس کے ساتھی اُن کے ساتھ تھسلنیکے میں تھے تو انہوں نے کبھی بھی اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھانا یا اُن کے خرچ پر زندگی گزارنا نہ چاہی۔ اُنہی دنوں میں رومی سلطنت میں بہت سے گمراہ کرنے والے نیم حکیم اپنی مذہبی اور فلسفیانہ باتیں لئے پھرتے تھے اس لئے یہ اور بھی ضروری ہوا کہ پَولُسؔ اُن کے مقابلہ میں اپنے مقاصد اور چال چلن کی پاکیزگی پر زور دے۔

پَولُسؔ اور اس کے ساتھیوں نے دوہری محنت کی۔ ایک طرف تو وہ اپنی ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لئے محنت مشقت کرتے اور

دوسری طرف تھسلنیکے میں انجیل کی منادی اور کلیسیا کے قیام کے لئے کوشش کرتے۔ اگرچہ اُنہیں یہ حق تھا کہ اُن لوگوں سے اپنی مادی ضروریات کا تقاضا کرتے، جن کی روحانی بہبود کے لئے وہ سرگرمِ عمل تھے، تاہم انہوں نے اپنے اس حق سے دستبردار رہنا ہی قبول کیا۔ انہوں نے اپنے نومسیحیوں کے ساتھ نرمی (آیت ۷) کا رویہ اختیار کیا نہ کہ جبر کا۔ اسطرح انہوں نے اپنے کردار وگفتار سے اچھا نمونہ پیش کیا اور اپنی زندگیوں سے اُس انجیل کی توصیف کی جس پہ وہ ایمان رکھتے تھے۔ اُن کی خواہش تھی کہ تھسلنیکے کے نومسیحیوں کا "چال چلن خدا کے لائق ہو" (آیت ۱۲)۔ عہدِ عتیق کی طرح عہدِ جدید میں بھی خُدا کے لوگوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنی زندگیاں خدا کے لائق بنائیں۔ خدا تھسلنیکیوں کو "اپنی بادشاہی اور جلال میں بلاتا ہے" (آیت ۱۲)۔ ایمان کے ذریعہ وہ پہلے ہی خدا کی بادشاہی میں داخل ہو چکے تھے، لیکن جلال کے مکمل اظہار کا تعلق اُس دن سے ہے جو ابھی آنے والا ہے۔ وہ اُس جلال کے وارث بن چکے تھے اور اب اُنہیں اس جلالی میراث کے لائق چال چلنا تھا۔

دراصل تھسلنیکے کے نومسیحی اپنے استادوں کے لائق شاگرد ثابت ہو چکے تھے۔ جب پولُس اور سلوانس کو اچانک وہاں سے جانا پڑا تو انہوں نے بعد کی مصیبتوں کو اُسی جذبہ سے برداشت کیا جسطرح فلسطینی کلیسیاؤں نے یہودی ہمسایوں کی اذیتوں کو برداشت کیا تھا۔ آیات ۱۴۔۱۶ میں پائی جانے والی یہودیوں کے بارے میں تلخی کا اظہار پولُس کے خطوط میں صرف اسی جگہ ہے۔ غیراقوام میں یہودیوں کے بارے میں عام بہتان کا اِن آیات میں ذکر واقعی حیران کن ہے۔ (انہوں نے کہا، "یہودی . . . . سب آدمیوں کے مخالف ہیں")۔ دوسری طرف یہودیوں کی ہی تحریک کے باعث پولُس

اور سلوانس کو ناگہاں تھسلنیکے سے نکلنا پڑا۔ اس کے بعد انہیں بیریہ میں بھی یہودی مخالفت کا مزید سامنا کرنا پڑا، اور اب کرنتھس میں بھی وہی عمل دُہرایا جارہا تھا۔ اُنہیں اس بات کا یقین تھا کہ اُن کی رسولی خدمت، خدا کے مقصد کو پورا کر رہی ہے اور یہ بھی احساس تھا کہ مخالف یہودی خدا کے مقصد میں حائل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، اسی لئے خدا کے انتہا کا غضب اُن پہ نازل ہو رہا ہے۔

۴۔ تھسلنیکے چھوڑنے کے بعد کے واقعات کا بیان (۲: ۱۷-۳: ۱۰)

تھسلنیکے سے لازمی روانگی کے بعد سے پولُس نے ایک سے زائد مرتبہ واپس جانے کی کوشش کی، مگر ہر کوشش ناکام ہوئی۔ اس ناکامی کا باعث وُہ سچائی کے مافوق الفطرت دشمن شیطان کو قرار دیتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شہر کے حاکموں کے اس فیصلے میں بھی شیطان کا ہاتھ تھا جس کی بنا پر اُنہوں نے یاسون اور دوسروں کو اس بات کا ضامن بنایا کہ پولُس فوراً شہر سے چلا جائے گا۔ یہاں وہ کہتا ہے "مجھ پولُس نے" (۲: ۱۸) کیونکہ اُس کے دوسرے ساتھی جن کا ذکر خط میں ہے یعنی تیمتھیس واپس تھسلنیکے گیا ہوا تھا اور سلوانس مختصر دورے پر کدنیہ دیوں لگتا ہے تھسلنیکے کے علاوہ کہیں اور ہو (اعمال ۱۸: ۵)۔ اپنے مسیح میں فرزندوں سے دُوری اُس کے لئے بھاری تھی کیونکہ وہ اسے بہت عزیز تھے۔ علاوہ ازیں وہ اس کی مستحکم اُمید تھے جن کی بنا پہ وہ مسیح کی آمد ثانی پہ اپنی مختاری کا حساب دے سکے گا۔ اگر اُس دن یسوع مسیح اُس کی رسولی خدمت کے بارے میں پوچھے، تو وہ اُن جیسے نومسیحیوں کی طرف بڑے فخر سے اشارہ کر کے کہہ

سکے گا کہ یہ میری محنت کا پھل ہیں۔ اُردو میں مستعمل "آنے" (۲: ۱۹) کے لئے یونانی زبان میں "پر اُوسیا"[ا] استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب کسی غیر معمولی ذی رتبہ شخص کا سرکاری طور پر آنا ہے۔ نئے عہد نامہ میں یہ اشارہ مرتبہ مسیح کی آمدِ ثانی کے لئے استعمال ہوا ہے، جن میں سے سات مرتبہ تھسلنیکیوں کے خطوط ہیں۔

پولس اپنے تھسلنیکے کے نو مسیحیوں کے متعلق جاننے کے لئے بے چین تھا، اسی لئے اُس نے تیمتھیس کو واپس بھیجا تاکہ وہ جا کر اُن کی حوصلہ افزائی کرے اور واپس آکر اُسے اُن کی ترقی کی خبر دے۔ اُسے یقین تھا کہ اُنہیں ان کے ایمان کی وجہ سے ضرور ستایا گیا ہوگا، مگر اس کے متعلق تو انہیں پہلے ہی خبردار کر دیا تھا۔ بلاشبہ نئے عہد نامہ سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مسیحیوں کا ستایا جانا ایک عمومی تجربہ ہے۔ بہر حال مبشروں کے لئے تشویش کی بات یہ تھی کہ کہیں اذیتیں اور مصیبتیں نو مسیحیوں کے لئے باعثِ خطرہ نہ بن جائیں۔ ایسی سوچ اُن کے لئے بے حد تکلیف دہ تھی: اگر تھسلنیکیوں نے اپنے نئے ایمان کو چھوڑ دیا تو پھر......؟ اُن کی ساری محنت اور جدوجہد اکارت جائے گی۔ لیکن اپنے طور پر وہ جتنے مضطرب تھے اُتنی ہی تسلی اُنہیں ہوئی۔ جب تیمتھیس نے آکر بتایا کہ سب ٹھیک ہے اور ایماندار اپنے ایمان میں قائم ہیں۔ یہ سُن کر انہوں نے سکھ کا سانس لیا، "کیونکہ اب اگر تم خداوند میں قائم ہو تو ہم زندہ ہیں" (۳: ۸)۔ نو مسیحیوں کی ثابت قدمی کی خوشخبری سُن کر اُن کے دل خدا کی شکرگزاری سے بھر گئے اور وہ اس بات کے لئے

[ا] parousia

اور دُعا کرنے لگے کہ وہ دن جلد آئے جب وہ ذاتی طور پر اُنہیں مل کر اُن کے ایمان کو مزید پختہ کریں۔

۵۔ دوبارہ جلد ملنے کے لئے دعا (۳: ۱۱-۱۳)

اُن کی دُعا میں دو بڑے مقصد پائے جاتے تھے اوّل یہ کہ بہت جلد تھسلنیکے کے مسیحیوں سے ملنے میں خدا ان کی رہبری کرے۔ دوم یہ کہ خدا آپس میں اور سب آدمیوں کے ساتھ ان کی مسیحی محبت کو بڑھائے۔ مسیحی محبت کے اس اہم معاملہ میں اُن کے سامنے مبشّروں کے اعلیٰ چال چلن کی مثال تھی، جو انجیل کی منادی اور نو مسیحیوں کی مدد کے لئے ہر قسم کی اذیتیں اور تکلیفیں برداشت کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ محبت ہی کے باعث اُن میں پاکیزگی بڑھتی تھی کیونکہ مسیحی زندگی میں پاکیزگی اور محبت لازم و ملزوم ہیں۔ محبت و پاکیزگی میں اُن کی ترقی یسوعؔ مسیح کی آمد ثانی تک جاری و ساری رہنی تھی۔ تھسلنیکیوں کے خطوط میں مسیح کی آمد ثانی کا بارہا تذکرہ کیا گیا ہے، جس کا بنیادی مقصد مسیحیوں کے لئے ایک محرّک فراہم کرنا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی اور سرگرمیاں مسیح کے لائق بنا سکیں۔

آیت ۱۱ کے الفاظ "اب ہمارا خدا اور باپ خود اور ہمارا خداوند یسوعؔ تمہاری طرف ہماری رہبری کرے" سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتدائی مسیحی بڑی سادگی سے قدرتی طور پر اپنے قول و سوچ میں مسیح کو خدا کیساتھ شریک کرتے تھے۔ جن "مقدسوں" کا ذکر آیت ۱۳ میں کیا گیا ہے، غالباً وہ مسیح کے خدمت گُزار فرشتے ہیں۔ بائبل کے سابقہ حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے خدا کے جلال کے ظہور کے وقت لگاتار موجود تھے (موازنہ کریں استثنا

۳۳: ۲؛ دانی ایل ۷: ۱۰؛ زکریاہ ۱۴: ۵؛ مرقس ۸: ۳۸ وغیرہ)۔

۶۔ پاکیزگی اور برادرانہ محبت کی نصیحت (۴: ۱-۱۲)

مصنفین اُنہیں نصیحت کرتے ہوئے پاکیزگی و پارسائی کی زندگی گزارنے پر زور دیتے ہیں، خاص کر جنسی تعلقات کے حوالہ سے۔ شاید زندگی کا کوئی ایسا شعبہ نہ تھا جہاں مسیحی اور غیر اقوام اخلاقیات میں زیادہ اختلاف پایا جاتا تھا جنسی تعلقات کے متعلق اُنہوں نے پہلے ہی پولس اور اُس کے ساتھیوں سے ہدایات پائی تھیں اور اُن ہدایات کی تصدیق مبشروں کی ذاتی زندگیوں کی اعلیٰ مثالوں سے ہوتی تھی لیکن جنسی پاکیزگی کی مزید تاکید کی ضرورت محسوس ہوئی (شاید تیمتھیس نے آکر بتایا ہو کہ اس کی ضرورت ہے)۔ اسی لئے آیت ۴ میں وہ کہتے ہیں کہ "ہر ایک تم میں سے پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے ظرف کو حاصل کرنا جانے"۔ یہاں "ظرف کو حاصل کرنے" سے مراد اپنے جسم کو قابو میں رکھنا ہے، صرف اس طرح ہی وہ غیر اقوام کے جنسی معیار سے جو اُنہیں چاروں طرف سے گھیرے ہوتے تھا بلند ہو سکتے اور اپنی زندگیاں مسیحی اقرار کے مطابق گزار سکتے تھے۔ زندگی کے اس شعبہ میں عیاشی اپنے پڑوسی کے ساتھ محبت کے قانون کی خلاف ورزی تھی اور جب مصنفین اس بات پہ زور دیتے ہیں کہ "کوئی شخص اپنے بھائی کے ساتھ اس امر میں زیادتی اور دغا نہ کرے" (آیت ۶) تو ظاہر ہے کہ وہ اسے مسیحی بھائی کی گھریلو خواتین کے خلاف جرم خیال کرتے ہیں۔ لیکن ایسی عیاشی خدا کے خلاف بھی جرم ہے، جس نے اپنے لوگوں کو پاکیزہ زندگیاں گزارنے کے لئے بلایا ہے اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے پاک روح بخشا ہے۔ ناپاکی اور پلیدگی بلاشبہ

اُس کے قہر کو دعوت دیتی ہیں۔

علاوہ ازیں قارئین پر زور دیا گیا ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں برادرانہ محبت کو اپنائیں۔ اس سلسلہ میں وہ ایک اچھا آغاز کر چکے تھے اور اب اس کو قائم رکھنا تھا۔ برادرانہ محبت اعتدال پسندی اور جفاکشی کا مطالبہ کرتی ہے۔ ایک مسیحی کو فسادی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اُسے روزمرہ کے کاموں کو تن دہی سے کرنے والا ہونا چاہیئے "تاکہ باہر والوں کے ساتھ شائستگی سے برتاؤ کرو اور کسی چیز کے محتاج نہ ہو" (آیت ۱۲)۔ پولس نے خود اپنے کاموں اور اپنی تحریروں سے اُنہیں یہ سبق سکھایا تھا۔ پاکیزگی اور برادرانہ محبت کے متعلق مسیحی تعلیمات کو اگر عملی طور پر نہ اپنایا جائے تو اُن کی کوئی حیثیت نہیں۔

۷۔ آمدِ ثانی کے متعلق (۴: ۱۳ - ۵: ۱۱)

پولس نے تھسلنیکے میں قیام کے دوران مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق کچھ تعلیم دی تھی، مگر چونکہ وہاں سے رخصت ہونا ناگزیر ہو گیا تھا اس لئے وہ اپنی اس تعلیم کو مکمل نہ کر سکا۔ نتیجتہً تھسلنیکیوں کے ذہن میں بہت سے ایسے سوال رہ گئے جو جواب کے متمنی تھے۔ یوں ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں سے کئی سوچتے تھے کہ مسیح کی آمدِ ثانی تک وہ زندہ رہیں گے۔ لیکن چند ایک ایسے بھی تھے جو غالباً مسیحیت کے نام پر دکھ و تکلیف برداشت کر کے اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔ اب اُن کے ساتھی اس اضطراب و حیرت میں مبتلا تھے کہ شاید وہ جو مر چکے ہیں۔ اُن تمام برکات سے محروم ہو گئے ہیں جو مسیح کی واپسی پر ایمانداروں کو ملنے والی ہیں۔ غالباً تھسلنیکیوں

نے آکر پولس اور سلوانس کو یہ بات بتائی ہوگی، اس لئے اُنہیں تسلی دینے اور
مسیح پر مکمل بھروسا رکھنے اور اُبھار نے کے لئے یہ سب لکھا۔ انہوں نے کہا
وہ مسیحی جو مر چکے ہیں، کسی طرح کے نقصان میں ہرگز نہ رہیں گے کیونکہ مسیح
کی آمد پر جو سب سے پہلا کام ہوگا وہ یہ کہ "جو مسیح میں موئے جی اُٹھیں گے
پھر ہم جو زندہ باقی ہوں گے اُن کے ساتھ بادلوں پہ اٹھائے جائیں گے
تاکہ ہوا میں خداوند کا استقبال کریں اور اس طرح ہمیشہ خداوند کے ساتھ
رہیں گے"۔ آیت سترہ میں "بادل" الٰہی حضوری کی علامت ہیں اور آیت
سولہ کے الفاظ "للکار اور مقرب فرشتہ کی آواز" بہت سالوں سے خداوند
کے آنے کے دن کا زبانی منظر پیش کرتے رہے ہیں (موازنہ کریں دانی ایل
۷ : ۱۳؛ یوایل ۳ : ۱۶؛ متی ۲۴ : ۳۰، ۳۱)۔ آیت چودہ[۱۴] "...... خدا
اُن کو بھی جو سو گئے ہیں .... ساتھ لے آئے گا" سے مراد ہے کہ
خدا مرحوم ایمانداروں کو زندہ کرے گا، بالکل اُسی طرح جس طرح اس نے
یسوع مسیح کو زندہ کیا تھا۔ پس مسیح کے ساتھ مرنا، اُس کے ساتھ جی اُٹھنے
کا پیش خیمہ ہے۔

ہو سکتا ہے کسی نے یہ پوچھا ہو کہ یہ واقعہ کب ہوگا؟ اس کا صرف یہی
جواب تھا کہ اُن کے لئے جو اس کے لئے تیار نہ ہوں گے یہ ناگہاں رونما
ہوگا۔ یسوع مسیح نے خود کہا، "خبردار! جاگتے اور دُعا کرتے رہو کیونکہ
تم نہیں جانتے کہ وہ وقت کب آئے گا" (مرقس ۱۳ : ۳۳)۔ لیکن مسیحی ایماندار
جو "نور کے فرزند" ہیں (۵ : ۵)، ہوشیار رہیں اور اس دن کے آنے کیلئے
اپنے آپ کو تیار رکھیں۔ مسیحیوں کے لئے یہ دن غضب کا دن نہ ہوگا بلکہ
نجات کی تکمیل کا ہوگا (نیز دیکھیں ۱ : ۱۰)۔ اس بات سے قطع نظر کہ وہ اس

دن زندہ ہوں یا مُردہ ، جب وہ دن آئے گا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس کے ساتھ رہیں گے جس نے اُن کی خاطر موت سہی (۵ : ۱۰)۔ یہی وہ باتیں تھیں جو انہوں نے تھسلنیکے کے مسیحیوں کی تسلی اور حوصلہ افزائی کے لئے لکھیں (۴ : ۱۸ ؛ ۵ : ۱۱)۔

۸۔ عام نصیحتیں (۵ : ۱۲ - ۲۲)

مسیحی زندگی کا ایک اہم حصّہ رُوحانی رہنماؤں کی فرمانبرداری ہے (۵ : ۱۲ ، ۱۳)۔ چودھویں آیت کی نصیحت خاص طور پر ایسے رہنماؤں ہی کے لئے ہے۔ یہ اُن کی بنیادی ذمہ داری میں شامل تھا کہ مفت خوروں کا سختی سے نوٹس لیں اور جہاں کہیں ضرورت ہو وہاں مدد اور حوصلہ دیں۔ باقی ایمانداروں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ صلح و صفائی سے رہیں ، ایک دوسرے کی مدد کریں ، اور ایک دوسرے کے لئے مسیح کی معاف کر دینے والی محبت کو ظاہر کریں۔ خوشی کی روح میں بلا ناغہ دُعا اور ہر بات میں خدا کی شکرگزاری کرنا اُن کی زندگی کا خاصہ ہونا چاہیئے۔

آیات ۱۹ - ۲۱ کی ہدایات کا تعلق پاک روح کی تحریک میں نبوتوں سے ہے کیونکہ یہ نعمت ابتدائی کلیساؤں میں نمایاں تھی۔ اس کی آسانی سے نقل کی جاتی تھی اس لئے امتیاز اور پرکھ کی ضرورت تھی۔ لیکن اس کی تحقیر نہیں کی جانی تھی اور نہ اس کے اصل استعمال کو ترک کرنا تھا۔ اُنہیں ہر طرح کی نیکی کے لئے کمربستہ ہونا اور ہر قسم کی بدی سے بچے رہنا تھا۔

۹۔ دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکت (۵: ۲۳-۲۸)

آخر میں دُعا کی گئی ہے کہ خدا، جس نے اُنہیں پاکیزگی کے لئے بلایا ہے، آخری دن تک یعنی قیامت کے روز تک اُنہیں پاک کرتا جائے تاکہ وہ اُس دن خدا کے سامنے کامل ہو کر کھڑے رہ سکیں۔ ستائیسویں آیت میں پولس کی اہم ہدایت کہ یہ "خط سب بھائیوں کو سنایا جائے" اُس کے مصمم ارادہ کو ظاہر کرتی ہے کہ کلیسیا کے تمام ممبر (چودھویں آیت میں مرقوم بے قاعدہ چلنے والوں سمیت)، پولس اور اس کے ساتھیوں کی نصیحت آموز باتیں سُنیں۔

تیسرا باب

تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط

خط کا تعارف

تھسلنیکے کی تازہ خبریں

تھسلنیکیوں کی کلیسیا کو پہلا خط لکھنے کے کچھ دیر بعد پولس اور اس کے ساتھیوں کو اُن کے متعلق مزید خبریں ملیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں اب بھی کچھ مسائل حل طلب ہیں۔ اُنہیں شک تھا کہ کچھ مسائل اس جھوٹے اور نقلی خط کے آجانے سے پیدا ہوئے ہیں جو یوں معلوم ہوتا تھا گویا وہ اُنہی کی طرف سے لکھا گیا ہے۔ ظاہر تھا کہ آمدِ ثانی کے متعلق تعلیم کو صحیح طور پر سمجھا نہ گیا تھا۔ اسی لئے بعض یہ سمجھتے تھے کہ مسیح کی آمد مستقبل قریب میں ہونے والی ہے جبکہ چند ایک خیال کرتے تھے کہ چونکہ سب چیزوں کا خاتمہ قریب الوقوع ہے اس لئے اب کام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پولس نے ایسی غلط فہمیوں کو دُور کرنے کے لئے چند ایسے اہم واقعات کی نشاندہی کی جن کا مسیح کی آمد سے پہلے ہونا ضرور ہے۔ اور اس نے اُن کے لئے جو کام کرنا چھوڑ کر اپنے ساتھی مسیحیوں پر بوجھ بن گئے تھے سخت الفاظ استعمال کئے۔ واضح ہے کہ کسی نہ کسی وجہ سے تھسلنیکے میں دنیا کے اختتام کے متعلق غیر صحت مندانہ جوش بھڑک اٹھا تھا۔ چنانچہ اس دوسرے خط کا مقصد یہ تھا کہ اس جوش میں ہوش

پیدا کر کے ان کی غلط فہمی کا ازالہ کیا جائے۔

اس خط کا پہلے خط کے ساتھ تعلّق

تھسلنیکیوں کے نام خطوط میں باہمی تعلق کا بغور مطالعہ بہت سے پیچیدہ مسائل کھڑے کر دیتا ہے جن کے کئی حل تجویز کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک نظریہ یہ ہے کہ جس ترتیب سے دونوں خطوط بائبل میں ملتے ہیں، دراصل خطوط اُس کی اُلٹ ترتیب میں لکھے گئے یعنی ۲۔ تھسلنیکیوں پہلے اور ۱۔ تھسلنیکیوں بعد میں لکھا گیا۔ اور یہ کہ جب پولس نے اپنے تیمتھیس کو تھسلنیکے بھیجا تو یہ خط اُس کو دیا کہ وہاں کے مسیحیوں کو پہنچائے۔ لیکن اگر اس حل سے چند مسائل دُور ہو جاتے ہیں تو اسی کی وجہ سے کئی اور اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پہ پہلے پیرے کا بیان سب سے زیادہ موزوں اور معقول نظر آتا ہے۔

۲۔ تھسلنیکیوں کا خاکہ

۱۔ سلام (۱: ۱-۲)

۲۔ شکرگزاری اور حوصلہ افزائی (۱: ۳-۱۲)

۳۔ واقعات جن کا خداوند کے دن سے پہلے ہونا ضرور ہے (۲: ۱-۱۲)

۴۔ مزید شکرگزاری اور حوصلہ افزائی (۲: ۱۳-۳: ۵)

۵۔ نظم و ضبط کی ضرورت (۳: ۶-۱۵)

۶۔ دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکت (۳: ۱۶-۱۸)

خط کی تفسیر

ا۔سلام (۱: ۱-۲)

یہاں مستعمل زبان اس نظریہ کو خارج از امکان قرار دیتی ہے کہ دونوں خطوط تھسلنیکے کی کلیسیا کے دو مختلف گروہوں کو بھیجے گئے تھے۔

۲۔شکر گزاری اور حوصلہ افزائی (۱: ۳-۱۲)

ہوسکتا ہے تھسلنیکے کے مسیحیوں نے یہ اعتراض کیا ہو کہ گزشتہ خط میں اُن کی کچھ ضرورت سے زیادہ تعریف کی گئی تھی۔ اس خیال کی نفی کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں، "تمہارے بارے میں ہر وقت خدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے" (آیت ۳) کیونکہ اُن کی ایذا رسانی ہرگز اُن کے ایمان میں کمزوری کا باعث نہ ہوئی تھی۔ وہ اِن مصیبتوں کو یوں سمجھیں کہ جیسے یہ اُن کی آسمانی بادشاہت کے لائق ہونے کی توثیق کرتی ہیں اور اس بات کی بھی یقین دہانی کراتی ہیں کہ خدا اُن کے دشمنوں کی مسیح کی آمد پر "سچی" عدالت کرے گا کیونکہ مسیحیوں کے لئے وہ دن درحقیقت جلال پانے والا دن ہوگا۔ جب وہ مسیح کے ساتھ جلال پائیں گے تو مسیح بھی اُن میں جلال پائے گا۔ مگر پولس اور اس کے ساتھی دعا کرتے ہیں کہ اب اور یہاں، تھسلنیکے کے مسیحی اس آنے والے عجیب جلال کے لائق ہوں تاکہ مسیح اس وقت بھی اُن میں جلال پائے۔ ساتویں آیت میں مذکور "بھڑکتی ہوئی آگ" پرانے عہدنامہ میں خدا کے ظہور سے اکثر وابستہ نظر آتی ہے (موازنہ کیجیے استثنا ۳۳: ۲؛ زبور ۵۰: ۳؛ دانی ایل ۷: ۹، ۱۰ وغیرہ)۔

۳- واقعات جن کا خداوند کے دن سے پہلے ہونا ضرور ہے (۲: ۱-۱۲)

ظاہر ہے کہ گزشتہ خط مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق غلط فہمیوں کی تمام مشکلات کو حل کرنے میں کامیاب ثابت نہیں ہوا تھا۔ بعض یہ سمجھتے تھے کہ شاید "خداوند کا دن" آچکا ہو۔ یا اگر آیا نہیں تو یقیناً قریب ہے۔ اس لئے ایسی صورتِ حال میں معمول کی ذمہ داریوں کو نبھانے کا اب کوئی مقصد نہیں ہے۔ انہی باتوں کی وضاحت کرنے کے لئے اُنہیں یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ سب لغو باتیں ہیں اور اُنہیں اِن پر یقین نہیں کرنا چاہیئے، چاہے کوئی "نبی" ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے بھی کلیسیا میں آکر اس کا اعلان کرے یا کوئی پَولُس کا نام لے کر ایسا پیغام زبانی یا تحریری شکل میں لے کر آئے۔

چند ایک ایسی باتیں ہیں جن کا خداوند کے دن سے پہلے ہونا ضرور ہے اور وہ ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں۔ اِن باتوں کے رونما ہونے میں جو چیز حائل ہے وہ حکومت اور قانون ہے۔ مسیح کی آمد سے پہلے انہیں ہٹا کر لاقانونیت کو کھلی چھٹی ہو گی" تاکہ بدی کی اصل شکل ظاہر ہو۔ خدا جو حقیقی حکومت اور اختیار کا منبع ہے اُس کے خلاف ایک عالمگیر بغاوت ہو گی اور برگشتگی کی ناپاک روح مجسّم ہو گی، جسے "گناہ کا شخص" یا "ہلاکت کا فرزند" کہا گیا ہے۔ وہ اپنے عروج کے زمانہ میں الٰہی قدر و منزلت والا ہونے کا دعویٰ کرے گا، اور بڑی ہوشیاری سے عجیب نشانات کے ذریعہ جو شیطان کی مدد سے کئے جائیں گے بہت سے مردوں اور عورتوں کو فریب دیگا۔ انہی نشانات کو دیکھ کر بہت سے لوگ اُس کے دعوؤں کو تسلیم کر لیں گے اور ابدی ہلاکت کے لئے اندھا دھند اُس کی پیروی کریں گے (پَولُس کے اِس کلام کی دہشتناک

مثالیں ہمارے سامنے ہیں) لیکن نئے عہدنامہ میں دیگر جگہوں پر اسے "مخالفِ مسیح" کے نام سے پکارا گیا ہے جو کہ مسیح کی پُرجلال آمد پر اپنی مخصوص تباہی کو پہنچے گا۔

لہٰذا، چونکہ مخالفِ مسیح ابھی تک ظاہر نہیں ہوا اس لئے مسیح کا دن بھی نہیں آسکتا۔ مخالفِ مسیح کے ظاہر نہ ہونے کی ایک وجہ وہ روکنے والی قوت کا اثر ہے جس کا ذکر آیت ۶، ۷ میں ہوا ہے۔ غالباً پولس کی اس سے مراد رومی حکومت ہے۔ وہ اپنے بیان کی زیادہ وضاحت نہیں کرتا، کیونکہ اگر وہ رومی حکومت کے "دُور کئے جانے" (آیت ۷) کا ذرا سا بھی حوالہ دیتا تو عین ممکن تھا کہ اُس پر تھسلنیکے میں لگائے جانے والے بغاوت کے الزام کو مزید رنگ دے دیا جاتا۔

وہ واضح کرتا ہے کہ ان باتوں کو پہلی مرتبہ نہیں بتا رہا (آیت ۵)، بلکہ انہوں نے ہی اس مضمون سے متعلقہ اُس سابقہ تعلیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ گناہ کے شخص کے متعلق پولس کے الفاظ بنیادی طور پر مسیح کی اُس تنبیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ "جب تم اُس اُجاڑنے والی مکروہ چیز کو اُس جگہ کھڑی ہوئی دیکھو جہاں اُس کا کھڑا ہونا روا نہیں" (مرقس ۱۳: ۱۴)۔

بلاشبہ اس خط کے لکھے جانے کے دس سال پہلے مخالفِ مسیح کی ایسی قدر و منزلت کے دعویٰ کا عکس سامنے آیا جب شہنشاہ گیس نے مطالبہ کیا کہ اُس کا مجسمہ پرستش کے لئے یروشلیم کی ہیکل میں رکھا جائے (موازنہ کیجئے آیت ۴ کے ساتھ)۔ حکومت اور اختیار والی قوتوں نے اُسے اُس کے احمقانہ مطالبے کو ناکام بنا دیا، لیکن جہاں گیس کو ناکامی ہوئی ایک دن وہاں کوئی اور کامیاب ہوگا۔ بہرحال جب موجودہ صورت میں قانون کا دَور دورہ ہے، "بے دینی کا

بھید" بھی دنیا کو خُدا کے خلاف بغاوت کے لئے گمراہ کرنے میں رُکا رہے گا۔ البتہ پوشیدہ طور پر وہ سرگرم عمل ہے۔ اس بغاوت کو کچلنے کے لئے مسیح یسوع خود آئے گا۔

پولس کی نظر میں "بے دینی کے بھید" کی سرگرمی کا ایک پہلو شاید انجیل کی وہ مخالفت تھی جو تھسلنیکے، کرنتھس اور دوسری جگہوں پر شروع ہو گئی تھی۔ وہ بجا طور پر رومی قانون کا شکر گزار تھا جس نے اُسے ایسی مخالفت میں تحفظ فراہم کیا تھا لیکن ضرورت اس بات کی تھی کہ جتنا ممکن ہو سکے بشارت کا کام کر لیا جائے مبادا قانون کا یہ تحفظ اُس سے چھن جائے اور دشمن قوتوں کو بغیر کسی بندش کے اپنا کام کرنے کی آزادی مل جائے۔

۴۔ مزید شکر گزاری اور حوصلہ افزائی (۲: ۱۳ - ۳: ۵)

لیکن تھسلنیکیوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں تھی، بشرطیکہ وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں اور اُن "روایتوں" کو بھی برقرار رکھیں، جنہیں پولس اور اس کے ساتھیوں نے اُنہیں پہنچایا تھا (۲: ۱۵)۔ یہ "روایتیں" اُن ابتدائی مسیحی حقائق پر مشتمل تھیں جو مسیح نے اپنے رسولوں کو دی تھیں اور پھر اُن سے یہ نو مسیحیوں تک پہنچی تھیں۔ اس بات کی قوی اُمید تھی کہ وہ خدا کے مقصد اور انتخاب کے مطابق ثابت قدم رہیں گے۔ خدا نے اُنہیں اپنا پاک روح دیا تھا تاکہ وہ پاکیزگی میں کامل کئے جائیں اور آخر کار مسیح کے ظہور کے دِن اُس کے جلال میں شریک ہوں۔ اسی لئے مصنفین اُن کی روحانی تعمیر و ترقی کے لئے دعا کرتے ہیں (۲: ۱۶، ۱۷) اور چاہتے ہیں کہ وہ بھی اُن کے لئے دعا کریں۔ خاصکر اس مقصد کے لئے کہ جس طرح تھسلنیکیوں میں ہوا، اسی طرح کرنتھس اور دوسری جگہوں پر بھی انجیل کی خوشخبری

پھیل جائے اور فتح مند ثابت ہو (۳: ۱)۔ "کجرو آدمی" جن سے وہ بچے رہنا چاہتے ہیں (۳: ۲) غالباً وہی ہیں جو انجیل کی تشہیر میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں لیکن خدا ہی ہے جو ایسے لوگوں سے بچاتا اور محفوظ رکھتا ہے۔ اسی لئے پولس اپنے اور اپنے قارئیوں کے لئے خدا کے بیش بہا فضل پر مکمل یقین کا اظہار کرتا ہے۔

۵۔ نظم و ضبط کی ضرورت (۳: ۶-۱۵)

مصنفین جہاں نو مسیحیوں کے ایمان اور ثابت قدمی کے لئے خدا کا شکر ادا کرنا فرض سمجھتے تھے، وہاں کچھ کلیسیائی اراکین کو سخت تنبیہ کرنے کی ضرورت کو بھی محسوس کر رہے تھے۔ یہ وہ نکمّے لوگ تھے جو اس غلط تصوّر میں مبتلا تھے کہ مسیحی اُمید اُنہیں محنت سے اپنی روزی کمانے کی ضرورت سے مستثنیٰ قرار دیتی ہے۔ یہ لوگ دوسروں پر بوجھ بن گئے تھے اور اس طرح مسیحی گواہی کی بدنامی کا سبب بن رہے تھے۔ وہ ایسے رویّوں سے مسیحی پیغام اور رسُولی نمونے کو ترک کر رہے تھے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ دوسرے کسی صورت میں بھی ان کی حمایت نہ کریں تاکہ وہ اپنے رویّے سے شرمسار ہو کر صحیح راہ اختیار کریں اور محنت سے اپنی حق حلال کی روزی کمائیں (موازنہ کریں ا تھسلنیکیوں ۴: ۱۱، ۱۲)۔

۶۔ دُعا، آخری سلام اور کلماتِ برکت (۳: ۱۶-۱۸)

اس طرح تھسلنیکیوں کے نام دوسرا خط اس دُعا کے ساتھ کہ "خداوند جو اطمینان کا چشمہ ہے" تمہیں ہر طرح سے اطمینان دے اختتام کو پہنچتا ہے۔ پولس اُن کی توجّہ اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے سلام کی طرف دلاتا ہے جو اس

بات کا بیّن ثبوت تھا کہ یہ خط اُسی کا ہے۔ اپنے خطوط کے بیشتر حصّے وہ لکھوایا کرتا تھا، مگر آخر میں اپنے ہاتھ سے چند الفاظ لکھا کرتا تھا (بعض اوقات اپنے دستخط بھی کرتا تھا جیسا کہ یہاں ہے)۔ اگر کوئی ایسا خط جس پہ اُس کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہُوا اسلام وغیرہ نہ ہو انہیں مِل جائے تو وہ جانیں کہ وہ اُس کی طرف سے نہیں (موازنہ کریں ۲:۲)۔ یہاں اُس کی توثیق اِس بات کا اظہار ہے کہ جو حصّے اس کے ساتھیوں نے لکھے وہ ان کی تصدیق کرتا ہے۔

چوتھا باب

کُرِنتھیوں کے نام پہلا خط

خط کا تعارُف

کُرِنتھس میں انجیل

جب پولس ۵۰ئہ کے موسمِ خزاں میں کرِنتھس آیا تو اُس نے وہاں تقریباً اٹھارہ ماہ قیام کیا۔ صدیوں سے کرِنتھس، یونان کا ایک نہایت اہم شہر رہا تھا۔ کرِنتھس کے خاکنائے پر واقع ہونے کی وجہ سے وہ تجارتی لحاظ سے بھی نہایت اہم شہر تھا، کیونکہ شمال اور جنوب کی طرف جانے والے بڑی راستے اور مشرق و مغرب کو جانے والے بحری راستے اسی مقام پر آکر ملتے تھے۔ ۱۴۶ ق م میں اسے رُومی فوجوں نے برباد کیا۔ ایک صدی تک یہ یونہی لاوارث پڑا رہا۔ پھر یولیس قیصر نے اسے دوبارہ تعمیر کر کے رومی بستی کا درجہ دیا۔ سترہ سال بعد (۲۷ ق م) یہ رومی صوبہ اخیہ کا صدر مقام بن گیا، یعنی مکدنیہ کے جنوب کے سارے یونان کا۔

قدیم کرِنتھس کی طرح اس نئے قائم شدہ کرِنتھس نے بھی جلد ہی بُری شہرت حاصل کر لی۔ خاص کر جنسی برائی کے سلسلہ میں اس کا معیار یونانی مائل رومی غیر شائستہ معاشرہ کے پست معیار سے بھی کہیں پست تھا۔ کسی اوباش

انسان کی بدچلنی یا برائی کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہوتا تو کہا جاتا، " اس کا چال چلن بالکل کرنتھیوں جیسا ہے۔" ایسے شہر میں جس کی بدنامی کے چرچے ہر سُو ہوں، وہاں مسیحیت کے پہنچنے کا تصوّر کرنا بھی مشکل تھا، مگر یہاں بھی پَولُس نے بہت سے لوگوں کو مسیح کے لئے جیت لیا اور اس سے پہلے کہ وہ یہاں سے روانہ ہوتا، یہاں ایک پھلتی پھولتی کلیسیا موجود تھی۔

تھسلنیکے کی طرح یہاں بھی پَولُس نے اپنی بشارت کا آغاز مقامی یہودی عبادتخانے سے کیا۔ لیکن جب یہودی عبادتخانے کے منتظمین اُسے مزید برداشت نہ کر سکے تو وہ اپنے پیروکاروں کو کرنتھس کے ایک شہری کے گھر لے جاکر کلامِ مقدس سکھانے لگا۔ اُس آدمی کا نام گیئس طِطُس یوسٹس تھا اور اُس کا گھر عبادتخانہ کے بالکل ساتھ تھا۔ تھسلنیکے کی طرح یہاں بھی مخالف یہودیوں نے اُس کے خلاف محاذ آرائی شروع کر دی۔ وہ اُسے پکڑ کر صوبہ اخیہ کے گورنر گلّیو کے پاس لے گئے اور الزام لگایا کہ یہ آدمی ایک ممنوعہ مذہب کی تبلیغ کرتا ہے۔ لیکن گلّیو نے فوراً ہی یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ جس چیز کی بھی پولس تبلیغ کر رہا ہے وہ رومی قانون کے نقطۂ نظر سے یہودی مذہب کی ہی ایک شاخ ہے جسے پہلے ہی رومی قانون کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ لہٰذا اُس نے اس معاملے کو ہاتھ میں لینے سے انکار کر دیا۔ گلّیو جیسے اعلیٰ اور اہم افسر کے فیصلے کا اثر دوسرے مجسٹریٹوں پر بھی پڑا اور انہوں نے اس کی پیروی کی۔ نتیجتہً پولس رومی قانون کے تحفظ کے تحت اپنی رسولی خدمت سرانجام دیتا رہا۔ اُسے یہ تحفظ نہ صرف کرنتھس میں قیام کے دوران حاصل تھا بلکہ اس کے بعد کے دس سال کے دوران بھی۔

کرنتھس کی تشویش ناک خبریں

کرنتھس کو خیر باد کہنے کے تھوڑی دیر بعد پولس بحیرہ ایجیئن کے مشرقی ساحل پر واقع افسس میں آکر رہنے لگا اور یہاں اُس نے اپنے قیام کے تین سالوں کا بیشتر حصہ رومی صوبہ آسیہ میں انجیل کی بشارت دینے میں صرف کیا۔ (۵۴ء کے موسم خزاں سے لے کر ۵۵ء کے موسم بہار تک) اس دوران میں بار بار کرنتھس کے نومسیحیوں کی تشویشناک خبریں اُسے ملتی رہتیں۔ کئی کرنتھی مسیحی ایسے بھی تھے جنہوں نے انجیل کی اخلاقی تعلیمات کی صحیح طور پر پیروی نہ کی اور دوبارہ کرنتھیوں کے بدنام چال چلن کو اپنانا شروع کر دیا۔ جب یہ خبریں پولس تک پہنچیں تو اُس نے ایک خط لکھ کر اُنہیں خبردار کیا کہ "اگر کوئی بھائی کہلا کر حرامکار یا لالچی یا بت پرست یا گالی دینے والا یا شرابی یا ظالم ہو تو اُس سے صحبت نہ رکھو بلکہ ایسے کے ساتھ کھانا تک نہ کھانا" (۱-کرنتھیوں ۵: ۹-۱۱)۔

ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ کرنتھس کی ایک خاتون جس کا نام خلوئے تھا کے گھر کے افراد مزید خبریں لے کر آئے۔ اُنہوں نے پولس کو بتایا کہ کرنتھس کی کلیسیا مختلف گروہوں میں بٹنی شروع ہو گئی ہے اور ہر گروہ نے اپنے آپ کو ایک مسیحی رہنما کے نام سے منسوب کر لیا ہے۔ لہٰذا کوئی اپنے آپ کو پولس کا، کوئی پطرس کا، (جو بارہ رسولوں میں سے ایک تھا)، کوئی اپلوس کا (یہ اسکندریہ کا عالم واعظ تھا) کہتا ہے۔ باقی لوگ اپنے آپ کو مسیح کے گروپ سے منسوب کرتے ہیں، جیسے مسیح گروپ لیڈر ہو نہ کہ خداوند۔ پولس کو یہ سن کر بہت افسوس ہوا۔ پولس نے ان حالات کو خود درست کرنے کا فیصلہ کیا، اس لیئے اس نے خط لکھ کر اُنہیں سمجھایا کہ جو لوگ گروہ بندی کی حمایت کرتے ہیں وہ کوتاہ اندیش ہیں

کیونکہ مسیح ان سب کا خداوند ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ گروہ بندی ترک کرکے، پولُس، پطرس، اپلوس اور مسیح کے دیگر خادموں کی تعلیم سے فائدہ اٹھائیں۔

پولُس کو اُمید تھی کہ جلد ہی وہ خود اُن سے ملنے آئے گا اور موقع پر ہی مسائل کو حل کرے گا۔ بہرحال اب وہ اپنے معتبر نمائندہ تیمتھیس کو بھیج رہا تھا یا شاید بھیج چکا تھا۔

پولُس کے نام کرنتھیوں کا خط

خط مکمل کرکے وہ اُسے قاصد کو دینے ہی والا تھا کہ کرنتھیوں کی کلیسیا کے تین اراکین اِفسس پہنچے۔ اُن کے پاس کلیسیا کی جانب سے ایک خط تھا جس میں چند عملی سوال پوچھے گئے تھے۔ اس کے علاوہ خط لانے والے اصحاب نے چند تازہ اطلاعات اُسے پہنچائیں۔ کلیسیا میں ایک علانیہ بداخلاقی کا معاملہ پایا جاتا تھا جسے دیکھ کر کرنتھس کے غیر مسیحی بھی حیران ہوئے۔ کلیسیا میں مقدمہ بازی کی روح عام تھی۔ ایماندار ایک دوسرے پر بے دینوں کی عدالت میں مقدمہ چلا رہے تھے۔ ایک گروہ ایسا تھا جو ہر طرح کی شرعی پابندیوں سے آزاد ہونے کا دعوٰی کر رہا تھا۔

اِن باتوں کے پیشِ نظر پولُس نے اپنے خط میں کچھ اضافہ کرنا مناسب سمجھا۔ چنانچہ وہ اس خط میں سنگین حالات پر سختی سے بحث کرتا ہے اور اُن تمام سوالوں کا جو کرنتھیوں نے پوچھے تھے ایک ایک کرکے جواب دیتا ہے۔ آخرکار جب خط مکمل ہوا تو اُسے ایک کرنتھی کے حوالہ کر دیا (غالباً اسی کے جو کرنتھس سے خط لایا تھا)۔ یہی وہ خط تھا جو آج ہمارے سامنے کرنتھیوں کے نام

پہلے خط کی صورت میں بائبل میں موجود ہے۔

۱۔کرنتھیوں کا خاکہ

۱۔ سلام (۱:۱-۹)

۲۔خلوئے کے گھر والوں کی وساطت سے موصول شدہ خبروں پر پولس کی تنقید:

ا۔گروہی تنازع (۱:۱۰-۴:۵)

ب۔پولس کی رسالت کی تنقید (۴:۶-۲۱)

۳۔ستفناس اور اس کے ساتھیوں کی خبروں پر پولس کی تنقید:

ا۔سنگین بدکاری کا معاملہ

ب۔مقدمہ بازی کی روح

ج۔آزادی کو بے لگام سمجھنا

۴۔پولس کی طرف سے کرنتھیوں کے خط کا جواب

ا۔شادی کا معاملہ (۷:۱-۴۰)

ب۔قربانی کا گوشت: آزادی اور انسانی محبت (۸:۱-۱۱:۱)

ج۔عبادت گاہوں میں پرستش کے وقت عورتوں کا سر ڈھانکنا (۱۱:۲-۱۶)

د۔خداوند کی ضیافت پر نصیحت کی باتیں (۱۱:۱۷-۳۴)

ر۔روحانی نعمتیں: محبت افضل ہے (۱۲:۱-۱۴:۴۰)

و۔قیامت پر عقیدہ (۱۵:۱-۵۸)

ز۔یروشلیم کے لئے چندہ (۱۶:۱-۴)

۵۔ ذاتی خبریں (۱۶: ۵۔ ۱۸)

۶۔ آخری سلام (۱۶: ۱۹۔ ۲۴)

خط کی تفسیر

۱۔ سلام اور شکر گزاری (۱: ۱۔ ۹)

پولس یہاں اُن لوگوں سے مخاطب ہے جو" خدا کی کلیسیا میں جو کرنتھس میں ہے" (آیت ۲) شامل ہیں، لیکن ایک مقدس رشتہ کے تحت وہ دنیا کے تمام سچے مسیحیوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں۔ سوستھینس جس کا ذکر پولس نے پہلی آیت میں اپنے ساتھ کیا، غالباً اُن ہی کی کلیسیا کا ممبر ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ وہی سوستھینس ہے جو عبادتخانہ کا سردار تھا اور جسے لوگوں نے عدالت کے سامنے مارا تھا جب گلیو نے پولس کے مقدمہ کو عدالت سے خارج کر دیا تھا (اعمال ۱۸: ۱۷)۔ ابتدائی تسلیماتی کلمات سے واضح ہے کہ کرنتھس کے مسیحی طرح طرح کی روحانی نعمتوں سے مالا مال تھے۔ اسی مضمون پر بعد میں پولس اپنے خط میں مزید خیال آرائی کرتا ہے۔ یہاں انتظار کا حوالہ دیتے ہوئے وہ کہتا ہے "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے ظہور کے منتظر ہو" (آیت ۷)۔ بالکل اسی طرح کا انتظار تھسلنیکے کی کلیسیا کو بھی تھا (موازنہ کریں ا تھسلنیکیوں ۱: ۱۰)۔

۲۔ خلوئے کے گھر والوں کی وساطت سے موصول شدہ خبروں پر پولس کی تنقید

ا۔ گروہی نزاع (۱: ۱۰۔ ۴: ۵)

وہ لوگ جو اپنے آپ کو پولس سے منسوب کرتے تھے غالباً سمجھتے تھے

کہ ایسا کرنے سے وہ اپنے رسُول اور بانی کی دوسروں کے سامنے جوابدہ آپ کو دیگر رہنماؤں کے نام سے منسوب کرنے بھتے نسبت بڑھا رہے ہیں۔ لیکن پولس اس نعرہ کی کہ "میں پولس کا ہوں" بالکل اُسی طرح مذمّت کرتا ہے جس طرح دیگر پارٹیوں کے نعرے کی کرتا ہے۔ پولس کے کرنتھس سے روانہ ہونے کے کچھ دیر بعد اسکندریہ کا اپلوس وہاں گیا تھا (موازنہ کریں اعمال ۱۸: ۲۴-۲۸)۔ جو لوگ کہتے تھے کہ "میں اَپلّوس کا ہوں" غالباً وہی تھے جو اُس کی تعلیم اور خوش تقریری سے متاثر ہوئے۔ اُپلّوس نے اسکندریہ سے پرانے عہدنامہ کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی تھی اس لئے وہ اس پر بہت مہارت رکھتا تھا اور کرنتھس میں آکر اُس نے اُس تعلیم کی بڑے مؤثر اور مثالی طریقہ سے وضاحت کی۔ پطرس کے نام سے منسوب ہونے والے گروہ سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ پطرس نے کبھی کرنتھس کا دورہ کیا اگرچہ وثوق سے اس کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ بہرحال عین ممکن ہے کہ فلسطین سے آنے والے مسیحیوں نے یہ کہا ہو کہ مسیح کے اصل رسول وہ ہیں جنہوں نے اُس کے ساتھ خدمت کی اور اُن کا لیڈر پطرس ہے اور اس طرح انہوں نے پولس کی رسالت کو کم تر ثابت کرنے کی کوشش کی ہو۔ ہوسکتا ہے انہوں نے اپنے اِس بیان کی تصدیق میں مسیح کا حوالہ دیا ہو کہ "تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسا بناؤں گا" (متّی ۱۶: ۱۸)۔

جو اپنے آپ کو "مسیح کا" کہتے تھے اُن کے بارے میں فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ کس بنا پر ایسا کرتے تھے۔ بے شک سب مسیحی یہ دعویٰ کرسکتے ہیں۔ لیکن پولس کا افسوس بھرا سوال کہ "کیا مسیح بٹ گیا؟" اس بات کی علامت ہے کہ مسیح کا نام بھی پارٹی بازی کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا۔ شاید یہ وہی لوگ تھے جو ہر طرح کی پابندیوں سے آزادی کے دعویٰ کی آخری حد تک پہنچ

چکے تھے۔ اس طرح وہ پطرس کے گروہ کے بالکل الٹ ہوں گے جو غالباً اسرائیل کی شریعت کے پابند ہونے کی ضرورت پر زور دیتے تھے۔

پولس خدا کا شکر کرتا ہے کہ اُس نے کسی کو ایسی بات نہ کہی جس کی بنا پر اس کے پارٹی لیڈر ہونے کا دعویٰ کیا جا سکے۔ جہاں تک بپتسمہ کا سوال ہے تو اُس نے صرف دو ایک کرنتھی مسیحیوں کو بپتسمہ دیا جو شروع شروع میں مسیحی ہوئے تھے۔ (باقی نو مسیحیوں کو پولس کے ساتھیوں نے بپتسمہ دیا تھا یا کرنتھیوں کے اپنے ہی ایک ساتھی نے جو اُن سے پہلے مسیحی ہو چکا تھا)۔ اور نہ ہی پولس نے عالمانہ دلائل سے انہیں قائل کرنے کی کوشش کی تھی (جسطرح کے دلائل اُپلوس نے دیے اور جن پر اُس کے پیروکاروں کو بڑا ناز تھا) مگر اُس نے صرف مسیح کی صلیب کی منادی بڑے سادہ الفاظ میں کی تھی (۱: ۱۷)۔

بہت سے کرنتھی دنیاوی علم و حکمت کو بہت اہم سمجھتے تھے۔ لیکن پولس کہتا ہے کہ دنیاوی علم و حکمت کی روشنی میں صلیب کے پیغام کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ غیر قوموں کے نزدیک یہ بہت بڑی حماقت تھی کہ ایک ایسے آدمی کو اپنا رہنما اور نجات دہندہ تسلیم کیا جائے جس میں اتنی سمجھ بھی نہ تھی کہ اپنے آپ کو صلیبی موت سے بچاتا، جبکہ یہودیوں کے نزدیک مسیح مصلوب کی منادی تناقض بالذات اور کفر کے برابر تھی۔ اس کے باوجود اُن کرنتھی مسیحیوں کو یہ ماننا پڑا کہ صلیب کے پیغام نے اُن کے لئے وہ کچھ کر دیا جو کہ دُنیا کی تمام عقل و دانش نہ کر سکی۔ صلیب کا پیغام اُن کے لئے نجات کا پیغام لے کر آیا تھا اور وہ خدا کی بہت بڑی قدرت اور حکمت ثابت ہوا۔ خدا کی قدرت اور حکمت نے ثابت کر دیا کہ وہ انسانی قدرت و حکمت سے کہیں بڑھ کر ہے۔

پھر مسیحی کیوں انجیل کو یا انجیل کے مبشروں کو دنیاوی قدرت و حکمت کے معیار

سے ناپید ؟ اُنہیں صرف خدا پر فخر کرنا چاہیئے، جس کی حکمت مسیح میں ظاہر ہوئی اور پھر اُسی میں اُن کی نجات اپنی تمام برکات کے ساتھ تکمیل کو پہنچی (۱: ۱۸-۳۱)۔

لگتا ہے کہ جب پولس کرنتھس میں آیا تو بہت معمولی شخصیت لگ رہا تھا۔ اُس کی منادی بھی مبالغہ آمیز رعنائیوں سے آراستہ نہ تھی لیکن اس کے باوجود بھی وہ بہت سارے سامعین کے لیئے مسیح پر ایمان لانے کا باعث بنا۔ وہ کہتا ہے کہ یہی ایک ثبوت ہے کہ میری منادی کے پیچھے پاک روح کی قدرت کار فرما ہے نہ کہ شخصیت کی جاذبیت یا خوش بیانی (۲: ۱-۵)۔

ہوسکتا ہے، وہ سوچتے ہوں کہ پولس کی تعلیم اَپلّوس کی تعلیم کی بہ نسبت تو سادہ تھی لیکن وہ اُن کے لئے جو روحانی بلوغت کے اعتبار سے اس قابل تھے کہ حکمت کی باتیں سمجھ سکیں، اعلیٰ حکمت کی باتیں بھی اپنی تعلیم میں شامل کرسکتا تھا۔ بہرحال حکمت کی یہ باتیں کسی دنیوی سکول یا یونیورسٹی سے حاصل نہیں کی جاسکتی تھیں کیونکہ یہ خدا کے اُس ازلی مقصد کے متعلق تھیں جو وہ اپنے لوگوں کے لئے رکھتا ہے۔ اس بے دین دنیا پر قابض مافوق الفطرت قوتوں کو اس الٰہی حکمت کا کوئی وہم وگمان بھی نہ تھا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ مسیح کی تصلیب کی مرتکب نہ ہوتیں جس کے باعث وہ نادانستہ طور پر اپنی شکست کا باعث آپ بنیں (۲: ۶-۸)۔ ۲: ۹ کا حوالہ یسعیاہ ۶۴: ۴ کے مشابہ ہے لیکن اس کا ماخذ نامعلوم ہے تاہم دوسری صدی عیسوی میں اسے مسیح کے الفاظ سے مانا جاتا تھا۔

مگر جس اعلیٰ حکمت کی پولس بات کرتا ہے وہ روحانی حقیقت ہے اور اُسے صرف روحانی آدمی ہی سمجھ سکتے ہیں، ایسے آدمی جن کی سوچ رُوح القدس یعنی حکمت کی روح کے قبضہ میں ہے۔ عام مروجہ دنیوی سوچ کے مالک

آدمیوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے۔ ایک "غیر روحانی" یا نفسانی آدمی کے لئے خدا کی یہ اعلیٰ حکمت اگر بے وقوفی نہیں تو بے معنی ضرور ہے کیونکہ اُس میں روحانی عناصر کی کمی ہے جن کی بنا پر اس کو سمجھا جا سکتا ہے لیکن روحانی آدمی بصیرت اور امتیاز کی نعمت حاصل کرتا ہے، وہ خدا کے روح کی تعریف کر سکتا ہے کیونکہ اُسے مسیح کا روح حاصل ہوا ہے۔ (۲: ۱۰-۱۶)

کیا کرنتھیوں کے مسیحی اس حد تک بالغ نہ ہوتے تھے کہ انہیں یہ اعلیٰ حکمت کی باتیں سکھائی جائیں؟ پولس کہتا ہے، نہیں، وہ ابھی اس قابل نہیں تھے۔ وہ اپنی حکمت پر فخر کرتے تھے۔ وہ فخر کرتے تھے کہ ہم روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں، مگر پارٹی بازی میں پڑ کر اُنہوں نے اپنی روحانی ناپختگی کا ثبوت دیا تھا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو ظاہر ہوتا کہ اُنہوں نے پولس اور اپلوس کی تعلیم کو سمجھ لیا ہے۔ انہوں نے سمجھ لیا ہوتا کہ وہ دونوں مسیح کے خادم ہیں جنہیں خدا اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اُن کے رویے سے یہ بات اظہر من الشمس تھی کہ وہ ابھی تک مسیحی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے (۳: ۱-۴)۔

پولس اور اپلوس دونوں نے اپنی خدمت کو جو اُنہیں مسیح نے سونپی تھی ایمانداری سے انجام دیا۔ پولس نے بیج بویا، اپلوس نے آ کر پانی دیا لیکن اسے بڑھانے والا خدا تھا۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ عمارت بنانے کے لئے پولس نے بنیاد رکھی، اپلوس نے بالائی حصے تعمیر کئے لیکن عمارت خدا کی تھی۔ بنیاد میں کوئی نقص نہ تھا، مسیح خود اس کی بنیاد ہے لیکن جو بنیاد رکھے جانے کے بعد آتے ہیں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ وہ عمارت کی تعمیر میں کس قسم کا سامان استعمال کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے پولس کی مراد صرف اپلوس ہی نہیں

بلکہ دوسرے رہنما بھی ہیں۔ پولس نو مسیحیوں کو انجیل کے بنیادی حقائق کی تعلیم دے چکا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ کرنتھس میں بعد میں آنے والے مبلغین کس طرح تعلیم دے رہے تھے؟ کیا یہ تعلیم ایذا رسانی کی آتشی آزمائش میں قائم رہ سکتی ہے؟ کیا یہ تعلیم آنے والی آخری عدالت کی آزمائش میں قائم رہے گی؟ پرانے شہروں میں جب کبھی اچانک آگ بھڑک اٹھتی اور آن کی آن میں پھیل جاتی تو صرف پائیدار چیزیں ہی راکھ ہونے سے بچتی تھیں۔ اس کے علاوہ لکڑی کے جھونپڑے اور اسی طرح کی چیزیں بھسم ہو جاتیں۔ الٰہی آزمائش والے دن بھی ایسا ہی ہوگا۔ معماروں کی کاریگری کا معیار کھل کر سامنے آجائے گا۔ اچھے کاموں کی پذیرائی کی جائے گی جبکہ نکمّے کام اپنے انجام کو پہنچیں گے۔ بہر حال معماروں کی نجات کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہوگا، کیونکہ اس کا انحصار تو خدا کے فضل پہ ہے نہ کہ اُنکے اپنے کام پہ (۳: ۵-۱۵)۔

تفرقہ بازی اور اس طرح کا کوئی اور فعل خدا کی عمارت کی بے حرمتی کر رہا ہے۔ اُنہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ مسیح میں ایمانداروں کی جماعت خدا کا مقدِس ہے جس میں خدا کا روح بستا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس کے مقدِس کو کسی طرح کا نقصان پہنچانے یا بے حرمت کرنے کے درپے ہوتے ہیں، خدا اُن سے ہرگز نرمی سے پیش نہیں آئے گا (۳: ۱۶-۱۷)۔

اُنہیں چاہیئے کہ ہر کسی کو دنیاوی حکمت کے معیار کے مطابق پرکھنے کی بجائے، الٰہی حکمت کے معیار کو اپنائیں اور مسیحی اُستادوں کے ناموں کو پارٹی کے نعروں کے طور پر استعمال کرنے کی بجائے اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ مسیح نے پولس، اپلوس اور پطرس اور دوسروں کو اُن سب کے لئے بھیجا نہ کہ چند ایک کے لئے۔ مسیح نے اپنے خادموں کو الٰہی مکاشفہ کے بھیدوں

کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے مقرر کیا، اور صرف اسی حیثیت سے انہیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ اُن کو مقرر کرنے والا انہیں، اُن کی وفاداری کی بنا پر پرکھے گا نہ کہ اُن کی شہرت کی بنا پر۔ اس لئے پولس بھی زیادہ پروا نہیں کرتا کہ وہ اُس کے متعلق کیا سوچتے ہیں۔ اس کے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ خدا اس کے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔ مسیح کی فیصلہ کن پرکھ سے پہلے، کسی بھی آدمی کا مسیح کے خادم کو پرکھنا قبل از وقت ہو گا۔ اُس دن تمام پوشیدہ باتیں کھل کر سامنے آجائیں گی اور ہر ایک خادم کی خدمت کے مطابق تعریف ہو گی (۳: ۱۸ - ۴: ۵)۔

ب۔ پولُس کی رسالت پر تنقید (۴: ۶-۲۱)

گزشتہ دلائل میں پولس نے اپنا اور اپلوس کا نام مثال کے طور پر استعمال کیا تھا۔ لیکن وہ بخوبی جانتا تھا کہ نہ وہ خود اور نہ ہی اپلوس اُن میں پارٹی بازی کی اعانت کرنے کے جرم میں ملوث تھے۔ وہ دونوں ایک ہی خدمت پر مامور تھے اور دونوں ایک دوسرے کی خدمت سراہتے تھے۔ دوسروں کو بھی انہی کی مثال اپنانی چاہیئے تاکہ ایک کو دوسرے پر فوقیت دینے کے فرسودہ خیال کی نفی ہو سکے۔ کوئی بھی اُستاد اپنی طرف سے کسی کو کچھ نہیں دے سکتا جب تک کہ اُس نے وہ کچھ پہلے خود کسی سے پایا نہ ہو۔ تو پھر فخر کی گنجائش کہاں رہتی ہے؟ اگر کوئی فخر کرتا ہے تو گویا اس نے کسی اُستاد سے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ سب کچھ اس کا اپنا ہے! (۴: ۶-۷)

پولس اور اس کے ساتھی رسولوں کو اپنی خدمت کے دوران بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اُن پر طرح طرح کے بہتان لگائے جاتے۔

ایذارسانی، محتاجی اور موت کا خطرہ ہمیشہ اُنہیں لاحق رہتا۔ مگر کرنتھی مسیحی اپنی نظر میں مسیحیت میں جو کچھ حاصل کر سکتے تھے حاصل کر چکے تھے، اگرچہ پولس ان کے لئے طنزیہ الفاظ استعمال کرتا ہے مگر اُس کا مقصد اُنہیں شرمندہ کرنا نہیں بلکہ انہیں راہِ راست پہ لانا ہے۔ اُن کے کئی اُستاد تھے مگر اُن تمام میں سے صرف پولس ہی ان کے لیے پدرانہ محبت رکھتا ہے، کیونکہ وہ سب مسیح میں اُس کے بچے ہیں۔ اچھا ہو اگر وہ اُس کی قائم کردہ مثال کی پیروی کریں۔ بہرحال اب وہ اپنے عزیز تیمتھیس کو اُن کے پاس بھیج رہا ہے، لیکن بہت جلد وہ خود بھی آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر اُن تمام کے پاس جو اس کی غیر موجودگی میں حقارت بھری باتیں کرتے ہیں، موقع ہوگا کہ اپنے دل کی باتیں اس سے کہہ سکیں۔ لیکن وہ یہ بھی دیکھے گا کہ ان کے پاس باتیں کرنے کے علاوہ بھی کچھ ہے یا نہیں۔ اب یہ اُن پر منحصر ہے کہ آئندہ اُس کا دَورہ دوستانہ اور خوش آئند ہوگا یا اُس کو اُن کے ساتھ سختی سے پیش آنا پڑے گا (۴ : ۸-۲۱)۔

۳۔ ستفناس اور اُسکے ساتھیوں کی خبروں پر پولس کی تنقید:

ا۔ سنگین بدکاری کا معاملہ

اس موقع پر تین آدمی ستفناس، فرتوناتس، اور اخیکس (دیکھیں ۱۶ : ۱۷) کرنتھس سے پولس کے لئے ایک خط لے کر آئے۔ لیکن خط کے ساتھ انہوں نے پولس کو کرنتھیوں کی کلیسیا میں ہونے والی باتوں کے متعلق بتایا، جن میں کچھ بہت تشویشناک تھیں۔ اسلئے پولس نے اپنے خط کو جاری رکھا۔

اوّل، کلیسا میں ایک رُسوا کُن واقعہ رونما ہوا، جس نے بے دین اور سخت دل کرنتھیوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ وہاں ایک آدمی نے اپنے باپ کی بیوی کو رکھا ہوا تھا اور کلیسیا کے کچھ افراد اس فعل کو مسیحی آزادی کے تحت جائز قرار دیتے تھے نتیجتًہ اس سے کلیسیا کی بدنامی ہو رہی تھی۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی تھی کہ سخت اقدام اٹھائے جائیں اور کلیسیا فوراً مل بیٹھ کر ایسے گناہ کے مرتکب شخص کو کلیسیا سے نکال باہر کرے ذنوپس روحانی طور پر کلیسیا کے ایسے فیصلہ میں شامل ہو گا۔ ایسا اقدام نہ صرف کلیسیا کو بدنامی کے کلنک سے بچا سکتا تھا بلکہ اس شخص کی بھی بالآخر نجات میں اہم کردار ادا کر سکتا تھا۔ اس قسم کے رویہ کو نظر انداز کرنا ساری جماعت کو خراب کرنے کے مترادف تھا کیونکہ تھوڑا سا خمیر سارے گندھے ہوئے آٹے کو خمیر کر دیتا ہے خمیر کا حوالہ اُسے یہودیوں کی بے خمیری روٹی کی عید کی طرف لے جاتا ہے جو فسح کے بعد آتی تھی اور جو پاکیزہ زندگی کو ظاہر کرتی تھی اور یہ ان کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے جن کے لئے مسیح حقیقی فسح کے طور پر قربان ہوا (۵: ۱-۸)۔

پچھلے خط میں جو نئے عہدنامے میں شامل نہیں اس نے انہیں نصیحت کی تھی کہ حرامکاروں سے میل جول نہ رکھو۔ یہاں وہ اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ ایسا کہنے سے اُس کی مراد تھی کہ حرامکار مسیحی برادری سے خارج کئے جائیں۔ بلاشبہ روزمرّہ کی زندگی میں ایسے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی جا سکتی جن کے اخلاقیات ناقابلِ قبول ہوں لیکن مسیحی رفاقت کو ہر صورت میں پاک ہی رکھنا ہے۔

ب۔ مقدمہ بازی کی روح (۶: ۱-۸)

پولس کو خبر ملی کہ کرنتھی کلیسیا کے کچھ اراکین ایک دوسرے پر شہری عدالتوں میں مقدمہ بازی کر رہے ہیں۔ یہ خبر سن کر پولس کو دلی صدمہ ہوا اگر مسیحی مل بیٹھ کر اپنے جھگڑوں کو نپٹا نہیں سکتے تو وہ کیوں نہیں اپنے جھگڑوں کو ثالثی فیصلہ کے لئے اپنے ہی مسیحی بھائیوں کے پاس لے جاتے بجائے اس کے کہ وہ بے دین منصفوں کے پاس جائیں جن کا کلیسیا میں کوئی مقام نہیں؟ (غالباً آیت ۴ کے آخر میں پولس کہنا چاہتا ہے" جو کلیسیا میں حقیر سمجھے جاتے ہیں")۔ گھریلو جھگڑوں کو سرِ عام اچھالنے سے بہتر ہوتا کہ کسی ناانصافی کو تحمل سے بلا شکایت برداشت کر لیا جاتا۔ آنے والے دن، جس طرح کہ دانی ایل ۷: ۲۲، ۲۷ میں پیش گوئی کی گئی ہے مقدس لوگ یعنی خدا کے لوگ، خدا کے ساتھ دنیا کا انصاف کرینگے۔ حتیٰ کہ فرشتوں کا بھی وہی انصاف کریں گے۔ اگر یہ بات ہے تو کیا اُن میں موجودہ وقت پر کوئی بھی دانا آدمی نہ تھا جس کو ہونے والے جھگڑوں پر منصف مقرر کیا جا سکتا؟ انہیں شرم آنی چاہیئے۔

ج۔ آزادی کو بے لگام سمجھنا (۶: ۹-۲۰)

اب پولس اُن کرنتھی مسیحیوں کے مضمون کی طرف رجوع کرتا ہے جو انجیل کے پیغام کو تمام سماجی اخلاقی بندش سے آزاد تصوّر کرتے تھے۔ لگتا ہے کہ ان لوگوں کا اصول تھا کہ " سب چیزیں میرے لئے روا ہیں"۔ پولس بھی اس کی تائید کرتا ہے، مگر یہ بھی کہتا ہے کہ سب چیزیں مفید نہیں، خاص کر وہ جن کا آدمی غلام ہو کر رہ جائے۔ یہ لوگ حد سے زیادہ ہی روحانی ڈگر پر چل نکلے تھے کہ ہر وہ چیز جو جسم سے متعلق ہے، مذہبی اور اخلاقی نقطۂ نظر سے کسی بھی اہمیت کے حامل نہیں مثلاً خوراک۔ وہ کہتے، " کھانے پیٹ

کے لئے ہیں اور پیٹ کھانوں کے لئے۔" چونکہ خوراک اور پیٹ فنا ہو جائیں گے اس لئے ان کے متعلق زیادہ فکرمند ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ پولس اُن کے اس نظریے کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جسم خداوند کی ملکیت ہے اور اس کے کفارہ بخش کام کا حصّہ دار ہے۔ اس کو خداوند اپنی قدرت سے ایک دن زندہ کرے گا۔

لہٰذا اب سے ایک مسیحی کو اپنے بدن سے خدا کو جلال دینا چاہیئے۔ چونکہ اُس کا بدن خدا کے پاک روح کا مسکن ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اسے پاک رکھا جائے۔ یہاں تک کہ خوراک بھی اس سلسلہ میں غیر اہم نہیں، لیکن خوراک کے معاملہ کو پولس بعد میں زیر بحث لائے گا۔ فی الوقت وہ اس پر زور دیتا ہے کہ جنسی تعلقات اخلاقی طور پر غیر اہم نہیں ہیں، جیسا کہ بعض لوگ دعویٰ کرتے تھے۔ اور بلاشبہ اُن کے اس دعویٰ پر کرنتھیوں کے چال چلن کے بدنام معیار کا اثر تھا۔ وہ تاکید کرتا ہے کہ ممنوعہ جنسی تعلقات میں ملوّث ہونے سے مراد مسیح کے اعضاؤں کو کسی کے اعضا بنانا ہے اور خدا کے پاک روح کے مَقدس کو بے حرمت کرنا ہے۔ ایسے تعلقات کا متعلقہ فریقین کی دونوں شخصیتوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ پہلے پہل کرنتھی مسیحی بھی اپنے ہمسایوں کی طرح ان باتوں میں بے پرواہوا کرتے تھے، لیکن اب خدا نے اُنہیں پاک کر کے اپنے مُقدّس لوگ بنالیا تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ اپنی زندگیاں اسی کے مطابق گزاریں۔

۴۔ پَولُس کا کرنتھیوں کے خط کا جواب

ا۔ شادی کا معاملہ (۷: ۱-۴۰)

اب پولس ایک ایک کر کے اُن تمام سوالوں کا جواب دیتا ہے جو کرنتھی کلیسیا کے اراکین نے اپنے خط میں پوچھے تھے۔ سب سے پہلے شادی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق ایک ملا جلا سوال ہے۔ حد سے زیادہ حامیٔ آزادی گروہ کی بہ نسبت، بلاشبہ کلیسیا میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بالکل تجرد کی زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا ہوا تھا۔ وہ اس نظریہ کے قائل تھے کہ "مرد کے لئے اچھا ہے کہ عورت کو نہ چھوئے"۔ پولس ان سے اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ بے شک یہ ٹھیک ہے لیکن انسانی فطرت کے پیشِ نظر یہ کافی حد تک ناقابل العمل قانون ہے جسے عائد نہیں کیا جا سکتا۔ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے وہ کہتا ہے میں غیر شادی شدہ ہوں اور یہ دیکھ کر خوش ہوں گا کہ تمام مسیحی بھی شادی کی الجھنوں سے آزاد رہیں، لیکن بہت کم کو خدا کی طرف سے ایسی نعمت ملی ہے۔ پس عام مسیحیوں کے لئے یک زوجگی کا اصول بہتر ہے۔ میاں بیوی باہمی رضامندی سے ازدواجی زندگی کے باہمی معاملات اور تقاضوں کو پورا کریں۔

پولس کا ذاتی نظریہ کافی واضح ہے، مگر وہ اس کو دوسروں پر ٹھونسنے کا بالکل خیال نہیں کرتا۔ اگر لوگ اُس سے اُس کا فیصلہ پوچھتے تو وہ بلا جھجک بتا دیتا، مگر اس کا فیصلہ مسیح کے حکم کے برعکس لازم العمل نہیں۔ جہاں کسی متنازعہ مسئلہ پر مسیح کا واضح حکم موجود ہے تو وہ مسئلہ ہر طرح کے بحث و مناقشہ سے بالاتر ہے۔ مثال کے طور پر مسیح نے ہی یہ حکم دیا (دیکھیں مرقس ۱۰: ۹-۱۲) کہ ایک مسیحی بیوی اپنے شوہر کو نہ چھوڑے اور نہ ہی مسیحی شوہر اپنی بیوی کو طلاق دے (آیات ۱۰، ۱۱)۔ تاہم اگر ایک بے دین بیوی یا شوہر اپنے مسیحی ساتھی کے ساتھ زندگی گزارنے سے انکار کر دے تو یہ ایک مختلف

معاملہ ہے۔ ایسی صورت میں مسیحی ساتھی شادی کے بندھن کی پابندی سے آزاد ہے۔ لیکن اگر بے دین ساتھی، ساتھ رہنے پر راضی ہے تو یہ بہت بہتر ہے، کیونکہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ بیوی یا شوہر اپنے ساتھی کو مسیح کے لئے جیت لے (آیات ۱۲-۱۶)۔

کرنتھس میں بعض مسیحیوں نے گردونواح کی غیر اخلاقیات کو دیکھ کر ردِعمل کے طور پر مجرد رہنے کا عہد کر لیا (آیات ۲۵ با بعد)۔ کیا اس طرح کے عہد کا تاعمر پابند رہنا ہے؟ یہاں پولس پھر اپنی صحتمند حکمتِ عملی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے اپنے لئے مجرد رہنا مناسب ہے اور یہ بھی جانتا تھا کہ ہو سکتا ہے ایک آدمی کو جس کے بیوی بچے ہوں، ایذا رسانی کے وقت اپنے ایمان پر بغیر کسی سمجھوتہ کے قائم رہنے میں زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے، بہ نسبت اُس کے جو ایسی "بندشوں" سے بالکل آزاد ہو۔ لیکن وہ اس بات سے بھی بالکل آزاد ہو۔ لیکن وہ اس بات سے بھی بخوبی آشنا ہے کہ ہو سکتا ہے بعض ایک نے غیر شادی شدہ رہنے کے عہد جلد بازی میں کئے ہوں اور پھر بعد میں پتہ چلا ہو کہ ان کے لئے ان پر قائم رہنا تقریباً ناممکن ہے۔ ٹھیک ہے، پھر وہ شادی کر لیں کیونکہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ایک منگنی شدہ جوڑا، شادی کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے ساتھ کنوارے پن کی حالت میں رہنے کا فیصلہ کرے، لیکن بعد ازاں یہ محسوس کرے کہ یہ غیر فطری رفاقت اُن پر بہت زیادہ دباؤ ڈالتی ہے یا مرد محسوس کرے کہ وہ عورت کے ساتھ صحیح سلوک نہیں کر رہا اور اُسے اُن خوشیوں سے محروم کر رہا ہے جو وہ ایک بیوی اور ماں کی حیثیت سے حاصل کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں پولس

کہتا ہے، "اس میں گناہ نہیں۔ اُس کا بیاہ کیا جائے"[1] (آیت ۳۶) مگر اس معاملہ میں وہ اپنے احساسات کی وضاحت یوں کرتا ہے: "پس جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے اور جو نہیں بیاہتا وہ اور بھی اچھا کرتا ہے" (آیت ۳۸)۔ اسی طرح بیوہ عورت کو بھی دوبارہ شادی کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ شادی مسیحی برادری میں کرے، "لیکن جیسی ہے اگر ویسی ہی رہے تو میری رائے میں زیادہ خوش نصیب ہے اور میں سمجھتا ہوں خدا کا روح مجھ میں بھی ہے" (آیت ۴۰)۔

اس پورے باب میں پولس بڑی فکر کے ساتھ اپنے خیالات میں (جنہیں قبول کرنا یا رد کرنا قاری کی مرضی پر چھوڑا گیا) اور خداوند کے احکام میں (جن کی تعمیل سب پر لازم ہے) امتیاز کرتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ عام خیال کے برعکس ابتدائی مسیحی ایسے فیصلوں کو جلدی سے مسیح سے منسوب نہیں کرتے تھے جو کلیسیا یا اس کے بزرگوں نے کئے ہوں۔

ب۔ قربانی کا گوشت: آزادی اور انسانی محبت (۸: ۱-۱۱: ۱)

کرنتھس اور دیگر کئی ایک بے دین شہروں میں بعض مسیحی پابندئی اصول کے مسائل سے دوچار تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ قصاب کی دکان سے گوشت خرید کر کھانا درست ہے یا نہیں؟ کیونکہ زیادہ تر گوشت جو بازار میں فروخت ہوتا تھا اُسی جانور کا ہوتا جسے دیوتا کے سامنے قربان کیا جاتا تھا۔ دیوتا کو اس کا علامتی حصہ مل جاتا اور باقی گوشت مندر کے منتظمین بیوپاریوں کو بیچ دیتے۔ چونکہ یہ گوشت دیوتا کی "بھینٹ" چڑھایا جاتا تھا اس لئے بے دین لوگوں

---

[1] رومن کیتھولک ترجمہ ۱۔ کرنتھیوں ۷: ۳۶

کی نظر میں یہ بڑا متبرک ہوتا تھا اور وہ اِسے خوشی سے معمول سے زیادہ قیمت دے کر بھی خرید لیا کرتے تھے۔ مسیحیوں میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کو اچھے بُرے کی اخلاقی سمجھ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ یہ گوشت دیوتا کے ساتھ نسبت کی وجہ سے، کھانے کے لئے نہ تو اچھا ہے اور نہ ہی بُرا، اس لئے اِسے بخوشی کھاتے تھے جبکہ دوسرے اس سے اتنے خوش نہیں تھے۔ وہ محسوس کرتے کہ چونکہ یہ گوشت اُس جانور کا ہے جسے کسی بُت کے آگے چڑھایا گیا اِس لئے یہ کھانے کے لئے ناپاک ہوگیا ہے۔ شروع شروع میں یروشلیم کی کونسل نے غیر قوموں کے نو مسیحیوں کو یہی ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ "بتوں کی قربانیوں کے گوشت" سے پرہیز کریں (اعمال ۱۵: ۲۹)۔ پولس کا اس کے بارے میں کیا خیال تھا؟

ایک طرف سے پولس نے اُن کے ساتھ اتفاق کیا جو جانتے تھے کہ بے دین دیوتا کوئی چیز نہیں، اور مسیحیوں کو اس قسم کا گوشت کھانے کی مکمل آزادی ہے۔ لیکن علم ہی سب کچھ نہیں تھا۔ محبت کے تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھنا بھی ضروری تھا۔ وہ خود بھی اپنی اس آزادی سے دستبردار ہونے کیلئے تیار تھا، اگر اُسکے اِس عمل کی وجہ سے کسی کمزور ایمان مسیحی کو ٹھوکر لگتی ہو۔ اگر ایک مسیحی بھائی جس کی نظر میں بتوں کا گوشت کھانا گناہ ہو، کسی صاحبِ علم بھائی کو یہ گوشت کھاتے دیکھے تو یقیناً وہ بھی بتوں کا گوشت کھانے پہ دلیر ہو جائے گا حالانکہ اس کا ضمیر اُسے ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ نتیجۃً اُس کے ایمان کو نقصان پہنچے گا۔ اور اس کی ذمہ داری اُس بھائی پہ آئے گی جس نے کم ایمان والوں کا خیال نہ کیا (۸: ۱-۱۳)۔

لیکن دوسروں کے فائدے کے لئے اپنی آزادی سے دستبردار ہونے کی

آزادگی کا حوالہ پولس کو یاد دلاتا ہے کہ بعض نکتہ چیں کہتے ہیں کہ اُس کی آزادگی اس بات کی علامت ہے کہ اُسے اپنے حقیقی رسُول ہونے کا خود ہی یقین نہیں۔ دیگر رسُول کئی رسولی حقوق کا دعویٰ کرتے تھے لیکن پولس کیوں اُن میں کسی ایک پر بھی اصرار نہیں کرتا تھا؟ دیگر رسُول اپنی ضروریاتِ زندگی کے لئے اُن پر انحصار کرتے تھے جن کے درمیان وہ خدمت کرتے تھے، جبکہ پولس اپنی ضروریات خود پوری کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔ بہت سے رسُول بشارتی دوروں پر اپنی بیویوں کو ساتھ لے کر جاتے تھے لیکن پولس نے اپنے آپ کو بیوی کی رفاقت کی آسائش سے محروم رکھا۔ اس کے مخالفین کہتے تھے کہ اگر واقعی پولس باقاعدہ رسُول ہوتا تو وہ ضرور ان تمام حقوق کا دعویٰ کرتا۔

پولس اس کے جواب میں کہتا ہے کہ کسی اَور جگہ تو اس کی رسالت پر سوال اٹھایا جا سکتا ہے مگر کرنتھس میں ایسا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کرنتھس میں کلیسیا کا وجود ہی اُس کی خدمت اور رسولی حیثیت کا ثبوت تھا اور خدا کی طرف سے اُس کی اٹھارہ ماہ کی خدمت پر مُہر تھی۔ یسوع مسیح نے جس کو اُس نے روبرو دیکھا تھا خود اُسے رسالت سونپی تھی (یعنی مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد، موازنہ کریں ۱۵ : ۸)۔

وہ رسول کے حقوق اور مراعات کی حمایت کرتا ہے۔ فوجی اپنی تنخواہ کا حقدار ہے، اسی طرح مزدور بھی اپنی مزدوری کا۔ اس اصول کو پرانے عہدنامہ کی شریعت میں بیان کیا گیا ہے۔ جہاں لکھا تھا کہ دائیں میں چلتے بیل کا منہ نہ باندھنا کیونکہ جانور اپنے کام کے بدلے کچھ اناج کا حقدار ہوتا تھا (آیت ۹، مزید دیکھیں استثناء ۲۵ : ۴)۔ مسیح نے بھی اپنے شاگردوں کو یہی ہدایت دی کہ جب وہ مُنادی کرنے اور لوگوں کو شفا دینے جائیں تو انہیں اُن کی

ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے دیں جن کے درمیان وہ خدمت کریں (موازنہ کریں لوقا ۱۰: ۷)۔ پولس کو حق حاصل تھا کہ وہ نومسیحیوں کے خرچ پر گزر بسر کرے۔ اگر وہ اپنے اس حق کو استعمال نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایسا کرنا نہیں چاہتا تھا مُبادا لوگ سمجھیں کہ وہ مادی ضروریات کے حصول کے لئے انجیل کی منادی کرتا ہے۔ کچھ ایسی چیزیں ہیں جو پولس کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑی گئی تھیں۔ انہی میں سے ایک انجیل کی منادی بھی ہے۔ وہ اِس کو الٰہی حکم کے تحت کرتا ہے۔ لیکن اُسے اس بات کی مکمل آزادی ہے کہ وہ منادی کے بدلے اپنے سامعین سے کچھ لینے سے انکار کرے۔ چنانچہ وہ اس آزادی کو استعمال کر کے اپنی ضروریات کو خود پورا کرتا ہے۔ اس ضمن میں جہاں کہیں بھی پیسے کا معاملہ آیا ہے، پولس نے ہمیشہ ہی گہری سمجھ کا مظاہرہ کیا ہے (۹: ۱- ۱۸)۔

پولس ایک آزاد شخص ہے، جسے مسیح نے آزاد کیا ہے۔ وہ اپنی آزادی کو سب کا غلام بن کر استعمال کرتا ہے۔ "وہ سب آدمیوں کے لئے سب کچھ بنا" جسے بعض تنگ دل لوگوں نے بے اصولی کا نام دیا۔ یہودیوں کے درمیان یہودی بن کر رہا اور غیر قوموں کے درمیان وہ غیر قوم بن کر" تاکہ دونوں، یہودیوں اور غیر قوم والوں کو مسیح کے لئے جیت سکے۔ اُس کی نظر میں انجیل کے مفاد بنیادی حیثیت رکھتے تھے۔ باقی تمام باتیں ثانوی تھیں (۹: ۱۹- ۲۳)۔

پولس اس حقیقت سے بخوبی آشنا تھا کہ ایک دن اُسے خداوند کے سامنے جس نے اُسے رسالت کے منصب پر فائز کیا حساب دینا ہوگا۔ اس لئے وہ اپنی اس منزل کو ذہن میں رکھتے ہوئے ایک اچھے نظم و ضبط کے پابند کھلاڑی کی سی زندگی بسر کرتا ہے۔ جو دوڑ وہ دوڑ رہا تھا اُس کے اختتام پر جیتنے والے کو انعام ملتا تھا لیکن پولس اس امکان کو بھی ذہن میں رکھتا تھا کہ

سب کو دوڑ نا سکھانے کے بعد وہ خود کہیں نا اہل قرار نہ دے دیا جائے
(۹: ۲۴-۲۷)۔

وہ پھر بت پرستانہ رادہ و رسم کے مضمون کی طرف واپس آتا ہے
(باب ۱۰)۔ وہ پرانے عہد نامہ کی اسرائیلیوں کی تاریخ، مصر سے فرار اور بیابان میں سفر کو ایک زندہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہے۔ کرنتھیوں کے مسیحیوں نے بھی بپتسمہ پایا تھا اور وہ روحانی خوراک سے قوت پاتے اور روحانی پانی سے تازہ دم ہوتے رہتے تھے۔ جب پولس کہتا ہے کہ "وہ چٹان مسیح تھا" (۱۰: ۴) تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُس مادی چٹان کے متعلق زیادہ بات نہیں کر رہا جس سے موسیٰ نے بنی اسرائیل کے لئے پانی نکالا (خروج ۱۷: ۶، گنتی ۲۵: ۱۱)، بلکہ اُس الٰہی چٹان کے متعلق جس کی تعریف موسیٰ نے اپنے گیت میں کی (استثنا ۳۲: ۴ وغیرہ) اور جس کو پولس قبل از تجسم کا مسیح سمجھتا ہے۔ لیکن جب بنی اسرائیل نے بُت پرستی کو اپنایا اور کئی اور طریقوں سے خدا کو آزمایا تو وہ تمام اچھی برکات جو اُنہیں ملیں تھیں، اُنہیں عدالت اور موت سے نہ بچا سکیں۔ اسی لئے جو کچھ بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا، اُس کو لکھ لیا گیا تاکہ مسیحی آج اُن کی مثال دیکھ کر عبرت پکڑیں اور آزمائش کی گھڑی میں رہائی کے لئے خدا کی طرف رجوع لائیں (۱۰: ۶-۱۳)۔

لہٰذا مسیحیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ بت پرستوں کے ساتھ کسی قسم کا واسطہ نہ رکھیں۔ مسیحی عشائے ربانی میں شریک ہونے کی بدولت مسیح کے بدن اور خون میں شریک ہوئے ہیں۔ کیا وہ اس کے ساتھ ساتھ (محض دکھاوے کے طور پر ہی) جھوٹے خداؤں میں شریک ہو سکتے تھے ؟ غالباً یہاں پولس کی مراد جانوروں کے اُس گوشت کو خریدنے اور کھانے

سے نہیں جو بتوں کے سامنے پیش کیا جاتا تھا بلکہ وہ اُن مسیحیوں کی بات کرتا ہے جو بے دین دوستوں کی دعوت قبول کر کے بے دین عبادت خانوں میں ضیافتیں اڑانے جاتے تھے۔ ایسی ضیافتوں میں نہ صرف گوشت جھوٹے خدا سے منسوب ہوتا تھا بلکہ تمام مجمع صریحاً اُس دیوتا کی سرپرستی میں ترتیب دیا جاتا تھا۔ کیا وہ مسیحی جو خدا کی میز پر بیٹھتا، خوشی سے کسی بت کی میز پر بیٹھ سکتا ہے جو اور کچھ نہیں تو شیطان کی علامت ہے؟ ہو سکتا ہے کہ حد سے زیادہ حامئ آزادی اس بات پر زور دیتے ہوں کہ سب چیزیں روا ہیں لیکن پولس کہتا ہے کہ سب چیزیں مفید نہیں۔ اور نہ سب چیزیں صحت مند مسیحی کردار تعمیر کرتی ہیں، نہ ہمارے اپنے کردار کی اور نہ ان کے جو ہمارے زیر اثر ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی مسیحی کسی کے گھر کھانے پر مدعو ہوتا تو اور بات تھی۔ ایسی صورت میں اُسے جانے کی آزادی ہے اور جو کچھ اس کے سامنے رکھا جائے وہ اُسے بغیر چُون وچرا کئے کھائے۔ لیکن اگر وہ دیکھے کہ بتوں کی نذر کیا ہُوا گوشت اس کے سامنے اس لئے رکھا گیا تاکہ مسیحیت میں اُسکے کھرے پن کو آزمایا جائے تو بہتر ہوگا کہ ایسا گوشت کھانے سے پرہیز کرے۔ کھانے پینے یا کسی بھی بات میں ایک مسیحی کا بنیادی مقصد خدا کے نام کو جلال اور دوسروں کی روحانی بہبود ہونا چاہیئے۔ ان تمام باتوں میں وہ پولُسؔ کے نمونہ کو سامنے رکھ سکتے تھے، کیونکہ وہ خود مسیح کے نمونہ کو اپنانے کی کوشش کرتا تھا (۱۰: ۱۴۔ ۱۱: ۱)۔

ج۔ عبادتگاہوں میں پرستش میں عورتوں کا سر ڈھانکنا (۱۱: ۲۔ ۱۶)

کرنتھس میں بعض عورتیں ایسی تھیں جو اپنی مسیحی آزادی کا مظاہرہ

کرنے کی قائل تھیں۔ اسی لئے وہ لباس کے معاملہ میں نئی نئی اختراعات کرتی تھیں اور خاص کر اُس اوڑھنی کو نہ اوڑھ کر جو عورتیں بالوں کو چھپانے کیلئے عبادت گاہوں میں اوڑھتی تھیں مسیح میں اپنی آزادی کو دکھانا چاہتی تھیں۔ اشتباہ اس کے پیچھے اُن بت پرست عورتوں کی مثال تھی جو بغیر کنگھی کئے ہوئے کھلے بالوں کے ساتھ "نبوت" کرتی تھیں۔ لیکن اس قسم کی رسمی خلاف ورزی مسیحیت کے خلاف لگائے گئے غیر اخلاقی الزامات کو مزید رنگ دے دیتی تھی۔ چونکہ بعض لوگ مسیحی اجتماعات پر ایسے الزامات لگانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اس لئے پولس تجویز کرتا ہے کہ عورتیں کلیسیا میں دُعا اور نبوّت کرتے وقت دوپٹہ اوڑھیں۔ اپنی نصیحت کی حمایت میں وہ گوناگوں دلائل پیش کرتا ہے۔ مثلاً مخلوقات کے نظام مراتب میں عورت کا مقام (۱۱: ۱۰)، یہ حقیقت کہ اُس کے لمبے بال اس بات کی علامت ہیں کہ خدا شروع ہی سے یہ چاہتا تھا کہ وہ اپنا سر ڈھانپے۔ آیت گیارہ اور بارہ میں وہ عورت اور مرد کے باہمی انحصار پر زور دیتا ہے بجائے اس کے کہ اُن میں سے صرف ایک، دوسرے پر انحصار کرے۔

د۔ خداوند کی ضیافت پر نصیحت کی باتیں (۱۱: ۱۷-۳۴)

اکٹھے مل بیٹھ کر کھانا کھانا بظاہر اُن کا ایک رواج تھا، اور اسی دوران وہ عشائے ربانی کی رسم بھی منایا کرتے تھے۔ لیکن ایک وقت ایسا آیا جب اُن کا مل بیٹھ کر کھانا اپنا اصل مقصد یعنی رفاقت اور شراکت کھو بیٹھا، کیونکہ جو کوئی کھانے پینے کی چیزیں لے کر آتا، وہ بجائے دوسروں کو ان میں شریک کرنے کے خود ہی بیٹھ کر کھا پی لیتا۔ اس طرح جب تک کہ عشائے ربانی کا

وقت آنا امیر کھا پی کر اس قدر سیر ہو چکے ہوتے کہ وہ صحیح روحانی حالت میں
نہ ہوتے جبکہ غریب اراکین ابھی تک بھوکے ہوتے۔ بلاشبہ ایسی باتیں مُقدس
اجتماع کی بے حرمتی کے مترادف تھیں۔ لہٰذا لوگوں کے لئے ایسی حالت میں
خداوند کی ضیافت میں شریک ہونا بالکل نامناسب تھا (۱۱: ۲۰)۔
پولس انہیں یاد دلاتا ہے کہ کس طرح یسوعؔ نے اپنے پکڑوائے جانے
والی رات کو اس ضیافت کو جاری کیا (۱۱: ۲۳-۲۵)۔ یہ روایت جو وہ
پہلے ہی اُن تک پہنچا چکا تھا، اُن مسیحی روایتوں میں سے ایک تھی جو اُسے
خداوند نے خود بتائی تھیں (موازنہ کریں آیت ۲)۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی
چاہیئے کہ پولسؔ کا عشائے ربانی کی رسم سے متعلقہ بیان اس عشا کے متعلق ان تمام
بیانوں سے قدیم ہے جو ہم تک پہنچے یعنی یہ بیان سب سے پہلے لکھی جانے
والی انجیل سے تقریباً دس سال پرانا ہے۔ وہ کرنتھیوں کو اس کے آغاز کی
کہانی یاد دلاتا ہے تاکہ وہ دیکھ سکیں کہ کس طرح اُن کا نامناسب رویہ اُس
مقصد کو رائیگاں بنا رہا ہے جس کے لئے مسیح نے اس مقدس ضیافت کو
مقرر کیا تھا۔ وہ اپنے رویے سے مسیح کی مقرر کردہ اس سنجیدہ رسم کی سنگین
بے ادبی کرتے تھے۔ اس لئے حیرانی کی بات نہیں کہ اُن میں بیماری اور
بے وقت موت عام ہے (آیت ۳۰)۔ اُنہیں چاہیئے کہ جسم اور باطن کی صحیح
حالت میں اس ضیافت میں شریک ہوں۔ اس طرح وہ اس آنے والی
عدالت سے بچ سکتے ہیں جو نامناسب اور غیر برادرانہ طور پر شریک ہونے
والوں کی منتظر ہے۔

۸۔ روحانی نعمتیں: محبّت افضل ہے (۱۲: ۱-۱۴: ۴۰)

کرنتھیوں کے مسیحیوں نے پولس سے ایک اور سوال پوچھا تھا اور وہ تھا روحانی نعمتوں کے متعلق، جن سے وہ مالا مال تھے (۱: ۷) اُنہیں کس طرح شناخت کیا جاتا ہے؟ اور اُنہیں کس طرح استعمال کیا جاتا ہے؟ لگتا ہے کلیسیا کے بہت سے اراکین سب سے زیادہ اہمیت غیر زبانوں اور نبوتوں کے وجد آفرین اور غیر معمولی نزول کو دیتے تھے۔ غیر زبانیں بولنے اور نبوت کرنے والے پہلے سے تیاری کئے بغیر ایسے الفاظ منہ سے نکالتے جن کو سننے والے خدا کے روح کی آواز سمجھتے۔ لیکن کس طرح جانا جا سکتا تھا کہ یہ آوازیں خدا کے روح کی ہیں؟ پولس کہتا ہے، اس سے کہ وہ کہاں تک مسیح کی گواہی دے کر اس کے نام کو اونچا کرتے ہیں۔ اگر وہ اُسے اپنے خداوند کے طور پر عزت دیتے ہیں تو پھر وہ روح کی تحریک میں کلام کرتے ہیں (۱۲: ۱-۳)۔

لیکن کلیسیا میں کئی طرح کی نعمتیں پائی جاتی ہیں۔ کئی نعمتیں دوسروں کی بہ نسبت کم غیر معمولی ہوتی ہیں۔ کلیسیا ایک زندہ بدن کی مانند ہے۔ اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے اسے اِن سب کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ سب نعمتیں ایک ہی روح کی بخشش ہیں اور اسی روح کے باعث تمام ممبر ایک ہی بدن کے اعضا بن گئے ہیں (۱۲: ۴-۱۳)۔ (قابلِ غور بات ۱۲: ۴-۶ میں "روح ایک ہی ہے۔ .... خداوند ایک ہی ہے .... خدا ایک ہی ہے" کی ترکیب ہے جو بعد میں بیان کردہ ذاتِ خداوندی کی ثالوثی تعلیم کا عکس ہے)۔

بدن کی صحت کے لئے ضروری ہے کہ تمام اعضا اپنا اپنا کام کریں۔ یعنی ہر نعمت کی افادیت کو سمجھا جائے اور اُسے صحیح طور پہ کام میں لایا جائے۔

ایک مقامی کلیسیا مسیح کا بدن ہے اور کلیسیا کا ہر فرد اُس بدن کا عضو ہے، اگر تمام اعضا ایک ہی کام کریں تو اس کا نتیجہ ایک عجیب الخلقت انسان کی صورت میں سامنے آئے گا۔ لیکن اگر ہر کوئی روح کا متعین کیا ہوا کام سرانجام دے تو سارا بدن صحت مند اور مربوط ہو گا (۱۲: ۱۴-۳۱)۔

لیکن اس مقصد کے لئے ایک چیز یعنی محبّت سب سے اعلیٰ و ارفع مقام رکھتی ہے۔ اس طرح ہم تیرھویں باب پر آتے ہیں جسے محبّت کا نغمہ کہا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے ہم کسی نعمت کے مالک ہوں، مخلص ہوں، فیاض ہوں، ایمان میں اس قدر مضبوط ہوں کہ پہاڑوں کو ہلا دیں، تاہم اگر ہم میں محبّت نہ ہو، تو سب بے فائدہ ہے۔ محبّت کی تعریف میں پولس جو الفاظ استعمال کرتا ہے وہ بلاشبہ مسیح کے لئے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ "محبّت" کی جگہ ہم "مسیح" لکھ سکتے ہیں۔ دوسری تمام نعمتیں وقتی ہیں جب کہ محبت ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ ہماری موجودہ حالت، کاملیت (جسے ہم ایک دن حاصل کریں گے) کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسے بچپن کے مقابلہ میں بلوغت۔ جب ہم مسیح کے ساتھ جلال پائیں گے تو وہ چیزیں جو ہمارے روحانی بچپن سے تعلق رکھتی ہیں ختم ہو جائیں گی جبکہ محبّت کبھی ختم نہ ہو گی۔ ایمان، امید اور محبت ہمیشہ قائم رہنے والی خوبیاں ہیں تاہم ان میں افضل ترین محبّت ہے (۱۳: ۱-۱۳)۔

لہٰذا محبّت کو تمام روحانی نعمتوں سے زیادہ اہمیّت دینی چاہیے۔ روحانی نعمتیں جن میں وہ اس قدر دلچسپی رکھتے تھے نبوّت یعنی روح کی قدرت میں خدا کے خیال کو ظاہر کرنا بنیادی اہمیت کی حامل ہے۔ بیگانہ زبانیں بولنا جسے کہ تھی بڑی اہمیت دیتے تھے فائدہ مند تو ہے مگر صرف اسی وقت جب

کوئی ترجمہ کرنے والا موجود ہو۔ پولس خود اس نعمت سے ان سب سے زیادہ مزین تھا۔ لیکن وہ پانچ قابلِ فہم الفاظ بولنے کو ترجیح دیتا ہے بجائے اس کے کہ ہزاروں الفاظ بیگانہ زبان میں بولے جنہیں سننے والے سمجھتے نہ ہوں (۱۴: ۱-۱۹)۔

اگر عبادت کے دوران سب کے سب بیگانہ زبانیں بول رہے ہوں اور کوئی اجنبی وہاں آجائے تو وہ کیا سمجھے گا؟ سوائے اس کے کہ سب پاگل ہو گئے ہیں؟ لیکن اگر وہ آکر اُنہیں خدا کے پاک روح سے باتیں کرتے دیکھے، تو یقیناً قائل ہو کر تسلیم کرے گا کہ واقعی خدا اس جگہ موجود تھا (۱۴: ۲۰-۲۵)۔

مختصراً اُنہیں نعمتوں کے استعمال کے لئے ایسے اصول کو اپنانا چاہیئے جس سے سب کی روحانی ترقی ہو۔ اگر وہ سمجھیں کہ کوئی بات اراکین کلیسیا کے لئے فائدہ مند نہیں تو ایسی بات کو نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ اُنہیں ہرگز یہ کوشش نہیں کرنی چاہیئے کہ سارے ایک ساتھ مل کر بولنے لگ پڑیں اور نہ ہی یہ کہ جتنے ممکن ہو سکیں اتنے ہی بیگانہ زبانوں میں باتیں کرنے والے ہوں یا نبوّت کرنے والے ہوں۔ نہ زیادہ سے زیادہ دو یا تین ایک وقت میں بولیں اور وہ بھی یکے بعد دیگرے۔ اس دوران باقی سب دھیان دے کر جو کچھ کہا گیا اسے پرکھیں۔ کلیسیائی کارروائی میں ہوشمندی کو کبھی بالائے طاق نہ رکھا جائے۔ نبی بولنے اور خاموش رہنے، دونوں پہ قادر ہوں، خدا کبھی بھی گڑبڑی یا انتشار پیدا نہیں کرتا بلکہ وہ نظم و ضبط اور امن کا خدا ہے (۱۴: ۲۶-۳۳)۔

عورتوں سے متعلق حکم کہ وہ کلیسیا میں خاموش رہیں (۱۴: ۳۴-۳۶)، متن کے لحاظ سے مشکوک ہے۔ ابتدائی گواہوں کے ایک گروہ میں یہ آیت ۴۰ کے بعد آتی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ قلمی نسخہ کے حاشیہ میں

یہ کاتب کے لئے ایک نوٹ تھا، جس کو بعد میں نقل کرنے والوں نے متن کی مختلف جگہوں میں شامل کر دیا۔ یہ ایک وجہ ہے، اس کے علاوہ اور بھی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ اگر یہ حکم واقعی دیا گیا تھا تو اس کا مقصد عورتوں کے دعا اور نبوّت کرنے کے حق کو محدود کرنا نہیں جس کو گیارہویں باب میں پہلے ہی تسلیم کیا جا چکا ہے۔ سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم اُن تمام بیوقت سوالوں کی حوصلہ شکنی کے لئے دیا گیا تھا جو نبوّت کے دوران اٹھائے جاتے تھے اور جس سے نبوّت میں خلل پڑتا تھا۔

چودھویں باب کی کئی تفصیلات کا موجودہ زمانے کی کلیسیاؤں پر اطلاق نہیں کیا جا سکتا جہاں نبوّت کرنا اور بیگانہ زبانوں میں بولنا جیسے واقعات روزانہ رونما نہیں ہوتے۔ لیکن پولس کی معرفت کرنتھیوں کے نام "خداوند کا حکم" (۱۴ : ۳۷) ہر زمانہ کی کلیسیا کے لئے ہے۔ جس کا خلاصہ دو حکموں میں بیان ہوا ہے "سب کچھ روحانی ترقی کے لئے ہونا چاہیئے" (۱۴ : ۲۶) اور "سب باتیں شائستگی اور قرینہ کے ساتھ عمل میں آئیں" (۱۴ : ۴۰)۔

و۔ قیامت پر عقیدہ (۱۵ : ۱-۵۸)

جسم کا جی اٹھنا یہودیوں کا عقیدہ تھا جس کو اکثر یونانی ناقابلِ یقین اور لغو سمجھتے تھے۔ جب پولس نے اتھینے کے اریوپگس میں لوگوں سے خطاب کیا تو وہ بڑے صبر سے اُس کی باتیں سنتے رہے جب تک کہ اُس نے مُردوں کے جی اُٹھنے کا ذکر نہ کیا۔ جونہی اُس نے مُردوں کے جی اٹھنے کی بات کی بعض اُس کا تمسخر اڑانے لگے، جبکہ دوسروں نے بڑی شائستگی سے اُسے ٹال دیا (اعمال ۱۷ : ۳۲)۔ پس کرنتھس میں بھی کچھ تعلیم یافتہ مسیحی

اس رسولی عقیدے کے بارے میں سمجھتے تھے کہ یہ انجیل میں اس کا ذکر ایک نامہذب اضافہ ہے اور بہتر ہے کہ اسے نظر انداز کیا جائے۔ اُنہوں نے پولس سے سیکھا تھا کہ بپتسمہ کے ذریعے ایک طرح سے وہ مسیح کے ساتھ مُردوں میں جی اُٹھے ہیں۔ اس کے پیشِ نظر وہ کسی اور قسم کے جی اُٹھنے کی خواہش نہ رکھتے تھے۔ روح کے لافانی ہونے کی تعلیم قطعی طور پر قابلِ قبول تھی اور وہ اس سے کافی حد تک مطمئن بھی تھے۔ پولس پندرہویں[۱۵] باب میں اس صورتِ حال سے نپٹتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بدن کا جی اٹھنا، انجیل اور نجات (جس کو اُنہوں نے انجیل سے حاصل کیا تھا) کا ایک بنیادی عنصر ہے۔

سب سے پہلے وہ اُنہیں انجیل کا وہ پیغام یاد دلاتا ہے جو اُس نے کرنتھس میں پہلی مرتبہ آکر اُنہیں سنایا تھا اور جس کو انہوں نے قبول بھی کیا تھا۔ انجیل کا یہ پیغام ہے کہ مسیح مؤا، دفن کیا گیا اور پھر تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھا اور بعد ازاں بہت سے گواہوں کو نظر آیا۔ بعض اوقات بہت سے لوگوں کو وہ ایک وقت نظر آیا (جیسا کہ آیت چھ میں پانچ سو کا ذکر ہے، جن میں سے اکثر پچیس سال گزر جانے کے بعد بھی زندہ تھے تاکہ اُس واقعہ کی تصدیق کریں جو پولس اُنہیں بتا رہا تھا)۔ اور بعض اوقات وہ انفرادی طور پر مثلاً پطرس، یعقوب اور سب سے آخر میں پولس کو بھی نظر آیا۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ پولس دمشق کی راہ پر مسیح کے ظہور کو اسی درجہ میں شمار کرتا ہے جس میں وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد چالیس[۴۰] دن تک شاگردوں کو نظر آتا رہا۔ علاوہ ازیں مسیحیت کے اس بنیادی پیغام یعنی مسیح کا اپنے لوگوں کے گناہوں کے بدلے مرنے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے متعلق تمام رسولوں کی یکساں رائے تھی۔ ان حقائق پر پولس اور

یسوع کے ابتدائی پیروکاروں کے درمیان کوئی اختلاف رائے نہیں پائی جاتی تھی (۱۵ : ۱۱)۔

لہذا جی اٹھنے کی تعلیم انجیل کے لئے ضروری ہے۔ اگر کوئی نہیں جی اٹھنا (جیسا کہ بعض کرنتھی مسیحی کہتے تھے) تو مسیح بھی نہیں جی اٹھا اور اسطرح انجیل بھی موضوعِ تمسخر سے بڑھ کر اور کچھ نہیں اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ قابلِ رحم نادان ہیں (۱۵ : ۱۲ - ۱۹) لیکن درحقیقت مسیح کے جی اُٹھنے کی اس قدر شہادتیں موجود تھیں کہ وہ ہر قسم کے شکوک و شبہات سے بالاتر تھا اور یہی آخری دن اُس کے لوگوں کے جی اُٹھنے کی ضمانت ہے، بالکل اُسی طرح جیسے عیدِ فطیر کے موسم میں (احبار ۲۳ : ۹ - ۱۱) پہلے پھل خدا کی نذر کئے جاتے تھے، جو بعد کی آنے والی فصل کے بکثرت ہونے کی ضمانت ہوتے تھے۔ سب لوگوں کے جی اُٹھنے کے بعد آخرت ہوگی۔ اُس دِن شیطان کی ساری قوتیں مسیح سے مغلوب ہو جائیں گی اور خدا سب میں سب کچھ ہوگا (۱۵ : ۲۰ - ۲۸)۔

پولس اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ مُردوں کے جی اُٹھنے کی اُمید ہی ہے جس کی بنا پر مسیحی اپنے مُردہ عزیزوں سے دوبارہ ملنے کے متعلق سوچتے ہیں۔ اور یہی اُمید ہے جو اُسے اور اُس کے ساتھی رسولوں کو مسیح کی خدمت میں تکالیف اٹھانے کی جرأت اور حوصلہ دیتی ہے (۱۵ : ۲۹ - ۳۴)۔

لیکن اب بھی اگر کوئی بے اعتقاد آدمی یہ پوچھے کہ مُردوں کا جی اُٹھنا کس طرح ممکن ہے تو اس کے جواب میں پولس کہتا ہے، جس طرح ہمارا یہ بدن موجودہ ماحول کے لئے موزوں ہے اسی طرح جی اٹھا بدن بھی ایک

بالکل مختلف ماحول کے لئے موزوں ہوگا۔ وہ" روحانی بدن" ہوگا۔ اس کو پہننے والے جی اُٹھے خداوند کے جلال میں شریک ہوں گے (۱۵ : ۳۵۔
۵۰)۔ پچھلا نرسنگا پھونکتے ہی مُردے جی اُٹھیں گے (موازنہ کریں اتھسلنیکیوں ۴ :۱۶)۔ اس دوران جو زندہ ہونگے اُن کے بدن فانی حالت سے غیر فانی حالت میں تبدیل ہو جائیں گے۔ پھر مسیح کے ایک ہی وار سے موت موقوف ہو جائے گی۔ یہاں یقیناً مسیحیوں کے لئے ایک بڑی حوصلہ افزائی پائی جاتی ہے کہ وہ مسیح کی خدمت میں ثابت قدم رہیں، یہ جانتے ہوئے کہ یہ بے پھل نہ رہے گی (۱۵ : ۵۱۔ ۵۸)۔

ز۔ یروشلیم کے لئے چندہ (۱۶ : ۱۔ ۴)

کرنتھس کے مسیحیوں نے سُن رکھا تھا کہ پولس اپنی غیر اقوام کلیسیاؤں میں یروشلیم کی غربت کی شکار کلیسیا کی مدد کے لئے چندہ اکٹھا کر رہا ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنے خط میں پوچھا کہ اس مقصد کے لئے اُنہیں کیا کرنا چاہیئے۔ وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ ہر ہفتے وہ اپنے پیسوں میں سے کچھ اس مقصد کے لئے علیحدہ کر لیا کریں تاکہ جب وہ کرنتھس میں آئے تو اس مقصد کے لئے بھاگ دوڑ نہ کرنی پڑے۔ اُس وقت اِس پیسے کو اُن کے اپنے معتبر ایلچی یروشلیم لے جائیں گے یا غالباً پولس بھی اُن کے ساتھ جائے گا۔

۵۔ ذاتی خبریں (۱۶ : ۵۔ ۱۸)

پولس اُمید کرتا ہے کہ اگلی عیدِ پنتکست پر وہ اُنہیں ملنے آئے گا۔ تب تک وہ افسس میں رہے گا جہاں اُس کی رسولی خدمت کیلئے وسیع

اور کارآمد مواقع موجود ہیں۔ لیکن اِن مواقع کے ساتھ ساتھ وہاں انجیل کے بہت سے مخالفین بھی ہیں (مخالفین کے ایک طبقہ کے لئے دیکھئے اعمال ۱۹: ۲۳ مابعد)۔ وہ اُنہیں تاکید کرتا ہے کہ جب تیمتھیس اُن کے درمیان آئے تو اُس سے محبّت آمیز سلوک روا رکھیں تاکہ وہ واپس جا کر پولس کو اچھی خبر سُنائے۔ پولس نے اَپُلّوس کو بھی کرنتھس جانے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر وہ بعد میں ہی موقع پا کر آئے گا۔ یہاں اس بات کا واضح ثبوت ملتا ہے کہ پولس اور اپلوس میں کوئی ذاتی ناچاقی نہیں تھی۔

ستفناس اور اُس کے خاندان کے متعلق نصیحت اور فرتوناتس اور اخیکس (۱۶: ۱۵-۱۸)۔ اُس کا ساتھ ذکر اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اگرچہ پولس کو کرنتھس سے آئے ہوتے تقریباً تین سال ہونے کو تھے لیکن اب تک وہاں کی کلیسیا باقاعدہ مقرر شدہ راہنماؤں سے محروم تھی۔ پولس کی قائم کردہ کلیسیاؤں میں یہ ایک غیر معمولی بات تھی۔ اس کی وجوہات کے بارے میں خیال آرائی ہی ممکن ہے۔ شاید کرنتھی کلیسیا میں راہنمائی کی نعمت آہستہ آہستہ ہی اُبھر رہی تھی یا عوام نے یہ ضرورت محسوس نہ کی کہ دوسروں کی راہنمائی قبول کریں۔

۶- آخری سلام (۱۶: ۱۹-۲۴)

افسس اور آسیہ کے مختلف شہروں اور صوبوں کی کلیسیاؤں کی جانب سے سلام بھیجے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ اکولہ اور پرسکہ (پرسکلہ) جو کرنتھس میں پولس کے اٹھارہ ماہ کے قیام کے دوران اس کے ساتھ تھے اور اب افسس میں بھی اُس کے ساتھ تھے کی جانب سے شخصی سلام بھیجے گئے ہیں۔ پولس اپنے ہاتھ سے اپنے سلام کا اضافہ کرتا

ہے۔ آیت ۲۲ کے الفاظ "ہمارا خداوند آنے والا ہے" ابتدائی کلیسا کا ایک نعرہ تھا اور خاص طور پر عبادت کے اختتام پر ارامی زبان میں "مارانا تھا" کہا جاتا تھا۔

پانچواں باب

کرنتھیوں کے نام دوسرا خط

خط کا تعارُف

ایک سخت خط

جب وہ خط جسے ہم ا۔کرنتھیوں کے طور پر جانتے ہیں، کرنتھس پہنچا تو اُن عناصر کے بارے میں جو پولس کی نظر میں کلیسیا میں بگاڑ پیدا کر رہے تھے اتنا مؤثر ثابت نہ ہوا جتنی کہ توقع تھی، اور تیمتھیس بھی رسولی ہدایات پر عمل کرانے میں ناکام رہا۔ بگڑتے ہوئے حالات پولس کے وہاں جانے کو ناگزیر بنا رہے تھے۔ لیکن اُس کے وہاں جانے سے بہت سے مخالفین بھڑک اُٹھے۔ خصوصاً ایک پارٹی لیڈر نے سرِعام اُس کی مخالفت کی۔ نتیجتہً وہاں سے واپس آکر پولس نے ایک سخت خط کلیسیا کے نام لکھا جس میں اُس نے اپنے مکمل رسولی اختیار کو استعمال کیا اور مطالبہ کیا کہ ایسے لوگوں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے جو اُس کے احکام کو ماننے سے انکار کرتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں خداوند کے احکام کو جس کا وہ ایلچی تھا۔ پولس نے اپنے ایک اور ساتھی طِطُس کو یہ خط دے کر بھیجا۔ اُسے بھیجنے کے بعد اُسے احساس ہونے لگا کہ شاید اُس نے کچھ زیادہ ہی سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اس وقت تک وہ اِفسُس

سے روانہ ہوچکا تھا اور اپنی بشارتی سرگرمیوں کو آسیہ کے دردانیلس[ا] ساحلوں پر جاری رکھے ہوئے تھا۔ لیکن وہاں وہ زیادہ دیر نہ ٹھہرا بلکہ مکدنیہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ وہاں اس کی ملاقات ططس سے ہوئی۔ ططس نے اُسے بتایا کہ اُس کے خط سے کافی اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ کلیسیا کو سخت ندامت ہوئی اور اب اس بات کا خطرہ لاحق ہے کہ کہیں پولس کے مخالفین کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے حد سے تجاوز کر جائے۔

اس خبر کو سُنتے ہی پولس کو بے پایاں اطمینان ہوا، اُس کو کرنتھیوں کے دوسرے خط کے ابتدائی ابواب میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے ان ابواب کو پولس نے خبر ملنے کے فوراً بعد لکھا۔ انہی ابواب کی مدد سے ہم اُس سخت خط کے مضمون اور اثر کے متعلق کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ پولس نے اس خط کا ذکر ۲۔کرنتھیوں ۲: ۳-۹ اور پھر ۷: ۸-۱۲ میں کیا ہے۔

ایک اہم سوال

کیا اُس خط کا کوئی حصّہ ابھی تک موجود ہے؟ شاید نہیں۔ اُس کو ۱۔کرنتھیوں کا حصہ نہیں سمجھا جاسکتا اور نہ ہی ۲۔کرنتھیوں کا۔ ۲۔کرنتھیوں کیونکہ ملاپ کا وہ خط ہے جس کو پولس نے ططس سے ملنے کے بعد لکھا، کیوں کہ ططس نے بتایا تھا کہ اُس کے سخت خط سے کس قدر اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ لیکن کچھ علما کا خیال ہے کہ ۲۔کرنتھیوں کے آخری چار ابواب میں بعض ایسی باتیں ہیں جو پولس کے اُس سخت خط کے بیان سے مطابقت رکھتی ہیں جس کا تذکرہ اُس نے اپنے اسی خط کے ابتدائی ابواب میں کیا ہے۔

[ا] Dardanelles

علاوہ ازیں جونہی ہم ۲۔کرنتھیوں کے نویں باب سے دسویں میں داخل ہوتے ہیں تو لہجہ میں واضح اور اچانک تبدیلی کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اِن تمام باتوں کے پیشِ نظر کچھ علما اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جسے ہم ۲۔کرنتھیوں کا نام دیتے ہیں، درحقیقت دو خطوط کے حصص پر مشتمل ہے۔ یعنی ابواب ۱۰ تا ۱۳ سخت خط کا اختتامی حصہ ہیں اور ابواب ۱ تا ۹ اُس خط کا ابتدائی حصہ ہے (بلکہ غالباً پورا خط ماسوائے آخری سلام کے) جس کو پولسؔ نے ططسؔ سے خوشخبری سننے کے بعد لکھا۔ یہ ترتیب پولسؔ کے کرنتھیوں کے نام سارے خطوط کے مسئلے (یا کم از کم اُن تمام خطوط کے مسئلے کو جو نئے عہدنامہ میں پائے جاتے ہیں) کا حل پیش کرتی ہے لیکن یہ کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ حقیقی واقعاتِ زندگی پیچیدہ ہوتے ہیں۔ اکثر انہیں اتنی آسانی سے سلجھایا نہیں جا سکتا۔

تاہم اگر پولسؔ کے دو مختلف خطوط کے حصوں کو ملا بھی دیا گیا ہو (اور اس کا بارِ ثبوت اُنہی پر ہے جو اس نظریہ کے قائل ہیں) تو یہ کام یقیناً ۱۰۰ء عیسوی کے لگ بھگ ہوا ہے۔ کیونکہ اُنہی دنوں میں پولسؔ کے بکھرے ہوئے خطوط کو اکٹھا کرنے کا کام زوروں پر تھا۔

بہرحال مفید ہوگا کہ اگر ابواب ۱۰-۱۳ کے چند حصّوں کا موازنہ ابواب ۱-۹ میں مذکور پولسؔ کی اُن باتوں سے کیا جائے جو اُس کے سخت خط کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ مثلاً ۲۔کرنتھیوں کی ۱۰: ۶ ("اور ہم تیار ہیں کہ جب تمہاری فرمانبرداری پوری ہو تو ہر طرح کی نافرمانی کا بدلہ لیں") کا موازنہ ۲: ۹ ("کیونکہ میں نے اس واسطے بھی لکھا تھا کہ تمہیں آزما لوں کہ سب باتوں میں فرمانبردار ہو یا نہیں") کے ساتھ کریں۔ یا ۱۳: ۲ ("جیسے میں نے جب دوسری دفعہ حاضر تھا تو پہلے کہہ دیا تھا ویسے ہی اب غیر حاضری میں بھی .....

.... کہ اگر پھر آؤں گا تو درگذر نہ کروں گا") کا موازنہ ۱: ۲۳ "میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ میں ابتک کرنتھس اس واسطے نہیں آیا کہ مجھے تم پر رحم آتا تھا") کے ساتھ کریں۔ یا ۱۳: ۱۰ "اس لئے میں غیر حاضری میں یہ باتیں لکھتا ہوں تاکہ حاضر ہوکر مجھے اُس اختیار کے موافق سختی نہ کرنا پڑے") کا موازنہ ۲: ۳ ("اور میں نے تم کو وہی بات لکھی تھی تاکہ ایسا نہ ہو کہ مجھے آکر جن سے خوش ہونا چاہیئے تھا میں اُن کے سبب سے غمگین ہوں") کے ساتھ کریں۔ یا ۱۱: ۱-۱۲: ۱۳ (جہاں "بے وقوف کے طور پر" بات کرتے ہوئے وہ اپنی علمیت پر فخر کرتا ہے) کا موازنہ ۳: ۱ ("کیا ہم پھر اپنی نیکنامی جتانا شروع کرتے ہیں؟") کے ساتھ کریں۔ بے شک سخت خط کے متعلق کئی اور اشارے بھی ہیں جن کی ابواب ۱۰-۱۳ میں مذکورہ باتوں سے کوئی مطابقت نہیں ہے، جیسا کہ اُس آدمی کے متعلق جس نے پولس کی کھلم کھلا مخالفت کی اور جس کو اُس نے معاف کرنے کا مکمل یقین دلایا۔ دیکھیں ۲۔کرنتھیوں ۲: ۵-
بہرحال اگر اس سخت خط کے اختتامی حصّہ کو ۲۔کرنتھیوں کے ابواب ۱۰-۱۳ مانا بھی جائے تو بھی ماننا پڑے گا کہ اُس کا بیشتر حصّہ گم ہو چکا ہے لیکن اس بات کے خلاف کہ ابواب ۱۰-۱۳ سخت خط کا کوئی نہ کوئی حصّہ ہیں، ایک قطعی دلیل موجود ہے اور وہ یہ کہ ۱۲: ۱۸ میں طِطُس کا پولس کے قاصد کے طور پر کرنتھس میں حالیہ بھیجے جانے کا حوالہ ہے۔ اس حوالہ کے سیاق و سباق سے پتہ چلتا ہے کہ طِطُس کا یہ دورہ وہی تھا جس کے لئے پولس کلیسا کو ۸: ۶، ۱۶-۲۴ میں تیار کرتا ہے۔ لہٰذا ابواب ۱۰-۱۳ ابواب ۱-۹ کے بعد کے ہیں۔ ابواب نو اور دس کے وقفہ کے دوران طِطُس نے کرنتھس میں نہ صرف اپنی ذمہ داری کو سرانجام دیا بلکہ اس دوران کلیسا میں نئے

حالات بھی پیدا ہو گئے جن کی وجہ سے ۱۰: ۱ میں لہجہ میں اچانک تبدیلی آ گئی۔ ابواب ۱-۹ میں اطمینان و تسکین اور مفاہمت کا رویہ یک لخت ۱۰-۱۳ میں احتجاجی اور طنزیہ ہو گیا۔

اطمینان اور ملاپ

کئی طرح سے کرنتھیوں کے نام دوسرا خط، پولس کے دیگر خطوط کی نسبت پولس کے بارے میں زیادہ معلومات مہیا کرتا ہے۔ اس کو لکھنے سے کچھ ہی دیر پہلے وہ ایک بہت بڑی مصیبت سے آزاد ہوا تھا (۱: ۸-۱۱) اس کو پڑھ کر اس کے متعلق مزید جاننے کا اشتیاق ہوتا ہے۔ اپنی ساری زندگی میں پولس نے کبھی بھی موت کا اتنے قریب سے سامنا نہیں کیا تھا، کیونکہ اس مصیبت میں وہ اپنی زندگی کی امید سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ اور جب وہ اس خطرناک مصیبت سے آزاد ہوا تو اس نے اپنی اس نجات کو جی اٹھنے اور معجزے کا نام دیا جس کو کرنے والا خدا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس واقعہ نے اس پر اس قدر گہرے اور انمٹ نقوش چھوڑے کہ بعض علماء یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کے خطوط کے داخلی شواہد کی مدد سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ پولس کی زندگی کے اس واقعہ سے پہلے یا بعد میں لکھے گئے کیونکہ اس واقعہ نے اُس کی زندگی میں ایک واضح تبدیلی پیدا کر دی تھی۔ اس خط سے ہم غالباً اُس کے اپنے نو مریدوں کے ساتھ تعلقات میں، ایک رسول کی قسمت کے بارے میں خیالات میں اور اس زندگی کے بعد کی بھرپور زندگی کے بارے میں حوالجات میں اس کے تجربہ کے اثر کو تلاش کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے کرنتھی عزیزوں سے بہت خوش ہوتا ہے، وہ اُنہیں یقین دلاتا ہے کہ جو کچھ ہو گیا ہے، اُس کی وجہ

سے اُس کے دِل میں کسی کے لئے کوئی ناراضی نہیں۔ وہ اُن سے وعدہ کرتا ہے کہ وہ اُن سے دوبارہ جلد ملنے آئے گا۔ اس خط میں رچا بسا ہوا مفاہمت و ملاپ کا ماحول، انجیل کے مُبشّروں کے سپرد میل ملاپ کی خدمت پر بات چیت کرنے کے لئے نہایت موزوں حالات پیدا کرتا ہے۔ لیکن اعلیٰ مسیحی خیالات کو عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے، اور اس کا ایک موقع یروشلیم کی غریب کلیسیا کیلئے امداد کی پولُس کی مہم مہیا کرتی ہے۔

۲۔ کرنتھیوں کا خاکہ

ابواب ۱۔ ۹

۱۔ سلام (۱: ۱-۲)
۲۔ الٰہی تسلّی کے لئے شکرگزاری (۱: ۳-۷)
۳۔ خطرناک مُصیبت سے رہائی (۱: ۸-۱۱)
۴۔ اُن کی نسبت اُس کے حالیہ چال چلن کی توضیح (۱: ۱۲-۲: ۱۷)
۵۔ پرانا خط اور نئی روح (۳: ۱-۱۸)
۶۔ رسالت میں عظمت اور پستی (۴: ۱-۱۵)
۷۔ مسیحی اُمید (۴: ۱۶-۵: ۱۰)
۸۔ میل ملاپ کی خدمت (۵: ۱۱-۶: ۱۳)
۹۔ بے دینوں کے ساتھ روابط رکھنے کے خلاف تنبیہ (۶: ۱۴-۷: ۱)
۱۰۔ کرنتھی مسیحیوں پر اُس کا اعتماد (۷: ۲-۱۶)
۱۱۔ یروشلیم کے لئے چندہ (۸: ۱-۹: ۵)

ابواب ۱۰-۱۳

۱- پولس اپنے رسُولی اختیار کو ثابت کرتا ہے (۱۰: ۱-۱۸)
۲- وہ "بے وقوف کے طور پر" فخر کرتا ہے (۱۱: ۱-۳۳)
۳- رویا کا تجربہ اور اس سے سبق (۱۲: ۱-۱۰)
۴- رسُول کی علامتیں (۱۲: ۱۱-۱۳)
۵- معترضین کو جواب اور تیسری بار آنے کا وعدہ (۱۲: ۱۴-۱۳: ۴)
۶- اُن کی ترقی کے لئے دُعا (۱۳: ۵-۱۰)
۷- آخری سلام اور کلماتِ برکت (۱۳: ۱۱-۱۴)

خط کی تفسیر

ابواب ۱ — ۹

۱- سلام (۱: ۱-۲)

جس طرح تھسلنیکیوں کے نام دونوں خطوط میں (فلپیوں، کلسیوں اور فلیمون کے نام بھی) سلام میں تیمُتھیُس کا نام پولس کے نام کے ساتھ آیا ہے، اسی طرح اس خط میں بھی ہُوا ہے۔ اخیہ میں باقی کلیساؤں کو اس بڑے شہر کی کلیسیا کے ساتھ مخاطب کیا گیا ہے۔

۲- الٰہی تسلّی کے لئے شکرگزاری (۱: ۳-۷)

پولس کا گذر نہایت تکلیف دہ حالات میں سے ہوا تھا، لیکن کرنتھس

کی کلیسا کی بہبود و ترقی کی تشویش نے اُسے مزید پریشان کیا تھا۔ جو خوشخبری اسے ططسؔ کی معرفت ملی اس سے اسے کافی تسلی ہوئی تھی۔ یہی تسلی و اطمینان پہلے نو۹ ابواب میں غالب ہے۔

۳۔ خطرناک مُصیبت سے رہائی (۱: ۸-۱۱)

آسیہؔ کے صوبہ میں جس نوعیت کی مصیبت میں سے پولسؔ کا گذر ہوا اُس کا یہاں واضح طور پر ذکر نہیں کیا گیا۔ غالباً اُس کے قاریوں نے ططسؔ سے اس کے متعلق کچھ سُن رکھا تھا اور شاید اس کا خط میں مفصّل ذکر کرنا بھی دانشمندی نہ تھا کیونکہ خط کا غلط ہاتھوں میں پڑنا عین ممکن تھا۔ غالباً یہ کسی مُہلک بیماری سے دوچار ہونے سے زیادہ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی سنگین جرم کے الزام میں مقدمہ کی بات ہو، جس کے سلسلے میں قیصرؔ سے اپیل کرنا بھی بے فائدہ ہوتا۔ اکتوبر ۵۴ء میں نیروؔ کے بادشاہ بننے کے فوراً بعد آسیہؔ کے گورنر کو، نیروؔ کی ماں کے کہنے پر قتل کر دیا گیا۔ اگر پولسؔ نے پہلے کبھی افسسؔ میں خدمت کے دوران گورنر کے تحفظ سے فائدہ اٹھایا تھا تو وہ اب خطرے میں تھا۔ ایسے حالات میں پولسؔ کو اپنی موت ناگزیر نظر آتی ہوگی۔ اور جب اِن تمام توقعات کے برعکس اُسے موت سے رہائی مل گئی تو وہ اس خطرناک مصیبت سے چھٹکارے کو جی اُٹھنے سے کم نہیں سمجھتا جو خدا کے ایک معجزے کے باعث رونما ہُوا۔

۴۔ اُنکی نسبت اُسکے حالیہ چال چلن کی توضیح (۱: ۱۲-۲: ۷)

پولسؔ اور کرنتھی مسیحوں کے درمیان تعلقات کافی کشیدگی کا شکار

ہو چکے تھے۔ لیکن اب سب ٹھیک ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ پھر وہ نہ صرف اُنہیں پوری مفاہمت کی روح کے ساتھ لکھتا ہے بلکہ صاف دِلی کے ساتھ اُن پر یہ بھی مکمل طور پر واضح کر دیتا ہے کہ اُس کا اُن کے ساتھ حالیہ رویہ ایسا کیوں تھا۔ اُن میں سے کچھ سمجھتے تھے کہ وہ پس و پیش سے کام لے رہا ہے اور کوئی مصمّم ارادہ نہیں کر سکتا کیونکہ کسی وجہ سے اُس نے اپنے طے شدہ کرنتھی دَورے کو معطل کر دیا تھا۔ وہ اُنہیں یقین دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ طے شدہ پروگرام کے تحت اُس کے نہ آنے کی صرف ایک ہی وجہ تھی اور وہ یہ تھی کہ اُسے اُن پر رحم آتا تھا۔ وہ فطری طور پر متلوّن مزاج نہیں تھا جو ایک وقت پر تو "ہاں" کہتا اور دوسرے وقت پر "نہیں"۔ ایسا رویّہ تو مسیح کی منادی کے بالکل ناقابل ہوتا، کیونکہ مسیح خود خدا کے تمام وعدوں کی "ہاں" کا مجسّمہ تھا۔ حالات کے پیشِ نظر اُس نے اُن کے پاس جانے کی بجائے اُنہیں خط لکھا کیونکہ اُس کا جانا ان کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا۔ وہ خط لکھتے ہوئے اُسے بہت دکھ محسوس ہو رہا تھا اور وہ جانتا تھا کہ اس کو پڑھنے سے اُنہیں تکلیف ہوگی۔ لیکن اُس خط کے لکھنے سے اُس کا مقصد اُنہیں احساس دلانا تھا کہ وہ اُنہیں کس قدر پیار کرتا اور اُن کی کتنی فکر کرتا ہے۔

کرنتھس میں ایک شخص تھا جو پولس کے لئے خاص دُکھ کا باعث بنا تھا (۲ : ۵)۔ شاید اُس نے پولس کی یہاں تک مخالفت کی تھی کہ اُس کی علانیہ بے عزتی کی تھی۔ جب پولس نے اُنہیں خط لکھا تو اُن سے پوچھا کہ آیا اُنہیں اس آدمی کا رویّہ پسند آیا یا نہیں۔ یہ پڑھ کر وہ ندامت اور پشیمانی سے اس قدر بھر گئے کہ اب یہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ کہیں وہ اُس خطاکار بھائی کے خلاف تادیبی کارروائی کرتے ہوئے حد سے تجاوز نہ کر جائیں۔ اسی لئے پولس پکار اُٹھتا ہے

"کافی ہے"۔ اور کہتا ہے کہ اب وقت ہے کہ اُس مجرم کو مکمل طور پر بھائی چارے میں بحال کیا جائے اور اُسے سب کی محبت کا یقین دلایا جائے۔ جو الفاظ پولس نے شخصی طور پر معاف کرنے کے لئے استعمال کئے ہیں (۲: ۱۰) وہ اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ اُس نے ذاتی طور پر پولس سے بدسلوکی کی تھی۔ یہ اس نظریہ کی تردید ہے کہ وہ ۱۔ کرنتھیوں ۵ کا ہی شخص تھا جسے کلیسیا سے خارج کر دیا گیا تھا۔

پولس اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ تکلیف دہ خط بھیجنے کے بعد گو تروآس میں انجیل کی گواہی کے لئے موقع موجود تھا، تو بھی وہ کسی جگہ ٹک کر اپنی خدمت کو صحیح طور پر سر انجام نہ دے سکا۔ کیونکہ جب تک کہ اُسے خط کے اثر کی خبر نہ پہنچ گئی اُسے ذہنی سکون نہیں تھا۔ پس وہ مکدنیہ کی طرف چل دیا کہ جتنی جلد ہو سکے ططس سے ملے جو کرنتھس میں اُس کا خط پہنچا کر واپس آ رہا تھا (۲: ۱۲، ۱۳)۔ مکدُنیہ میں ططس سے مل کر اُسے مسیح میں کتنی خوشی، کتنا اطمینان اور کتنا فخر ہوا! مسیح اپنے لوگوں میں فتحیاب ہُوا ہے اور وہ حالات جو اس کے نام کی رسوائی کا باعث تھے ختم ہو گئے تھے۔ مسیح کے خادم پولس کو کرنتھس کی ساری کلیسیا نے سچّے رسول کے طور پر قبول کیا نہ کہ ایسے شخص کے طور پر جس نے اپنے مفاد کی خاطر انجیل کو مالِ تجارت بنا رکھا ہو (۲: ۱۴-۱۷)۔

۵۔ پُرانا خط اور نئی روح (۳: ۱-۱۸)

جب اُنہوں نے پولس کی رسالت کو تسلیم کر لیا تو اُس نے اپنی اس خدمت کی عظمت کی مزید وضاحت کی جس کیلئے مسیح نے اُسے بلایا تھا۔ اس

لئے نہیں کہ اپنے رسول ہونے کا جواز دوبارہ پیش کرے۔ یروشلیم کی کلیسا سے آنے والے سفیر غیر اقوام کلیساؤں میں "نیکنامی کے خطوط" لے کر آئے تھے جن پر یروشلیم کی کلیسا کے رہنماؤں کے دستخط تھے۔ لیکن پولس کو اس بات کی ضرورت نہ تھی کہ دوسرے لوگ کرنتھیوں کے سامنے اُس کی تعریف کریں۔ کرنتھس کے مسیحی اس کی اپنی "نیکنامی کا زندہ خط" تھے، یہ "خط مسیح کی طرف سے" اور اُس کی رسالت کی تصدیق تھا جس کو دس احکام کی طرح پتھر کی تختیوں پر نہیں لکھا گیا تھا بلکہ مرد و خواتین کے دلوں پر (۳: ۱-۳)۔

دس احکام موسیٰ کے وقت کے پرانے عہد کی بنیاد تھے (موازنہ کریں خروج ۲۴: ۷)، لیکن مسیح کا نیا عہد جس کی خدمت کرنے کا شرف پولس اور اُس کے ساتھی رسولوں کو ملا تھا، پاک رُوح سے موثر بنایا گیا تھا۔ پتھر کی تختیوں پر لکھا ہوا پرانا عہد خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے موت کا اعلان کرتا تھا جبکہ روح زندگی بخشتا ہے۔ پرانے عہد کا آغاز الٰہی جلال کے ظہور کے ساتھ ہوا تو وہ نیا عہد کس قدر پُر جلال ہوگا جس نے پرانے کی جگہ لے لی!

لہذا موسیٰ کی نسبت جو پرانے عہد کا درمیانی تھا، رسولوں کو زیادہ شرف حاصل ہوا کیونکہ وہ اُس نئے اور ابدی عہد کے مُبلّغ ٹھہرے۔ کوہِ سینا پر سے جب موسیٰ خدا کے احکامات لے کر نیچے آیا تو اُسکا چہرہ اسقدر چمک رہا تھا کہ اُسے اپنے مُنہ پر نقاب اوڑھنا پڑا (خروج ۳۴: ۲۹-۳۵)۔ پولس کی نظر میں وہی نقاب ابھی تک اُن یہودیوں کی آنکھوں پر جنہوں نے مسیح کو حقیقی طور پر تسلیم نہیں کیا ہے پڑا ہوا ہے۔ پولس کہتا ہے، لیکن جب کوئی خداوند جو کہ روح ہے کیطرف رجوع لاتا ہے تو یہ نقاب اُٹھ جاتا ہے اور وہ نہ صرف واضح طور پر دیکھنے لگتا ہے بلکہ ایک ایسی آزادی سے لُطف اندوز ہوتا ہے جس کی پرانی شریعت نے

کبھی اجازت نہ دی تھی۔ پرانے زمانہ میں ایک ہی آدمی نے خدا کے ساتھ رُوبرُو باتیں کیں (خروج ۳۳: ۱۱) لیکن نئے عہد کے تحت تمام ایمانداروں کو خدا تک رسائی کی مکمل آزادی ہے اور وہ مسیح میں اس کے جلال کے اظہار کو دیکھ سکتے ہیں۔ صرف ایسے ہی نہیں، بلکہ خدا کے روح کا شکر ہو جس کے وسیلہ ایماندار خدا کے اُس الٰہی جلال کو جس کو وہ دیکھتے ہیں منعکس کرتے ہیں اور وہ بھی موسیٰ کی طرح وقتی طور پر نہیں بلکہ یہ بتدریج بڑھتا جاتا ہے اور وہ خداوند کی مانند بنتے جاتے ہیں (۳: ۴-۱۸)۔

۶- رسالت میں عظمت اور پستی (۴: ۱-۱۵)

کیا اتنی جلالی انجیل کی بشارت کی ذمہ داری تفویض کی جانا ایک بڑا شرف نہیں؟ کون ہمت ہار سکتا ہے جبکہ اُسے یقین دلایا گیا ہو کہ ایسی اہم ذمہ داری کو انجام دینے کے لئے روح القدس اس کی مدد کرے گا؟ اور کون مقدّس خداوند کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے گھٹیا اور ناجائز ذرائع استعمال کرنے کی ذلیل حرکت کر سکتا ہے؟ فریبی طریقوں سے کسی طرح بھی خدا کے کام کو سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ انجیل کا پیغام بالکل صاف اور واضح ہے۔ اگر کوئی ابہام ہے تو وہ "اِس جہان کے خدا" کے کام کی وجہ سے ہے (یعنی شیطان، جو انسان اور خدا کا سب سے بڑا دشمن ہے)۔ اُسی نے غیر ایمانداروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا اور اُنکی عقلوں کو اندھا کر رکھا ہے "تاکہ وہ الٰہی روشنی کو نہ دیکھ سکیں۔ لیکن جہاں کہیں بھی الٰہی نور کو قبول کیا جاتا ہے وہاں ایک نیا مخلوق جنم لیتا ہے۔ پیدائش کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ خدا نے تخلیق کا کام یہ کہہ کر شروع کیا کہ "روشنی ہو جا" اور روشنی ہو گئی۔ پس جب انجیل کے پیغام

کو قبول کیا جاتا ہے تو خدا کا نور جو مسیح کے چہرے سے جلوہ گر ہوتا ہے انسان کے دل کو منوّر کر دیتا ہے اور ایک نیا مخلوق شروع ہوتا ہے۔ جو پیغام نئی مخلوق بننے کا باعث ہوتا ہے وہ "مسیح کے جلال کی خوشخبری" کہلاتا ہے، کیونکہ مسیح جو "خدا کی صورت" ہے اُن سب پر جو نئے عہد میں داخل ہوتے ہیں خدا کے جلال کو ظاہر کرتا ہے (۴: ۱-۶)۔

"تاہم کون رسولوں کو دیکھ کر یہ سوچ سکتا تھا کہ انہیں یہ جلالی ذمہ داری سونپی گئی ہے؟ وہ تو نازک اور کمزور سے انسان تھے، جنہیں روزانہ جان لیوا تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اُن کی حیثیت تو ایسی تھی جیسے مٹی کے عام برتنوں میں آسمانی خزانہ رکھا ہوا ہو تاکہ کوئی بھی اُن عام سے برتنوں کے ساتھ خزانہ کو گڈمڈ کرنے کی غلطی نہ کر سکے۔ وہ خود تو کچھ بھی نہ تھے لیکن انجیل کی خوشخبری جو اُن کے سپرد کی گئی تھی سب کچھ تھی۔ اِفسس میں پولس کے حالیہ تجربات نے اُس پر اپنے نقش چھوڑے تھے۔ وہ ایسے بات کرتا ہے جیسے موت اُس کی جانی پہچانی ساتھی ہو۔ لیکن یہ موت مسیح کی خاطر ہے بلکہ یہ مسیح کی موت میں شریک ہونا ہے جو بعد ازاں مسیح کے جی اٹھنے میں بھی شریک ہونے کا جواز بن جاتی ہے۔ پولس یہ تمام صعوبتیں نومسیحیوں کی خاطر برداشت کرتا ہے، کیونکہ اُسے یقین ہے کہ قیامت کے روز وہ اور اُس کے نو مرید اپنے جی اُٹھے خُداوند کے حضور حاضر ہوں گے تاکہ خدا کو جلال ملے (۴: ۷-۱۵)۔

۷۔ مسیحی اُمید (۴: ۱۶-۵: ۱۰)

یہ اُمید پولس اور اُس کے ساتھی رسولوں میں حوصلہ پیدا کرنے کا باعث ہے۔ انجیل کی منادی میں اگرچہ اُنہیں دکھوں اور تکلیفوں کا سامنا

کرنا پڑتا تھا جو بعض حالات میں بہت سخت بھی ہوتی تھیں تو بھی وہ آنے والے لاثانی "بھاری جلال" کے مقابلہ میں بہت ہلکی تھیں۔ ہو سکتا تھا کہ مصیبتیں عمر بھر ساتھ رہتیں لیکن یہ آنے والے اُس ابدی جلال کے مقابلہ میں وقتی تجربہ تھا اور بلاشبہ ایک اعتبار سے تو یہی مصیبتیں آنے والے ابدی جلال کو پیدا کر رہی تھیں۔ لہٰذا پولس کی بھی نگاہیں ابدیت پر ہیں نہ کہ وقتی چیزوں پر۔ شاید ظاہری انسانیت تو زائل ہوتی جا رہی تھی تاہم اس کے اندر سے نئی انسانیت دن بدن پختگی کو پہنچ رہی تھی اور بہت جلد ایک دن ظاہری انسانیت برطرف ہو جائے گی۔ خیمہ کو اتار کر تہ کر لیا جائے گا لیکن خُدا ایک نیا مسکن ایک غیر فانی جسم تیار کر رہا ہے جو پرانے کی جگہ لینے کے لئے تیار ہے (۴: ۱۶-۱۵: ۱)۔

پولس کی خواہش جسم سے چھٹکارہ پانا نہیں بلکہ وہ آسمانی بدن کے پہنچنے کا خواہش مند ہے اور اپنے خداوند کی حضوری میں ایماندار کی جلالی میراث کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ دلوں میں بسنے والا روح ہی اُس آنے والی زندگی کی ضمانت ہے جس کا وہ منتظر ہے۔ جسم سے آزاد حالت جس کے باعث انسان اپنے اردگرد کے ماحول سے بالکل کٹا ہوا ہو پولس کے خیال میں نہیں تھی۔ ممکن ہے موت اور جی اٹھنے کے درمیان ایسی حالت ناگزیر ضرورت ہو، لیکن یہاں پولس رسول یہ توقع کر رہا ہے کہ جونہی وہ پرانا بدن اتارے گا تو نیا بدن پہننے کے لئے تیار ہو گا۔ سب سے بہتر یہ ہو گا کہ فانی بدن بغیر موت میں سے گزرے تبدیل ہو کر" زندگی میں غرق ہو جائے"۔ لیکن اگر موت میں سے ضرور ہی گزرنا ہے تو اس کا مطلب محض "بدن کے وطن سے جدا ہو کر خداوند کے وطن میں رہنا" ہو گا۔ بہر حال مسیح کے

تختِ عدالت کے سامنے ہر صورت میں حاضر ہونا ہے اور اسی لیے پولس کی موجودہ فکر یہی ہے کہ وہ مسیح کو خوش کرے (۵: ۲-۱۰)۔

۸- میل ملاپ کی خدمت (۵: ۱۱- ۶: ۱۳)

چنانچہ پولس کی رسولی خدمت ذاتی مشہوری یا آدمیوں سے اپنی تعریف کرانے کی خواہش سے معرا تھی۔ یہ "خداوند کے خوف" اور "مسیح کی محبت" (دونوں چیزیں جو فطری طور پر اکٹھی چلتی ہیں) کی دوہری بندش تھی جس کی وجہ سے وہ انجیل کی منادی کرتا تھا اور مسیح میں خدا کے میل ملاپ کے پیغام کو مشتہر کرتا تھا۔ پولس اب اُس مسیح کی منادی کرتا تھا جس کو اُس نے انسانی عقل کے مطابق جسمانی حیثیت سے نہیں بلکہ جی اُٹھے اور سر بلند کئے ہوئے خداوند کے طور پر جانا تھا۔ اُسی نے اُن سب کو جو "اُس میں" ہیں نیا مخلوق بنایا یعنی اُن کو جو ایمان کے وسیلہ سے اُس کی مُردوں میں سے جی اُٹھی زندگی میں شریک ہوئے ہیں۔ خدا نے اسی مسیح میں ہو کر دنیا کے ساتھ میل ملاپ کر لیا اور رسول اُس کے ایلچی تھے جو مسیح کی خاطر اس کی معافی کا اعلان کر رہے تھے (۵: ۱۱-۲۱)۔

کرنتھی مسیحیوں نے ان ایلچیوں کو سُنا تھا اور خداوند کی پُر فضل معافی کو جس کی وہ منادی کرتے تھے قبول کر لیا تھا، اور وہ دیکھ سکتے تھے کہ انہوں نے اس کو بے فائدہ قبول نہیں کیا۔ پولس اور اُس کے ساتھی ایلچیوں نے اُن کے ساتھ انتہائی خلوص کا رویہ اپنا رکھا تھا اور اُنہیں خدا کی برکتیں دلانے کے لئے ہر قسم کی تکلیف اور خطرے کا سامنا کرنے سے نہ جھجکے۔ اسی بنا پر وہ توقع کرتے تھے کہ نو مسیحی اس کے عوض مخلصانہ اور شکر گزاری کے جذبات کا

مظاہرہ کریں۔ بریں بنا پولس اُنہیں کہتا ہے کہ وہ اپنے دلوں میں اُسکو جگہ دیں کیونکہ اُس کے دل میں بھی اُن کے لئے محبّت ہے (۶: ۱-۱۳)۔

۹۔ بے دینوں کے ساتھ روابط رکھنے کیخلاف تنبیہ (۶: ۱۴-۷: ۱)

بعض مفسرین محسوس کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا حصّہ پولس کے بیان کے تسلسل کو توڑ دیتا ہے اور کہ دراصل یہ اُس خط کا ایک حصہ ہے جس کا ذکر اُس نے ۱-کرنتھیوں ۵: ۹-۱۱ میں کیا تھا اور جس میں اس نے خبردار کیا تھا کہ وہ بے دینوں کے ساتھ میل جول نہ رکھیں۔ دوسروں نے اُن مشابہات کی نشاندہی کی ہے جو ان آیات اور قمران کے ادب کی شدید تفریق گزیں عبارتوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن بعض اوقات پولس اپنے اصل موضوع سے ہٹ جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حصّہ کے فوراً پہلے اور بعد میں کشادہ دلی کی تاکید کا سبب یہ ہو کہ قاری اس خطرے میں تھے کہ پولس کی ہدایات سے روگردانی کر کے بت پرستی کے ساتھ سمجھوتے کریں اور یوں اس طرح زندگی گذاریں گویا انہوں نے معانی کو "بے فائدہ" ہی قبول کیا ہو۔ "بلیعال" (۶: ۱۵) بدی کا مجسّمہ ہے اور یہاں وہ مخالفِ مسیح ہی ہے۔ ۶: ۱۴-۱۶ میں پوچھے گئے سوالوں کا لب ولہجہ مجموعی طور پر یہی تاثر دیتا ہے کہ اس کے بعض قاریوں نے ۱-کرنتھیوں ۱۰: ۱۴ مابعد کی تنبیہ پہ دلی توجہ نہ دی تھی کیونکہ اُس میں اس نے اُنہیں بے دین مندروں میں بت پرستوں کی ضیافتوں میں شریک ہو کر "شیاطین کے شریک" ہونے سے منع کیا تھا۔ وہ اُن سے دوبارہ اسی بات کی تاکید کرتا ہے کہ وہ ایسی آلودگیوں سے باز آ کر کامل پاکیزگی کی طرف آگے بڑھیں۔

۱۰۔ کرنتھی مسیحیوں پر اُس کا اعتماد (۷: ۲-۱۶)

پولس اپنے تاکیدی انداز کو مزید جاری نہیں رکھتا، کیونکہ اُسے کرنتھی عزیزوں کے ساتھ اپنی حالیہ مکمل مصالحت سے بڑی خوشی اور اطمینان حاصل ہوا تھا۔ اسی لیے وہ بہت شکرگزار تھا۔ انہوں نے اپنی مکمل وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ اب وہ بھی اُنہیں اپنے مکمل اعتماد کا یقین دلاتا ہے۔ اُس کی خوشی اور تسلی کی حد نہیں، وہ پھر اُسی شکرگزاری کا ذکر کرتا ہے جو اُسے مکدنیہ میں طِطُس سے اُن کے متعلق خبر سُن کر حاصل ہوئی (موازنہ کریں ۲: ۱۳)۔ طِطُس کو سخت خط دے کر بھیجنے کے بعد اسے کسی قدر افسوس تھا لیکن جب طِطُس نے واپس آکر اُس خط کے اثر کے متعلق بتایا تو سخت خط لکھنے کا افسوس خوشی میں بدل گیا۔ وہ پولس کو ہرگز دکھ دینا نہیں چاہتے تھے۔ جب اُنہیں اُس کے خط سے پتہ چلا کہ اُن سے پولس کو کتنا صدمہ پہنچا تھا تو وہ بہت شرمندہ ہوئے۔ نتیجتہً وہ اس بات کے لئے بڑے فکرمند تھے کہ کس طرح اپنی ندامت کا ثبوت دیں۔ اور کس طرح اُسے بتائیں کہ اس ایک شخص سے جس نے اُس کی مخالفت کی وہ کتنے ناراض ہیں۔

علاوہ ازیں جب پولس نے طِطُس کو بھیجا تھا تو اُسے یہ بتایا تھا کہ کرنتھی مسیحی بہت وفادار اور دلی محبت کرنے والے ہیں۔ سخت خط کے جواب میں اُن کے ردِ عمل نے ثابت کر دیا کہ پولس کا اُن کے متعلق دعویٰ کس قدر درست تھا۔ یہاں بھی پولس کو ایک نئی خوشی حاصل ہوئی اور اُن پر اُس کا اعتماد بڑھا۔

۱۱۔ یروشلیم کے لئے چندہ (۸: ۱-۹: ۱۵)

اس کا تذکرہ پولس نے پہلے بھی ۱۔ کرنتھیوں ۱۶: ۱۔۴ میں کیا تھا کہ وہ یروشلیم کے مسیحیوں کے لئے چندہ اکٹھا کریں کیونکہ وہ دیگر کلیسیاؤں میں بھی ایسا کر رہا تھا۔ اس بات کو کہے تقریباً ایک سال ہونے کو تھا اور اب ضروری ہوگیا تھا کہ اس کے متعلق کچھ اور کہا جائے، خاص کر اس وجہ سے کہ اُسے بدنام کرنے والے بعض لوگ اُس کا غلط مطلب نکال کر پیش کر رہے تھے۔ پہلے وہ اُنہیں بتاتا ہے کہ اس کے جواب میں مکدنیہ کی کلیسیاؤں نے خود بخود کس قدر سخاوت کا مظاہرہ کیا (خصوصاً فلپی اور تھسلنیکے کی کلیسیاؤں نے)۔ اگرچہ وہ بہت غریب کلیسیائیں تھیں لیکن انہوں نے نہ صرف مقدور کے موافق بلکہ مقدور سے کہیں بڑھ کر دیا تھا۔ اُن کا یہ نذرانہ اس بات کی علامت تھا کہ انہوں نے کہاں تک اپنے آپ کو مسیح کے حوالے کیا تھا۔ پولس اُن کی مثال دیتے ہوئے کرنتھی مسیحیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اس مقصد کے لئے چندہ جمع کرنے کے کام کو جاری رکھیں۔ لیکن وہ صرف اُنہی کی مثال کو پیش نہیں کرتا۔ مسیحیوں کے سامنے خیرات اور ایثار کی اعلیٰ ترین مثال مسیح کی ذاتِ لاثانی تھی کیونکہ وہ اپنے لوگوں کو مالا مال کرنے کے لئے مفلس بن گیا تھا۔ اب کرنتھی مسیحیوں کو بھی جو مکدنیہ کے بھائیوں سے امیر تھے یہی کرنا تھا کہ اپنے پیسے میں سے زیادہ سے زیادہ دیں کیونکہ مکدنیہ کے بھائیوں نے اپنی غریبی کے باوجود ایک کثیر رقم اس مقصد کے لئے بھیجی تھی (۸: ۱۔۱۵)۔

پولس ططس کو عنقریب اُن کے پاس واپس بھیجنے والا تھا تاکہ چندہ اکٹھا کرنے کے انتظامات کو مکمل کرلے اور اُس کے ساتھ وہ دو اور مسیحی بھائیوں کو بھی بھیج رہا تھا جنہوں نے پہلے اس قسم کی اہم ذمہ داریوں کو بڑی خوش اسلوبی سے نبھایا تھا۔ اُن میں سے ایک وہ بھائی تھا جس کی "تعریف خوشخبری کے

سبب تمام کلیسا ہیں ہوتی" تھی۔ روایات کی رُو سے یہ طبیب تو نا سمجھا جاتا تھا لیکن پورے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لوقا ہی تھا۔ یہ بات واضح ہے کہ پولس نے ایسے مالی معاملات میں جن میں وہ براہِ راست ملوث تھا ہر ممکن حفاظتی اقدام اٹھائے تاکہ وہ معاملات نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ پایۂ تکمیل کو پہنچیں اور اسی سلسلہ میں اس پر الزام لگانے والوں کو کوئی موقع نہ ملے (۸: ۱۶-۲۴)۔

اخیہ کے صوبہ کی مثال دیتے ہوئے جس کا کرنتھس ایک اہم شہر تھا وہ کرنتھیوں کو بتاتا ہے کہ وہ دوسری کلیساؤں کی اس بات کے لئے حوصلہ افزائی کر رہا ہے کہ وہ فیاضی سے چندہ دیں۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے پتہ ہے تم مجھے مایوس نہیں کرو گے۔ لیکن چندہ خوشی سے اور رضامندی سے دینا چاہیئے، نہ کہ بے دلی کے ساتھ۔ یہ خدا کے حضور ہدیہ ہے اور خدا اس کا پورا پورا اجر دے گا۔ علاوہ ازیں مسیحی بھائی چارے کے طور پر یہ یروشلیم کے مسیحیوں اور غیر اقوام کلیساؤں کے باہمی رشتہ کو بہت مضبوط کرنے کا باعث ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں وہ ایک دوسرے کے لئے دلی بوجھ اور موثر طریقہ کیساتھ دعا کریں گے۔ مسیحیوں کے تمام ہدیئے خدا کے فضل کا عکس ہیں جس نے بیان سے باہر بخشش کو عطا فرمایا (۹: ۱-۱۵)

ابواب ۱۰ ــــ ۱۳

ا۔ پولس اپنے رسُولی اختیار کو ثابت کرتا ہے

دسویں باب کے شروع ہی میں لہجہ میں اچانک تبدیلی وضاحت طلب ہے۔ کچھ دیر پہلے کرنتھس سے پولس کو تازہ خبریں پہنچی تھیں جن

سے ظاہر تھا کہ مصالحت اس قدر مکمل نہیں ہوئی تھی جیسا کہ وہ سمجھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہودیہ سے بعض لوگوں نے آکر پولس کے بشارتی کام میں بے جا دخل اندازی کی تھی اور وہ نو مسیحیوں کے ذہن کو اُس کے خلاف کرنے میں کسی طرح کامیاب ہو گئے تھے۔ وہ اُس کی رسالت کے بارے میں شک پیدا کر رہے تھے۔ وہ چند لوگوں کو پولس کی نسبت "افضل رسُول" کہتے تھے۔ شاید ان میں پطرس، بارہ رسولوں میں سے چند ایک اور، اور یسوع کا بھائی یعقوب شامل تھے۔ اس بات کو ہرگز فرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اُنہیں اس قسم کا کام کرنے کا حق پطرس اور یعقوب نے دیا تھا۔ عین ممکن ہے کہ انہوں نے خود ہی اس مہم کو شروع کر دیا ہو کہ پولس کی کلیسیاؤں کو یروشلیم کی کلیسیا اور اُس کے رہنماؤں کے ماتحت کر دیا جائے۔

پولس کی رسالتی حیثیت کو کم کرنے کی غرض سے وہ اُس کی خوداعتمادی کی کمی پر نکتہ چینی کرتے اور کھلم کھلا اُس پر تنقید کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے "یوں تو پولس بڑے بے باک اور بہادری کے خط لکھتا ہے لیکن جب سامنے ہوتا ہے تو بس کچھ بھی نہیں۔ اُس میں تو کسی احمق کو بھی ڈانٹ ڈپٹنے کی ہمّت نہیں۔ اگر اُسے اپنے اختیار کا اتنا ہی یقین ہے تو ہمارے رُوبرو آکر اپنے خطوں والی سختی دکھائے۔" وہ اُنہیں جواب دیتا ہے کہ اگر اُس کی تحریر پر اُنہیں کسی قسم کا شک ہے تو وہ اُس کی موجودگی میں خود دیکھ لیں گے کہ وہ کتنا سخت ہے۔ دوسرے لوگوں کی طرح وہ اپنا اختیار اُن کلیسیاؤں پر نہیں جتاتا جن کو اُس نے خود قائم نہیں کیا۔ کرنتھی مسیحی تو اُسی کی معرفت ایمان لائے ہیں اس لئے انہیں تو اُس کا اختیار ماننا چاہیئے۔ تاہم اپنے مُنہ آپ میاں مٹھو بننے میں تو کوئی عزت نہیں۔ اسی لئے وہ اپنا اختیار جتانے کی بجائے خداوند کے مقبولِ نظر ہونے کے لئے زیادہ

مُضطرِب ہے۔

۲۔ وہ "بیوقوف کے طور پر فخر کرتا ہے (۱۱: ۱-۳۳)

درحقیقت پولس کو یہ بات زیادہ ہی ناگوار گذری تھی کہ وہ اپنے دعوؤں کے دفاع میں کچھ کہے اور خاص کر اُن لوگوں کو جو خود اُس کے رسول ہونے کا واضح ثبوت تھے۔ تاہم کچھ نہ کچھ تو ضرور کہنا تھا، کیونکہ وہ جلد ایسے لوگوں کی باتوں میں آجاتے تھے جو اپنے نام سے آتے تھے اور انہیں حقیقی وفاداری سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے، یعنی "جھوٹے رسول" جو لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے مختلف دعوے کرتے تھے اور جن کے دعوؤں کا پولس کے دعوؤں کے ساتھ ہرگز مقابلہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ پولس پر تنقید کا یہ حال تھا کہ جب اُس نے تو مسیحیوں پر بوجھ نہ بننا چاہا اور اپنی مالی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خود کام کیا تو یہ کہہ کر نکتہ چینی کی گئی کہ اگر اُسے اپنے اس حق کا مکمل یقین ہوتا کہ اُس کی ضروریات کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے تو وہ ضرور ہم سے اس کا مطالبہ کرتا۔ ظاہر تھا کہ ان بے جا مداخلت کرنیوالوں کو کرنتھی مسیحیوں کے خرچ پر زندگی گذارنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں تھی اور ایسا لگتا ہے کہ کرنتھی بھی ان جھوٹے اُستادوں کا مالی بوجھ اٹھانے کے لئے کافی حد تک تیار تھے لیکن درحقیقت اِن اُستادوں کی ایسی صفت یا قابلیت نہیں تھی جسکا مقابلہ پولس کے ساتھ کیا جاسکتا۔

اُس کے خیال میں فخر کرنا بے وقوفی کے برابر ہے، تو بھی اُسے مجبور کیا گیا کہ وہ ان باتوں کا تذکرہ کرے جن پر وہ فخر کرسکتا تھا۔ آیات ۲۳-۲۷ میں مذکور اُس کے دکھوں اور تکلیفوں کی فہرست سے ظاہر ہے کہ رسولوں کے

اعمال میں اس کی مہمات اور دکھ تکلیفوں کا صرف ایک حصّہ ہی مرقوم ہے۔ ۱۱:۲۴
میں وہ بارہا قید میں ڈالے جانے کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن موجودہ وقت تک ہم صرف
ایک قید کے بارے میں جانتے ہیں یعنی جب وہ فلپّی میں قید ہوا تھا (اعمال
۱۶ : ۲۳)۔ اس کے علاوہ وہ اور کہاں کہاں قید ہوا؟ عین ممکن ہے کہ افسس
میں جہاں اُس نے اپنے تین سال کا بیشتر حصّہ گزارا تھا اور اغلب ہے کہ افسس
ہی وہ جگہ تھی جہاں وہ "اکثر موت کے قریب" تھا (موازنہ کریں ۱۔ کرنتھیوں
۱۵ : ۳۲، ۲۔ کرنتھیوں ۱ : ۸۔ ۱۰)۔ ہم اُن حالات کے متعلق جاننا چاہتے ہیں
جس کے پیشِ نظر اُسے پانچ مرتبہ یہودی حاکموں کے ہاتھوں کوڑے کھانے
پڑے، لیکن مذکورہ بیان کے علاوہ اس کے متعلق پاک کلام میں اس کی کوئی
وضاحت نہیں کی گئی۔ آیت ۲۵ میں وہ بینت لگائے جانے کا تذکرہ کرتا ہے،
لیکن ان تین موقعوں میں سے صرف ایک کی ہمارے پاس تفصیلات ہیں
(اعمال ۱۶ : ۲۲ مابعد)۔ اسی آیت میں وہ سنگسار کئے جانے کا ذکر کرتا ہے اور
یہ واقعہ لسترہ میں پیش آیا (اعمال ۱۴ : ۱۹)۔ اسی آیت کے دوسرے حصّہ
میں وہ تین مرتبہ جہاز ٹوٹنے کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن ملتے (اعمال ۲۷ : ۳۹۔ ۲۸
: ۱۱) میں جہاز کے ٹوٹ جانے کے علاوہ، جو اس کے چار سال بعد وقوع پذیر
ہوا تھا ہمیں مزید کچھ معلوم نہیں۔ لیکن ان سب باتوں کو بھول کر اسے مسیح میں اپنے
بچوں کی زیادہ فکر ہے۔

بلاشبہ یہ دل کو ہلا دینے والی فہرست ہے! کون اس کو پڑھنے کے
بعد بھی پولس کے رسولی دعوؤں پر شک کر سکتا ہے؟ تاہم جلد ہی پولس ایسی
فخریہ باتوں کا تذکرہ کرنے سے اُکتا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ ایسی باتوں پر
فخر کرنے کو ترجیح دے گا جن کو دوسرے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جیسا

کہ دمشق میں اُسے ٹوکرے میں بٹھا کر کھڑکی کی راہ شہر کی دیوار پر سے لٹکا دیا گیا تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے بچ سکے (موازنہ کریں اعمال ۹: ۲۳-۲۵)۔ اس قسم کی یاد اسے شیخی باز بننے سے بچائے رکھے گی۔

۳- رویا کا تجربہ اور اُس سے سبق (۱۲: ۱-۱۰)

بعض لوگ اُن رویاؤں اور مکاشفوں پر فخر کرتے تھے جو اُنہیں بخشے گئے تھے۔ پولس بھی کیوں نہ اُن کی طرح کرتا؟ لہذا وہ ایک عجیب تجربہ کا مفصّل بیان کرتا ہے جو اُسے انطاکیہ میں برنباس سے ملنے سے پہلے ترسُس میں پیش آیا (اعمال ۱۱: ۲۵ مابعد)۔ اُس نے تیسرے آسمان میں فردوس کی ایک وجد آفرین رویا دیکھی۔ اس رویا میں اُس نے کچھ ایسی باتیں سُنیں جو کہنے کی نہیں تھیں۔ گو وہ اس رویا کی تفصیلات کو لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھا، کیا ایسا تجربہ قابل فخر نہ تھا؟ لیکن اس تجربہ کے بعد اُسے بار بار شدید جسمانی تکلیف سے گزرنا پڑا جو کہ اس قدر ناگوار اور باعثِ ذِلّت تھی کہ پولس نے دُعا کی کہ اُسے اس سے چھٹکارا ملے۔ لیکن اُسے دُور نہ کیا گیا مگر اُسے اتنی ہمّت دی گئی کہ وہ اُسے برداشت کر سکے۔ یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ "جسم میں کانٹا چبھونا" مرگی، ملیریا، آشوب چشم یا کہ پاگل پن تھا۔ لیکن یہ کچھ ایسی بات ضرور تھی جس نے بظاہر پولس کو خوف میں مبتلا کر دیا کہ مسیح کے خادم کی حیثیت سے اُس کی افادیت ختم ہو گئی ہے۔ لیکن اُس نے اسی میں خوش رہنا سیکھ لیا، حتیٰ کہ وہ اس پر فخر بھی کرنے لگ پڑا کیونکہ اُس نے اُس کی زندگی میں خدا کے فضل کے متعلق بہت کچھ سکھایا تھا "جب میں کمزور ہوتا ہوں اُسی وقت زورآور ہوتا ہوں"۔

۴۔ رسول کی علامتیں (۱۲: ۱۱-۱۳)

فخر کرنے کا اختتام! پولس کو اپنے نومریدوں کے سامنے کیوں اپنی رسالت کا دفاع کرنا پڑا؟ "افضل رسولوں" کو تو اپنے رسول ہونے کی سند کو بہت بڑھا چڑھا کے پیش کرنا پڑا تھا، لیکن پولس کو صرف یہی ضرورت تھی کہ وہ اپنے قارئین کو جو کچھ انہوں نے اُس کے وہاں ہوتے ہوئے نشانات دیکھا تھا، یعنی مسیح کا سچا ایلچی ہونے کی بے خطا علامتیں یاد دلائے۔ کیا اُس نے اُن کے ساتھ اپنی دوسری کلیسیاؤں کی نسبت مختلف سلوک روا رکھا تھا یا کیا اُس نے اُن سے اپنی ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے سے انکار کر کے اُن کے ساتھ زیادتی کی تھی؟ (شاید وہ یہی سمجھتے تھے کہ اُن کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی، کیونکہ اُنہوں نے اُس کے رویے سے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ ہماری نسبت دوسری کلیسیاؤں پر زیادہ اعتماد کرتا ہے)۔

۵۔ معترضین کو جواب اور تیسری بار آنے کا وعدہ (۱۲: ۱۴-۱۳: ۴)

کرنتھس میں پولس کے دوسرے دورے کے متعلق ہمارے پاس کوئی بیان موجود نہیں، تاہم کرنتھیوں کو لکھے گئے خطوط میں سے اس کے بارے میں کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک خوشگوار دورہ ثابت نہیں ہوا تھا۔ وہ اُن کے پاس تیسری مرتبہ آنے کی تجویز پیش کرتا ہے تاہم اُنہیں اس بات کا فیصلہ کرنا تھا کہ اس مرتبہ یہ دورہ پچھلے دورے سے خوشگوار ہوگا یا نہیں۔

کیا وہ ابھی تک اس بات پر اعتراض کر رہے تھے کہ وہ اپنی

ضروریات کے لیئے اُن پر انحصار کرنے سے انکار کرتا ہے؟ خیر کچھ بھی ہو، مگر وہ حکمت عملی کو تبدیل نہیں کرے گا۔ آخر کار وہ اُن کا روحانی باپ تھا اور والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کی ضروریات کا خیال رکھیں نہ کہ بچوں کو والدین کا۔ لیکن اُن کا کیا کریں جو کہتے تھے کہ اُس کا اُن پر انحصار کرنے سے انکار محض دکھاوا ہے اور یہ کہ وہ اُنہیں کئی مخفی طریقوں سے اپنے فائدے کے لئے استعمال کر رہا ہے مثلاً ططس یا دوسرے بھائیوں کے ذریعہ جس کو اُس نے یروشلیم کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کے سلسلہ میں کرنتھس بھیجا تھا؟ اُس کو بدنام کرنے والے اُس کے متعلق ایسی ہی بے تکی باتیں کرتے رہتے تھے۔ وہ کرنتھی مسیحیوں کو جواب دیتا ہے کہ وہ خود بخوبی جانتے ہیں کہ نہ ططس اور نہ کسی اور بھائی نے جن کو پولس نے بھیجا ایسے رویّے کا مظاہرہ کیا جو پولس سے کسی بھی طرح سے مختلف تھا۔

اُنہیں ہرگز یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ اِن سب باتوں کو بیان کرنے سے پولس کا بنیادی مقصد اپنی ایمانداری ثابت کرنا ہے اگرچہ بظاہر لگتا ہے کہ وہ اپنے دفاع میں یہ سب کچھ کہہ رہا ہے۔ دراصل وہ تو اُن کی مدد کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ حالات کا صحیح اندازہ لگا سکیں اور اپنے نامناسب رویّہ سے توبہ کر سکیں؛ اور جب وہ تیسری مرتبہ اُنہیں ملنے آئے تو پچھلی مرتبہ کی طرح کوئی ناخوشگوار اور شرمناک واقعہ رونما نہ ہُوا، کیونکہ پچھلی دفعہ ایک ایسے ہی واقعہ نے جس میں اس پر کافی حملے کیئے گئے اُس کے دورے کو کافی حد تک خراب کر دیا تھا۔ لیکن فی الحقیقت اگر اُنہیں کسی قسم کی پشیمانی نہیں تو وہ یقین جانیں کہ وہ آنے پر اپنے رسالتی اختیار کو بے دریغ استعمال کرے گا۔

۶۔ اُن کی ترقی کے لئے دُعا (۱۳: ۵-۱۰)

وہ اُن پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانچیں کہ کیا واقعی وہ اپنے ایمان کی ابتدائی پاکیزگی اور اخلاص پر قائم ہیں یا کہیں یہ خطرہ نہ ہو کہ اُنہوں نے مسیحی دوڑ تو شروع کر لی ہو مگر بالآخر نامنظور ٹھہریں؟ نہیں، اُسے اُن سے اچھی اُمید ہے، اس لئے وہ اُن کی ترقی کے لئے دُعا کرتا ہے۔ جو کوئی بھی یہ ایمان رکھتا ہے کہ "ہم حق کے برخلاف کچھ نہیں کر سکتے مگر صرف حق کیلئے کر سکتے ہیں" (آیت ۸) وہ حق کے دفاع میں اپنی کوشش میں پریشانی اور خوف سے بچا رہے گا۔

۷۔ آخری سلام اور کلماتِ برکت (۱۳: ۱۱-۱۴)

پس وہ اُنہیں آخری بار سمجھاتے ہوئے خیر باد کہتا ہے۔ جن رسُولی کلماتِ برکت کے ساتھ خط اختتام کو پہنچتا ہے وہ یہ بتاتے ہیں کہ کتنی جلدی ابتدائی مسیحیوں کی سوچوں میں تثلیثی ایمان رچ بس گیا۔ اس کی بے ساختہ ادائیگی کسی گھڑے گھڑائے عقیدے سے کہیں زیادہ پُر اثر ہے۔

******

ہم یہ نہیں جانتے کہ اس تنبیہ و ملامت کا فوری اثر کیا تھا۔ کرنتھس میں پولُس کے بعض ساتھی یقیناً اُس کے وفادار رہے، مثلاً اُس نے سردیوں کے تین ماہ (۵۶-۵۷ء) گیُس کے ہاں مہمان بن کر گزارے۔ گیُس وہی شخص ہے جس نے کرنتھس میں پولُس کے ابتدائی بشارتی دنوں میں اپنے گھر کو نومولود

کلیسیا کے لئے کھول دیا تھا (رومیوں ۱۶ : ۲۳)

لیکن ۲۔کرنتھیوں کے لکھے جانے کے چالیسؔ سال بعد بھی کرنتھسؔ کے مسیحیوں میں سرکشی و بغاوت کی روح پائی جاتی تھی لہذا مزید تنبیہ و ملامت کرنے کی ضرورت تھی۔ اس مرتبہ یہ کام روم کی کلیسیا نے کیا (کلیمنسؔ کے ذریعہ جو وہاں کا وزیر خارجہ تھا) جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے کلیسیاؤں میں پولسؔ کی ذمہ داریوں کو سنبھال لیا تھا۔

چھٹا باب

فلپیوں کے نام خط

خط کا تعارف

فلپّی میں انجیل کی خوشخبری کی آمد

۵۰ء میں پَولُس اور اُس کے تین ساتھی سلوانس (سیلاس)، تیمتھیس اور لوقا ایشیائے کوچک کے شمال مغرب میں تروآس سے جہاز پر روانہ ہوئے اور اُس بلاہٹ کے جواب میں جس کو پولس نے رات کو رُویا میں سُنا تھا کہ "مکدُنیہ میں آ اور ہماری مدد کر" (اعمال ۱۶: ۹) شمالی بحیرۂ ایجیئن کو عبور کیا اور نیاپلس (جدید کاوالا[1]) پر اترنے کے بعد تقریباً دس میل خشکی کا سفر کر کے وہ فلپّی پہنچ گئے۔

فلپّی، مکدُنیہ کے بادشاہ فلپ دوم (سکندرِ اعظم کے باپ) کے نام سے موسوم ہے جس نے اُسے ۳۵۶ ق م میں کرنیدیس ("چشموں") کے نام سے موسوم جگہ پر قائم کیا۔

۱۴۶ ق م میں اسے مکدُنیہ کے باقی حصّوں کے ساتھ رومی سلطنت میں

---

[1] Kavalla

شامل کر لیا گیا۔ رومیوں نے مکدُنیہ میں مشرق سے مغرب کی طرف جاتی ہوئی ایک بہت بڑی شاہراہ تعمیر کی تھی جو بحیرہ ادریہ کو شمالی بحیرہ ایجیئن کے ساتھ ملاتی تھی۔ یہ شاہراہ اگنیشیا کہلاتی تھی۔ فلپّی اس کے مشرقی سرے کے قریب واقع تھا۔ ۴۲ ق م میں فلپّی میں جولیس سیزر[1] کے قاتلوں (بروٹس[2] اور کیسیس[3]) کی فوج اور اُس کے جانشین اوکتاویان[4] (جو بعد ازاں شہنشاہ اوگوسٹس کے نام سے مشہور ہوا) کے وفاداروں کے درمیان ایک فیصلہ کُن جنگ ہوئی، جس میں اُسکے جانشین اوکتاویان اور اُس کے سپہ سالار مارک انطونی[5] کو کامیابی حاصل ہوئی۔ فاتحین نے اپنے بہت سے وفادار اور تجربہ کار فوجیوں کو شہر میں مستقل طور پر رہنے کے لئے بھیج کر اُسے رومی بستی کا نیا نظام دیا (لوقا، اعمال ۱۶ : ۱۲ میں فلپّی کا تعارف کراتے ہوئے اس کی حیثیت کی طرف توجہ دلاتا ہے)۔ کسی رومی بستی میں وہی حکومتی نظام نافذ کیا جاتا تھا جو روم شہر میں نافذ ہوتا۔ فلپّی کے بھی دو اعلیٰ مجسٹریٹ انچارج تھے جن کو پرائیٹر[6] کہا جاتا تھا۔ ان حکمرانوں کے ماتحت پولیس افسر ہوتے تھے جنکو لکٹور[7] کہا جاتا تھا۔

فلپّی میں آکر پولس اور اُس کے ساتھیوں نے انجیل کی منادی کی۔ متعدد لوگ مسیحی ہوئے۔ انجیل کی منادی کرتے ہوئے پولس اور سلوانس ان سے عداوت رکھنے والوں کی وجہ سے خطرہ میں پڑ گئے۔ وہ اُن کو پکڑ کر فوجداری کے حاکموں کے پاس لے گئے اور اُن پر مختلف الزامات لگائے جس کے نتیجہ میں فوجداری کے

---

1. Julius Caesar
2. Brutus
3. Cassius
4. Octavian
5. Mark Antony
6. praetor
7. lictor

حاکموں نے اُنہیں بینت لگائے اور شہر کے قید خانہ میں ایک دن کے لئے قید کر دیا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قید خانہ کا داروغہ مسیحی ہو گیا۔ فلپی میں ایک اور شخصیت جو اُن کی تبلیغ کے نتیجہ میں پہلے مسیحی ہوئی، لُدیہ تھی، جو تھواتیرہ سے تعلق رکھتی اور قرمز رنگ (جو مجیٹھ کی جڑ سے حاصل کیا جاتا ہے)، بیچتی تھی، کیونکہ اُس کا شہر قرمز کے لئے بہت مشہور تھا۔ اُس نے مبشروں کو اپنے گھر رہنے کی دعوت دی۔ فلپی میں انجیل کی بشارت کا ذکر کرتے ہوئے لوقا مختلف قسم کے لوگوں کا ذکر کرتا ہے اور شاید ایسا کرنے سے اُس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ وہ سب انجیل کی خوشخبری سے آسودہ ہوئے۔

پولس نے فلپی کے مسیحیوں کو محبت کے ایک اٹوٹ رشتہ میں باندھ دیا۔ وہ ہمیشہ اُس سے باخبر رہے اور یروشلیم کی کلیسیا کی اعانت کے لئے پولس نے جو چندہ اکٹھا کیا، اُنہوں نے اُس میں بھرپور کردار ادا کیا۔ یوں لگتا ہے جیسے بعد ازاں بھی وہ ایک سے زیادہ مرتبہ اُن سے ملنے کے لئے گیا۔

خط کا سبب

پولس نے ۵۶ ۔ ۵۷ ء کا موسم سرما کرنتھس میں اپنے دوست اور نومسیحی گیُس کے ہاں گزارا۔ موسمِ سرما گزارنے کے بعد اس نے یروشلیم جانے کا فیصلہ کیا تاکہ اپنی نگرانی میں امدادی فنڈ کو مرکزی کلیسیا کے رہنماؤں کے حوالہ کرے۔ اُسی نے تجویز کیا کہ ہر ایک کلیسیا جس نے یروشلیم کی کلیسیا کے لئے چندہ اکٹھا کیا ہو اپنے نمائندے ساتھ بھیجے تاکہ ہر کوئی اپنی کلیسیا کا حصہ خود اُن کے حوالہ کر سکے۔

لے madder

اُس کی اس خواہش کے پیشِ نظر روانگی کی شام کو بہت سے لوگ اس کیساتھ چل پڑے جن کے ناموں کی فہرست اعمال ۲۰: ۴ میں درج ہے۔ اُن میں سے اکثر کرنتھس سے جہاز پر روانہ ہوئے۔ بہرحال پولس فلپی کے شمال کی طرف روانہ ہُوا اور پھر وہاں سے لوقا کے ساتھ کسی اور جہاز پہ بیٹھ گیا۔ ترواس میں وہ دوبارہ باقی لوگوں کے ساتھ مل گئے اور وہاں سے اُنہوں نے یہودیہ کی طرف اپنے سمندری سفر کو جاری رکھا۔

یروشلیم میں آئے اُنہیں ابھی زیادہ دِن نہیں ہوئے تھے کہ ایک مخالف ہجوم نے ہیکل کے احاطہ میں پولس پر حملہ کر دیا لیکن جب ہیکل سے ملحقہ فوجی مرکز میں اس بات کی خبر پہنچی تو پلٹن کے سردار نے فوراً ہی محافظ دستہ بھیج کر پولس کو حملہ آوروں سے چھڑا لیا۔ دستہ کے سردار نے اُسے اپنی تحویل میں لے کر زیادہ حفاظت کے لئے قیصریہ میں بھیج دیا۔ یہودی مذہبی رہنماؤں نے یہودیہ کے رومی حکمران کے دربار میں اُس پر الزام لگایا کہ وہ ہیکل کی پاکیزگی اور اس سے متعلقہ بہت سی پابندیوں کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ رومی حکمرانوں کی دو سالہ سستی و کاہلی کے بعد بالآخر پولس کو اپنی رومی شہریت استعمال کرنے کا حق حاصل ہُوا اور اُس نے اپیل کی کہ اُسکا مقدمہ روم میں شہنشاہ کے سامنے پیش کیا جائے۔ پھر اُسے روم بھیج دیا گیا اور تقریباً ۶۰ئہ کے شروع میں وہاں پہنچا۔ دو سال تک اُسے ایک گھر میں قید رکھا گیا اور وہ اس دوران اس بات کا منتظر رہا کہ اُس کی اپیل بادشاہ کی عدالت کے سامنے پیش کی جائے۔

جب وہ روم میں تھا تو فلپی سے اُس کے دوستوں نے اپنی کلیسیا کے ایک ممبر اپفرِدتس کے ہاتھ اُس کے لئے کچھ پیسے بھیجے۔ اس کے جواب میں پولس نے اُنہیں شکرگزاری کا خط لکھا۔ خط میں اُس نے اپنی موجودہ حالت

اور توقعات کا ذکر کیا، اور کچھ ایسی حوصلہ افزا، باتوں کا بھی جو اُس کی نظر میں اُن کی مددگار ثابت ہو سکتی تھیں۔

فلپیوں کے خط کا خاکہ

۱۔ سلام، شکرگزاری اور شفاعت (۱:۱-۱۱)

۲۔ پولس کے موجودہ حالات (۱:۱۲-۲۶)

۳۔ تحمل، اتحاد اور گواہی کے لئے ہمت افزائی

ا۔ مخالفین کا سامنا تحمل سے کریں (۱:۲۷-۳۰)

ب۔ اتحاد کے لئے اپیل (۲:۱-۵)

ج۔ مسیح کے جلال کا گیت (۲:۶-۱۱)

د۔ مسیحی گواہی کے لئے پکار (۲:۱۲-۱۸)

۴۔ تیمتھیس اور اپفردتس

ا۔ تیمتھیس اور اُس کی جاں نثار خدمت (۲:۱۹-۲۴)

ب۔ اپفردتس اور اُس کی بیماری (۲:۲۵-۳۰)

ج۔ پہلا اختتام: "خوش رہو!" (۳:۱)

۵۔ نصیحت اور حوصلہ افزائی

ا۔ شریعت پرستوں کے خلاف نصیحت (۳:۲-۳)

ب۔ زندگی میں پولس کا نصب العین (۳:۴-۱۶)

ج۔ عیش پرستوں کے خلاف نصیحت (۳:۱۷-۱۹)

د۔ آسمان کے شہری (۳:۲۰، ۲۱)

ہ۔ وفاداری، اتحاد، خوشی اور میل ملاپ کیلئے اپیل (۴:۱-۷)

۵۔ غور و فکر کے لئے خوراک : دوسرا اختتام (۴ : ۸، ۹)
۶۔ تحفے کا شکریہ (۴ : ۱۰-۲۰)
۷۔ آخری سلام اور کلماتِ برکت (۴ : ۲۱-۲۳)

خط کی تفسیر

۱۔ سلام، شکرگزاری اور شفاعت (۱ : ۱-۱۱)

خط لکھتے وقت جب تیمتھیس پولس کے ساتھ ہوتا تو پولس ہمیشہ ابتدائی سلام کرتے ہوئے اُس کا ذکر کرتا ہے۔ فلپّی کی کلیسیا جس کو اُس کے "نگہبانوں اور خادموں" سمیت سلام لکھا گیا ہے کرنتھس کی کلیسیا سے زیادہ منظم تھی۔

پولس، فلپّی کے مسیحیوں کو اپنی محبّت اور شکرگزاری کا یقین دلاتا ہے کیونکہ اُن کی یاد اُس کے لئے بڑی خوشی کا باعث بنی۔ وہ حفاظتی دستہ کے پہرہ میں ہے اور اپنے مقدمے کی پیشی کا منتظر ہے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ رُوح میں اُس کے ساتھ ہیں۔ وہ دُعا کرتا ہے کہ مسیحی خوبیاں جو پہلے ہی اُن میں کافی ظاہر ہو چکی ہیں، بڑھتی چلی جائیں حتیٰ کہ مسیح کے ظہور کے دن وہ اپنی کاملیت کو پہنچ چکی ہوں۔

۲۔ پولس کی موجودہ حالت (۱ : ۱۲-۲۶)

پولس اپنی موجودہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے اپنے قاریوں کو بتاتا ہے کہ اُس کی یہ حالت بھی انجیل کی ترقی کا باعث بن رہی ہے۔ اسی کی وجہ سے

مسیح کا تذکرہ ہر خاص و عام کی زبان پر ہے۔ بادشاہ کا محافظ دستہ جس کو پولس کی نگرانی کے لئے تعینات کیا گیا تھا اُسے بھی پتہ تھا کہ وہ انجیل کے سبب سے قید ہے۔ اور پولس اس بات کی کہ انجیل کے پیغام کا مطلب کیا ہے بڑی فکر کے ساتھ ان کے سامنے وضاحت کرتا ہے۔ رومی مسیحیوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور انجیل کی منادی اَور زیادہ جوش اور قوت سے کرنا شروع کر دی اُن میں سے کچھ اُس کے ساتھ محبّت اور اتحاد کی روح میں ایسا کرتے تھے۔ لیکن کئی ایک ایسے بھی تھے جو اُس کو اور اُس کے کام کو ناپسند کرتے تھے اور اُنہیں یہ اُمید تھی کہ پولس اُنہیں خدمت کرتے دیکھ کر اور خود کو بے کار پا کر محرومی اور خفگی محسوس کرے گا لیکن اُسے اس قسم کا کوئی احساس نہ ہُوا! جہاں تک انجیل کی تبلیغ کا سوال ہے تو اس کے لئے مبلغین کے مقاصد اتنی اہمیت کے حامل نہیں تھے۔ "مسیح کی منادی ہوتی ہے .... اور اس سے میں خوش ہوں" (آیت ۱۸)۔

قانون کے مطابق پولس قیصر کا قیدی ہے مگر اُس کے اپنے نقطۂ نظر کے مطابق وہ مسیح کا ایلچی ہے جس کو اس وقت "خوشخبری کی جوابدہی کے واسطے مقرر" کیا گیا ہے (آیت ۱۶)۔ وہ جانتا تھا کہ جلد ہی اُس کا مقدمہ شاہی عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ اُسے سب سے زیادہ اس بات کی تشویش تھی کہ جب اُسے اپنے دفاع میں کچھ کہنے کا موقع ملے گا تو وہ وہی کچھ کہے گا جس سے مسیح کے نام کو جلال ملے گا۔ عدالت میں اُس کے پاس خوشخبری سنانے کا ایک انوکھا موقع ہو گا تاکہ وہ انجیل کی حقیقت کی سلطنت کے مرکز میں وضاحت کرے اُسے اس بات کا کچھ اندازہ نہیں کہ مقدمے کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ اُسے بری کر دیا جائے گا یا سزا دی جائے گی (جس کا مطلب غالباً موت کی سزا ہو گا)۔ اگر سزا ئے موت ہو

بھی تو اُس کے لئے فائدہ مند ہی ہے کیونکہ وہ فانی زندگی سے آزاد ہو کر مسیح کے پاس چلا جائے گا۔ تاہم اُس کے عزیز اُس کے بری ہونے کیلئے بہت دُعا کر رہے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ اُن کے لئے بہتر ہوگا بشرطیکہ اسے کچھ دیر کے لئے اور زندہ رہنے کا موقع مل جائے۔ اسلئے اُسکا خیال تھا کہ غالباً اُن کی دعائیں سُنی جائیں گی اور وہ قید سے چھوٹ جائے گا۔

۳۔ تحمل، اتحاد اور گواہی کیلئے ہمت افزائی

ا۔ مخالفین کا سامنا تحمل سے کریں (۱: ۲۷ - ۳۰)

اس دوران وہ اُن پر زور دیتا ہے کہ وہ اپنی مسیحی وفاداری کو برقرار رکھیں اور اپنی گواہی میں یگانگت کو قائم رکھیں۔ اگر اُنہیں مخالفین کا سامنا ہے تو پولس کو بھی ہے۔ جب لوگ کسی مقابلہ میں ہوتے ہیں تو مخالفین کا ہونا ناگزیر بات ہے۔ اُن کے مخالفین انہیں یاد دلاتے تھے کہ وہ اور پولس مسیح کی خاطر ایک ہی مقابلہ میں شریک ہیں۔

ب۔ اتحاد کے لئے اپیل (۲: ۱ - ۵)

پولس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ وہ مسیحی گواہی کے اتحاد کو محفوظ رکھیں۔ لیکن اُس تک پہنچی ہوئی خبروں سے اُس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ اُن کا اتحاد جس قدر گہرا اور مضبوط ہونا چاہیئے اُس قدر نہیں ہے۔ وہ اُن سے یکساں سوچ اور احساسات رکھنے کی درخواست کرتا ہے کیونکہ اسی طرح وہ اُسکے خوشی کے پیالہ کو لبریز کر سکتے ہیں۔ انکساری اُن کے کردار کا خاصہ ہونا چاہیئے

نہ کہ غرور اور خود پسندی۔ اپنی عزت و بڑائی چاہنے کی بجائے اُنہیں دوسروں
کی عزت کرنی چاہیئے اور اپنے فائدے کی بجائے اُنہیں دوسرے کے فائدے کو
ترجیح دینی چاہیئے۔ اُن سب کا مزاج ایک ہوگا بشرطیکہ سب کا مزاج مسیح
جیسا ہو۔

ج۔ مسیح کے جلال کا گیت (۲ : ۶ – ۱۱)

مسیح کے مزاج کی تعریف ایک قدیم ترانۂ حمد یا اقرار کی صورت میں
جس سے وہ غالباً کافی مانوس تھے کی گئی ہے۔ اُس کا مزاج کس طرح ظاہر ہوا؟
لینے سے نہیں بلکہ دینے سے، خود پروری سے نہیں بلکہ خود کو خالی کرنے سے
اُس نے بنائے عالم سے پیشتر کی اپنی الٰہی فطرت کو اپنے فائدے کے
لئے ہرگز استعمال نہ کیا بلکہ انسانی صورت اختیار کر کے اور زمین پر دوسروں
کی خدمت کر کے خاکسار بن گیا۔ اُس میں خدا کا کامل ظہور تھا اور یہ ظہور خادم
کی صورت میں تھا۔ علاوہ ازیں اُسے خدا کی فرمانبرداری کی راہ پر حقیر ترین موت
یعنی صلیبی موت اٹھانی پڑی۔ لیکن چونکہ اُس نے اپنے آپ کو خاکسار کر دیا
اسلئے خدا نے بھی اُسے سربلند کر دیا اور اُسے سب سے اعلیٰ نام بخشا۔ خدا ہی
کو یہ پسند آیا کہ آسمان، زمین اور زمین کے نیچے کے سب گھٹنے یسوعؔ نام
پر جھکیں اور ہر زبان یہ اقرار کرے کہ وہ ہی خداوند ہے۔

د۔ مسیحی گواہی کے لئے پکار (۲ : ۱۲ – ۱۸)

ایک بار پھر پولسؔ فلپّی کے عزیزوں پر زور دیتا ہے کہ وہ اتحاد
کی روح کو فروغ دیں اور بے نقص زندگی گزاریں۔ چونکہ وہ خدا کے فرزند

پس اس لئے اُنہیں خدا کے فرزندوں جیسی زندگی گزارنی چاہیئے تاکہ دوسرے اُن میں اُن کے آسمانی باپ کے فضل کو دیکھ سکیں۔ تب وہ اردگرد کی دنیا کے اندھیرے میں چراغوں کی مانند چمکیں گے اور جو روشنی وہ پھیلائیں گے وہ زندگی کا پیغام ہوگی یعنی کہ انجیل مقدّس۔ اُن کی وفاداری خدا کے حضور قابلِ قبول قربانی ہوگی تاہم اگر اُن کی قربانی کو مکمل کرنے کے لئے مزید کوئی چیز درکار ہوئی تو پولس اُس کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار تھا۔ اگر بالآخر اُسے جامِ شہادت بھی پینا پڑے تو یہ بھی اُنہی کے فائدے کے لئے ہوگا نہ کہ اُس کے اپنے۔

۴۔ تیمتھیس اور اِپفردتُس

۱۔ تیمتھیس اور اُس کی جاں نثار خدمت (۲:۱۹-۲۴)

جونہی اُسکو پتہ چلے گا کہ آئندہ اُس کے حالات کیسے ہوں گے وہ تیمتھیس کو خبر دینے کے لئے فلپّی بھیج دے گا۔ اُسے اُمید ہے کہ بعد ازاں وہ خود اُن سے ملنے جائے گا۔ وہ یقیناً تیمتھیس سے مل کر بہت خوش ہونگے جس نے بے مثال خلوص کے ساتھ اُس کی خدمت کی ہے۔ تقریباً دس سال پہلے کی بات ہے اُنہوں نے تیمتھیس کو دیکھا تھا، جب اُس نے کچھ دیر پہلے پولس کے ساتھ مسیح کی خدمت شروع کی تھی۔ اِن سالوں کے دوران اُس نے پولس کی بے غرض مدد کی تھی اور اُس کی یوں فکر کی تھی جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کی کرتا ہے۔ تیمتھیس اُن کے لئے نہایت موزوں مہمان ثابت ہوگا۔ وہ دیکھیں گے کہ وہ بھی پولس کی طرح اُن کی روحانی ترقی کیلئے

شفقت آمیز فکر رکھتا ہے۔

ب۔ اِپفردتس اور اُس کی بیماری (۲: ۲۵-۳۰)

خیر اس وقت وہ اِپفردتس کو اُن کے پاس واپس بھیج رہا تھا۔ اِپفردتس اُنہی کا ساتھی تھا، جسے حال ہی میں انہوں نے پولس کے لئے تحفہ دے کر بھیجا تھا۔ لیکن سفر نے (جو غالباً چالیس دن کا تھا) اُس کی صحت پر کافی اثر کیا۔ چنانچہ وہ اِس قدر بیمار ہو گیا کہ موت کے قریب جا پہنچا۔ فلپی کے مسیحی چاہتے تھے کہ خود پولس کی خدمت کریں۔ لیکن یہ ممکن نہ تھا اس لیے اُن کی خواہش تھی کہ اِپفردتس اُس کے پاس رہ کر ان کی جگہ اس کی خدمت کرے۔ اِپفردتس خود بھی ایسا ہی کرنا چاہتا تھا، لیکن پولس جانتا تھا کہ جتنا جلدی ہو سکے اِپفردتس فلپّی واپس چلا جائے اُتنا ہی اُس کے حق میں بہتر ہو گا۔ اسی لئے اس نے زور دیا کہ وہ واپس چلا جائے اور غالباً یہ خط بھی اُس نے اُسی کے ہاتھ بھیجا۔ خط میں وہ فلپیّوں پر واضح کرتا ہے کہ وہ اِپفردتس کو واپس بھیجنے کی ساری ذمہ داری اپنے سر لیتا ہے۔ وہ اُن کے سامنے اِپفردتس کی تعریف اُس شخص کی طرح کرتا ہے جو کلیسیا میں خاص عزت و مقام کے لائق ہو۔ درحقیقت تیمتھیس اور اِپفردتس نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ کافی حد تک مسیح کے مزاج کے ہیں۔ اور یہی کچھ پولس کے بارے میں بھی کہا جا سکتا تھا۔

ج۔ پہلا اختتام: "خوش رہو!" (۳: ۱)

یہاں پولس کہتا ہے "غرض اے بھائیو" جس کو پڑھ کر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں شاید خط ختم ہونے لگا ہے۔ دراصل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فلپیوں ۳: ۲-۴: ۹

میں پائے جانی والی بہت سی تنبیہات اور حوصلہ افزائیاں پولس کے کسی پہلے خط کا حصہ ہوں جو اُس نے فلپیوں کو کبھی لکھا ہو اور جن کو پولس کے ادبی باقیات کو اکٹھا کرتے ہوئے اس بڑے خط میں اشاعت کے لئے شامل کر لیا گیا ہو۔ لیکن اس کے متعلق بھی کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا۔

"خداوند میں خوش رہو" فلپیوں کے خط کا بنیادی خیال ہے۔ انہی الفاظ کو خط میں بار بار استعمال کیا گیا ہے۔

۵۔ نصیحت اور حوصلہ افزائی

ا۔ شریعت پرستوں کے بارے میں آگاہی (۳: ۲، ۳)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر اچانک پولس ان آدمیوں کے بارے میں خبردار کرتا ہے جو اُس کی نظر میں سیاہ کاری میں ملوث ہیں۔ اُن کے متعلق اُس کی سخت زبان اُسی جوش و جذبے کی ترجمانی کرتی ہے جس کی عکاسی "جھوٹے نبیوں" کو ملامت کرتے ہوئے ۲۔ کرنتھیوں ۱۱: ۱۳ میں پائی جاتی ہے۔ غالباً یہاں بھی پولس کی نظر میں اُسی قسم کے لوگ ہیں۔ چونکہ وہ ختنہ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں اس لئے پولس اُن کو کٹوانے والا گروہ کہتا ہے۔ اُس کی نظر میں حقیقی ختنہ باطنی پاکیزگی ہے جو خدا کے روح کی بدولت خدا کے لوگوں میں آتی ہے۔

جہاں تک پولس کے علم میں ہے وہ فتنہ انگیز لوگ ابھی تک فلپی میں نہیں آئے لیکن ہو سکتا ہے کہ کسی بھی وقت آ جائیں اسی لئے پولس اُنہیں پہلے ہی اُن کے متعلق خبردار کرتا ہے۔

ب۔ زندگی میں پولس کا نصب العین (۳: ۴-۱۶)

۲۔کرنتھیوں ۱۱: ۲۱، ۲۲ کی طرح یہاں بھی پولس یہی کہتا ہے کہ اگر اُسے اپنی وراثت اور کامیابیوں پر فخر کرنے کی ترغیب دی گئی جس طرح کہ وہ فتنہ انگیز لوگ کرتے ہیں تو وہ اُن سے کہیں زیادہ مؤثر ثبوت پیش کر سکتا ہے۔ لیکن وہ صرف چند ایک کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اب وہ اُنہیں اُن تمام چیزوں کے مقابلہ میں جو اُسے مسیح میں حاصل ہوئی ہیں کوڑا کرکٹ سے بڑھ کر نہیں سمجھتا۔

ایک وقت تھا جب پولس خدا کی مقبولیت حاصل کرنے کا آرزومند تھا، اور وہ سمجھتا تھا کہ اِس کو اُس کامل راستبازی کے ذریعے جو یہودی شریعت نے مقرر کی تھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اب اُس نے انجیل میں خدا کی طرف سے مہیا کردہ راستبازی کی قدر کرنا سیکھ لیا اور اب وہ جانتا ہے کہ اُس نے خود مسیح میں ایمان کے ذریعہ گناہوں کی معافی حاصل کی ہے۔ خدا کی مقبولیت حاصل کرنا کوئی ایسا معاملہ نہیں رہا جس کو ذاتی کوششوں یا معیار سے حاصل کیا جا سکے۔ اُسے یہ نعمت آسمانی فضل کے ذریعہ سے عطا ہوئی ہے۔ اب اس کا مقصد مسیح کے علم میں ترقی کرنا ہے، مسیح کے دکھوں میں شریک ہونا ہے، اُس کے جی اُٹھنے کی قدرت کا تجربہ حاصل کرنا ہے، اُس کی طرح موت قبول کرنی ہے اور اُس کے ساتھ جی اُٹھنا ہے۔ بالکل مسیح کی مانند بن جانا کاملیت کی انتہا ہے جس کو وہ ابھی تک حاصل نہیں کر سکا اور جب تک وہ اس فانی جسم میں رہتا ہے، اسے حاصل نہیں کر سکے گا۔ لیکن اس کا یہی مقصد ہے۔ وہ اس مقام تک پہنچنے کے لئے ہر کوشش بروئے کار لاتا ہے۔ ایک کھلاڑی کی طرح جو دوڑ جیتنے کی کوشش کر رہا ہے وہ بھی اُس نشان کی طرف سیدھا

دوڑا چلا جا رہا ہے تاکہ ایک دن انعام حاصل کرنے کے لئے اُسے خدا اوپر بلائے۔ لیکن انعام اس کے سوا کیا ہوگا کہ اُس کا مقصد مکمل ہو جائے گا یعنی وہ بالکل مسیح کی مانند ہو جائے گا اور اُسے اُسی طرح جانے گا جیسا کہ وہ خود جانا گیا ہے۔

جو روحانی طور پہ بالغ ہیں وہ بھی اسی مقصد کو اپنائیں۔ اگر ابھی تک کچھ ایسے ہیں جو اُس کو اپنا واحد نصب العین نہیں بنا سکے یا یہ اندازہ نہیں لگا سکے کہ نصب العین میں کیا کیا شامل ہے، تو خدا اُن پر ظاہر کر دے گا۔ پولس اُن پر جو خدا کی مرضی پوری کرنا چاہتے ہیں مہربان اور حلیم ہے۔ جیسے جیسے وہ اُس نور کے مطابق جو اُنہیں حاصل ہوا تھا اپنی زندگی گزاریں گے اور پولس اور اُس کے ساتھیوں کے نمونہ کو اپنائیں گے تو اُنہیں مزید رہنمائی حاصل ہوگی۔

ج۔ عیش پرستوں کے خلاف نصیحت (۳: ۱۷-۱۹)

بہت سے ایسے استاد تھے جو مختلف شہروں و ملکوں میں گھوم پھر کر تعلیم دیتے تھے مگر اُن کی اپنی زندگیاں اچھا نمونہ پیش نہیں کرتی تھیں۔ پولس صاف دلی سے اپنا نمونہ پیش کر سکتا ہے لیکن وہ اُن بعض ایک کی بات کرتا ہے (ضروری نہیں کہ وہ فلپی میں ہی ہیں) جو اس طرح کی زندگی گزارتے ہیں کہ جیسے کہ انجیل اُنہیں گناہ سے لطف اندوز ہونے کی اجازت دیتی ہو، اور وہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ پولس اپنے قاریوں کو خبردار کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو "مسیح کی صلیب کے دشمن" کے نام سے پکارتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں پولس بالکل اُسی طرح خبردار کرتا ہے جیسے اُس نے انتہائی مخالف گروہ یعنی شریعت پرستوں

میں کیا تھا۔ صرف کرنتھس میں ہی پولس کو دو معافوں کے بارے
نہیں کرنی پڑی بلکہ یہاں بھی تقریباً ایسا ہی تھا۔

د۔ آسمان کے شہری (۳: ۲۰، ۲۱)

لیکن مسیح میں ایمانداروں کو اس طرح کی زندگی گزارنی چاہئے جو آسمانی شہریوں کے شایانِ شان ہو۔ (اس کے پیچھے شاید یہ خیال ہو کہ جیسے فلپی روم کی ایک بستی تھی اسی طرح ہر مسیحی جماعت آسمانی بستی ہے)۔ وہ اپنے نجات دہندہ کے منتظر ہیں جو اُن کے حقیقی گھر سے آنے کو ہے تا کہ وہ آکر اُن کے مٹی کے فانی بدنوں کو تبدیل کر دے حتیٰ کہ وہ اُس کے جی اُٹھے بدن کے جلال میں شریک ہوں۔ اسی توقع کے باعث پولس اپنے قاریوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ خداوند میں ثابت قدم رہیں۔

ہ۔ وفاداری، اتحاد، خوشی اور میل ملاپ کیلئے اپیل (۴: ۱-۷)

اس نئی تاکید میں پولس شخصی بات بھی کرتا ہے۔ وہ دو خواتین یوودیہ اور سُنتخے سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ یکدل رہیں کیونکہ یہ مسیحیوں کا شیوہ ہے۔ لگتا ہے کہ وہ اُنہیں اچھی طرح سے جانتا تھا اور اُسے اُن پر مکمل اعتماد تھا کہ وہ اُس کی اس بات سے ہرگز خفا نہ ہوں گی کہ اُن کے ناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ پُرتپاک اور قدردانی کے الفاظ سے اُن دونوں کے بے پناہ تعاون کا ذکر کرتا ہے جو انہوں نے پولس کے ساتھ انجیل کی خدمت میں کیا تھا۔ آیت تین میں وہ کہتا ہے، "انہوں نے میرے ساتھ ساتھ خوشخبری پھیلانے میں .... جانفشانی کی"۔ ۱: ۲۷ میں بھی وہ مجموعی طور

کلیسا کا تذکرہ کرتے ہوئے اسی قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ کون شخص ہے جسے پولس "اے سچے ہم خدمت" کہہ کر پکارتا ہے اور جس کو اُس نے اِن عورتوں کی مدد کرنے کے لئے کہا۔ شاید وہ لوقا تھا۔

چونکہ خداوند ہمیشہ قریب ہے، اس لئے اُنہیں کسی بات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ خدا کا اطمینان اُن کے دِلوں کو محفوظ رکھے گا۔

۵۔ غور و فکر کے لئے خوراک: دوسرا اختتام (۴: ۸، ۹)

وہ اپنے ذہنوں کو پاک، شرافت اور دلکش باتوں کی خوراک سے بھر لیں۔ کسی کی سوچوں کا مضمون ہماری سیرت کو ڈھالتا ہے۔ وہ پولس کی تعلیمات اور اُس کے نمونہ کی پیروی کریں۔ پولس نے اس سلسلہ میں کس قدر احتیاط برتی ہے کہ اُس کے قول و فعل سے اُس کے نو مسیحی کسی طرح کی گمراہی میں نہ پڑ جائیں! خیالوں اور زندگی میں وہ اعلیٰ اقدار کو ملحوظِ خاطر رکھ کر نہ صرف خدا کے اطمینان کو حاصل کر لیں گے بلکہ خدا جو اطمینان کا سرچشمہ ہے اُن کے ساتھ ہو گا۔

۶۔ تحفے کا شکریہ (۴: ۱۰-۲۰)

اب وہ اُس امداد کا شکریہ ادا کرتا ہے جو فلپیوں نے اِپفردتس کے ہاتھ اُس کے لئے بھیجی تھی۔ وہ اُن کی ابتدائی دنوں کی سخاوت کو یاد کرتا ہے جس کا مظاہرہ اُنہوں نے فلپی میں انجیل کی منادی کے فوراً بعد کیا تھا۔ اُنہوں نے اُسے نہ صرف اُس وقت امداد بھیجی جب وہ فلپی سے

تھسلنیکے روانہ ہوا بلکہ تب بھی جب وہ مکدنیہ کو چھوڑ کر تھسس میں مقیم ہو گیا۔ لیکن کچھ دیر سے اُنہیں ایسا کرنے کا "موقع نہ ملا" تھا کیونکہ اُس نے خود اُنہیں یہ کہہ دیا تھا کہ تمام ہدیہ جات یروشلیم کے امدادی فنڈ کے لئے مختص کر دیئے جائیں۔ لیکن اب جو پیسہ اکٹھا کیا گیا تھا یروشلیم پہنچایا جا چکا تھا۔ پولس اب ایسے حالات میں تھا جہاں اُسے اپنے لئے روزی کمانا مشکل تھا (کیونکہ ہتھکڑی سمیت جس کا دوسرا سرا رومی سپاہی کے ساتھ بندھا ہوتا تھا۔ خیمہ دوزی کا کام کرنا بہت مشکل تھا)۔ پولس کے لئے فکر و محبت کے جذبات فلپیوں کے دل میں ہمیشہ ہی رہے تھے تاہم اس مرتبہ یہ جذبات ایک بار نمایاں طور پہ سامنے آئے تھے کیونکہ اس مرتبہ اُنہیں پھر پولس کو ذاتی طور پر امداد دینے کا موقع میسر آیا تھا۔ پولس اُن کی اس امداد کے بدلے شکر و محبت کے جذبات کا اظہار کرتا ہے اور وہ اُس جذبہ کی قدر کرتا ہے جس کے تحت یہ سب کچھ کیا گیا تھا۔ وہ اُنہیں یقین دلاتا ہے کہ جس طرح اُنہوں نے اُس کی ضروریات کا خیال کیا ہے اُسی طرح خدا بھی اُن کی ہر طرح کی احتیاج رفع کرے گا۔

۷۔ آخری سلام اور کلماتِ برکت (۴ : ۲۱-۲۳)

وہ اپنا محبت بھرا سلام اُنہیں بھیجتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے ساتھیوں اور روم کے تمام مسیحیوں کی طرف سے بھی، اور خاص طور پہ "بادشاہ کے گھرانے" کے مسیحیوں کی طرف سے جس میں غلام، آزاد اور دوسرے کئی خدمت گزار شامل تھے۔ بادشاہ کے ان خدمت گزاروں میں چند ایک اعلیٰ عہدوں پہ متعین تھے۔ پھر وہ دعا کے ساتھ اپنا خط ختم کرتا ہے۔

✲✲✲✲✲✲✲✲

باوجود اس کے کہ پولس فلپیوں کی روحانی لیگانگت کے متعلق فکرمند تھا تو بھی اس کلیسیا نے دوسری کلیسیاؤں کی نسبت اسے کم ہی پریشان کیا۔ پچاس سال بعد بھی اُن کا تقریباً وہی رویہ تھا جس کا عکس ہمیں پولس کے خط سے ملتا ہے۔ تقریباً سنہ ۱۱۰ء میں سوریہ میں انطاکیہ کے بشپ اِغناطیوس کو محافظ دستہ کی حراست میں روم لے جایا گیا تاکہ وہاں اُسے میدان میں شہید کیا جائے۔ روم لے جاتے ہوئے اُسے کچھ دیر کے لئے فلپی میں ٹھہرایا گیا۔ اس مختصر قیام کے دوران فلپیوں نے جو کچھ وہ اُس کی سختیوں کو کم کرنے کے لئے کر سکتے تھے، کیا۔ اور اُس میں اس قدر دلچسپی ظاہر کی کہ انہوں نے سمرنہ کے بشپ پولکارپ کو لکھا کہ وہ اِغناطیوس کے خطوط کی نقل بھیجے جو اُس نے پولکارپ اور آسیہ کی دوسری کلیسیاؤں کو لکھے تھے۔ پولکارپ نے اُن کے کہنے کے مطابق کیا اور خطوط کی نقل کے ساتھ ایک تمہیدی خط بھی بھیجا۔ فلپیوں کے نام پولکارپ کا یہ خط محفوظ ہے۔ اسی خط سے ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ فلپی کی کلیسیا نے نہ صرف اپنی "حقیقی محبت" اور "ثابت قدم ایمان" کو برقرار رکھا تھا بلکہ انجیل کو پھیلانے کا جوش بھی، جس کی تعریف پولس نے اپنے خط میں کی تھی۔

ساتواں باب

پولُس کے خطوط کا مستقل پیغام

ممکن ہے نئے عہد نامہ کے خطوط کو پہلی صدی عیسوی کے لوگوں کی زندگی اور اُن کی سوچ و فکر کے متعلق معلومات کے ذریعہ کے طور پر پڑھا جائے، اور بلاشبہ یہ خطوط اس قسم کی معلومات فراہم کرنے کا ایک مفید ذریعہ ہیں۔ لیکن مسیحیوں کی نظر میں اِن کو پڑھنے کی یہی بنیادی وجہ نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ پہلی صدی کی دستاویزات ہیں اور اُن کو صحیح طور پر سمجھنے کے لئے اُن کے تاریخی گردو پیش کا علم ہونا ضروری ہے۔ لیکن وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہیں کیونکہ وہ بیسویں صدی کے مرد و خواتین کے لئے خدا کے کلام کا حصّہ ہیں۔ اور آج بھی ان کو پڑھنے سے ہمارا بنیادی مقصد یہی ہے کہ خدا کی اُن باتوں کو سُنیں جو وہ ہم سے موجودہ حالات میں کہتا ہے۔

ہمیں اُن خصوصیات میں جو خاص پہلی صدی سے تعلق رکھتی ہیں اور اُن میں جو ہر صدی کے مسیحیوں کے لئے ایک مستقل پیغام رکھتی ہیں امتیاز کرنا سیکھنا چاہیئے۔ اس زمانے سے متعلق خصوصیات اس قدر اہمیت کی حامل نہیں ہیں۔ ان تصنیفات کی اصل روح ان کا مستقل پیغام ہے۔ مثال کے طور پر ہم کلیسیا میں عورتوں کے سر ڈھانپنے سے متعلق پولُس کی ہدایات (۱۔کرنتھیوں ۱۱: ۲-۱۶) کے مقصد کو مزید اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں جب ہمیں اس سلسلہ میں اُن جگہوں اور زمانہ کے

رسم ورواج کے متعلق کچھ معلوم ہو۔ لیکن پوری بائبل کی طرح ان خطوط کا بھی تعلق لاتبدیل امور سے ہے یعنی اُن امور سے جو پولس کے دَور کے مسیحیوں سے تعلق رکھتے تھے اور آج کے دَور کے مسیحیوں سے بھی اُن کا اسی قدر تعلق ہے۔ اور جیسا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ پولس اِن واقعات کو ذاتی طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ مسیح کے ایلچی کے طور پر۔ اُس کا مقصد اپنے نظریات کو اپنے قاریوں کے سامنے پیش کرنا نہیں تھا، بلکہ اُنہیں اس قابل بنانا تھا کہ وہ مسیح کی سوچ اور ارادہ کو زیادہ سے زیادہ جان جائیں۔ وہ اپنے اس مقصد میں اس قدر کامیاب ہوا کہ آج بھی جب ہم ان خطوط کو جتنا زیادہ پڑھتے اور جتنا زیادہ اِن پر غور کرتے ہیں اُتنا ہی زیادہ اِن کے پیچھے مسیح کے دوامی اختیار کو معلوم کر سکتے ہیں۔

تھسلنیکیوں کے نام خطوط

دوسری آمد

تھسلنیکیوں کے نام دونوں خطوط کا بیسویں صدی کے مسیحیوں کے لئے کیا پیغام ہے؟ اِن خطوط کا بیشتر حصّہ مسیح کی دوسری آمد سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہ مضمون ہمارے دَور کے مسیحیوں کی سوچ و فکر میں اہم کردار ادا نہیں کرتا؟ یہ حقیقت کہ ہم اپنے عقائد کو پڑھتے ہوئے مسلسل اس ایمان کا اقرار کرتے ہیں کہ مسیح "زندوں اور مُردوں کی عدالت کرنے کے لئے" باپ کے دہنے سے آنے والا ہے ہمیں یاد دلاتی ہے کہ یہ ایمان ماضی کے مسیحیوں کے ایمان کا ایک اہم جُزو ہے۔

"تاہم ہمیں اقرار کرنا چاہیئے کہ موجودہ دَور کے اکثر مسیحیوں کے ہاں

مسیح کی دوسری آمد کی تعلیم زبانی کلامی تک ہی محدود ہے۔ جو لوگ .. مسیح کی دوسری آمد کے سلسلہ میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس کی روشنی میں کنٹرول کرتے ہیں ان کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ حد سے تجاوز کر رہے ہیں لیکن ایمان کے ایک تاریخی عقیدہ کو سنجیدگی سے اپنانے کو کسطرح سے تجاوز قرار دیا جا سکتا ہے؟ بلاشبہ اُس کی کسی حد تک یہ وجہ ہے کہ بعض اچھے لوگوں کے اس عقیدے کے متعلق غلط خیال اور غلط رویّے کے باعث اس کی رسوائی ہوئی۔ ہم وقتاً فوقتاً دیندار اشخاص کے متعلق یا ایسے گروہوں کے متعلق سنتے رہتے ہیں جو مکاشفہ اور دانی ایل کی کتاب سے عددی حساب کتاب کر کے .. مسیح کی دوسری آمد کا بڑے وثوق سے فیصلہ کرتے ہیں۔ وہ اپنی ان تحقیقات کی خوب مشہوری کرتے ہیں جو بعد ازاں غلط ثابت ہوتی ہیں۔ کئی دفعہ تو ایسا ہوا کہ یہ لوگ اپنی تحقیقات کی پیروی میں اس حد تک بڑھ گئے کہ اپنی جائداد وغیرہ بیچ دی اور متوقع دن کے انتظار میں اپنی نوکری بھی چھوڑ دی۔ ایسی باتوں کا اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا کہ اُن کے ساتھی مسیحیوں کی اکثریت کو یقین ہو جاتا ہے کہ .. مسیح کی دوسری آمد کو عملی مقاصد کے لئے ذہنوں سے نکالا جا سکتا ہے۔

لیکن اس قسم کی باتیں صدیوں سے ہوتی آرہی ہیں۔ پولس کے دنوں میں بھی تھسلنیکیوں میں کچھ لوگ ایسا ہی کر رہے تھے۔ اگر ہم غور سے دیکھیں کہ پولس نے اُن کے ساتھ کس قسم کا برتاؤ کیا تو ہم اس عقیدہ کے صحیح اور غلط استعمال میں امتیاز کرنا سیکھ جائیں گے۔

مسیحی اُمید

مسیح نے تاریخ کا مالک ہونے کے دعوے کو صحیح ثابت کر دیا ہے

اور تاریخ کا خداوند ہونے ہوئے وہ تاریخ کو اس کی مقررشدہ منزل تک پہنچا رہا ہے۔ وہ منزل" اس کی موجودگی کا اظہار ہے" ۲-تھسلنیکیوں ۲:۱)-۹۹ ہمیشہ اپنے لوگوں کے پاس موجود ہے، لیکن ایک دن اُس کی موجودگی عالمگیر طور پر آشکارا ہوگی اور دیکھی جاسکے گی۔ پولس چاہتا ہے کہ ہمیں ..مسیح کی دوسری آمد کا پختہ یقین ہو، تو بھی ہم اس کے فوری ہونے کے خیال میں مبتلا نہ ہوجائیں۔ وہ خود یہ نہیں جانتا تھا کہ اُس واقعہ تک وہ زندہ بھی رہے گا یا نہیں۔ اُسے مسیح کی آمد پر زندہ ہونے کی اُمید تو ہے مگر یقین نہیں۔ وہ ..مسیح کی آمد کے متعلق تمام تاریخیں مقرر نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اُس نے عام طور پر ..مسیحی "نجات کی اُمید" کی تصویرکشی کے لئے ۲-تھسلنیکیوں کے کشفی تصورات استعمال کئے۔ اُس کی اپنی غرض یہ تھی کہ جس کام کے لئے اُسے مقرر کیا گیا ہے وہ اُسے وفاداری سے کرتا جائے تاکہ اگر وہ دن اُس کی زندگی میں ہی آجائے تو تیار پایا جائے اور اُسے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اپنے نومریدوں کے لئے بھی اس کی یہی فکر تھی کہ وہ "مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں" (۱-تھسلنیکیوں ۵:۲۳)۔ ..مسیحی اُمید مفت خوروں کی کوئی حمایت نہیں کرتی۔ اس کے برعکس یہ مسیحیوں کے لئے محرک بن جاتی ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو مستعدی سے سرانجام دیں، ضرورت مندوں کی مدد کریں اور اپنی روزمرہ کی زندگی سے انجیل کی تعریف و توصیف کا باعث بنیں۔

اس کے ساتھ ساتھ مسیحی اُمید اداس وغمگین لوگوں کے لئے ناقابل بیان تسلی کا باعث بنی۔ خدا جس نے ..مسیح کو مردوں میں سے زندہ کیا تھا، مسیح کے لوگوں کو بھی زندہ کرے گا۔ جی اُٹھنے اور از سرِنو ..مسیح کے ساتھ ابدی ملاپ کی یہ یقینی اُمید، اُس پر ایمان لانے سے حاصل ہوتی تھی جس نے

اپنے آپ کو موت کا فاتح ثابت کیا تھا۔ پہلی صدی عیسوی میں قبروں کے کتبے اور افسوس کے خطوط ان لوگوں کی عکاسی کرتے ہیں "جو اوروں کی مانند نا اُمید ہیں" (۱۔ تھسلنیکیوں ۴: ۱۳)۔ ابتدائی مسیحیوں نے اپنے مرنے سے اور اپنے طرزِ زندگی سے انجیل کی تعریف و توصیف کی۔ اِس زمانہ کے مسیحی بھی ایسا کر سکتے ہیں۔

گناہ پر فتح

مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کو بلا مبالغہ آج کی دنیا میں گناہ کی قوت کے شواہد نظر آتے ہیں۔ گناہ اس قدر طاقتور ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے اس نے اپنا ایک آزاد وجود لے لیا ہے اور یہ اپنی خوفناک مرضی کرنے پر مُصر ہے اور اس کو روکنے کی تمام کوششیں عبث ہیں۔ یہاں بھی پولس حوصلہ افزائی کا پیغام دیتا ہے۔ ۲۔ تھسلنیکیوں ۲: ۳۔ ۱۰ میں وہ گناہ کے بالآخر تجسم کی تصویر کھینچتا ہے۔ گناہ کا یہ شخص اس قدر اخلاقی احساس سے محروم ہوگا کہ پوری وفاداری طلب کرے گا اور ساتھ ساتھ وہ اتنا چالاک ہوگا کہ ایماندار بھی اسکی باتوں میں آنے کے خطرے میں ہوں گے۔ خدا کی اُلٹ دینے والی اس قوت پر فتح کی کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ ہماری عقل اور طاقت کا کوئی ذریعہ بھی کارگر ثابت نہ ہوگا۔ لیکن تمام بدی اپنی اس بدترین صورت سمیت مسیح کے ظاہر ہونے پر ختم ہو جائے گی۔

لہٰذا پولس مسیح کی دوسری آمد کی تعلیم کو عملی ہوشمندی سے بیان کرتا ہے۔ وہ اسے مسیحی ایمان اور محبت کے محرک کے طور پر اور موت کے طور پر اور موت اور گناہ کی قوت کا سامنا کرنے کے لئے مضبوط حوصلہ افزائی کے طور پر

ہیش کرتا ہے۔ مسیح نے موت اور گناہ پہ پہلے ہی فتح پالی ہے۔ لیکن اس کی فتح کے پھل عالمگیر سطح پر پورے طور پہ ابھی ظاہر ہونے کو ہیں۔ اس اثنا میں ہم جو "زمانوں کے درمیان" زندگی گزارتے ہیں نہ صرف یہ جانتے ہیں کہ وہ یہاں اور اس وقت ہمارے ساتھ فاتح اور نجات دہندہ کے طور پر موجود ہے بلکہ ہمیں اس بات کا بھی پختہ یقین ہے کہ ہمارا مستقبل، شخصی اور ساری دنیا کا مستقبل اُسی سے وابستہ ہے۔

کرنتھیوں کے نام خطوط

بے دین ماحول میں مسیحیّت

نئے عہد نامہ کے ایک عالم نے کرنتھیوں کے نام پہلے خط کے لئے "عیش وعشرت کے میلے میں خُدا کی کلیسیا" کا عنوان کیا ہے۔ جن حالات کے پیش نظر پولس نے کرنتھیوں کے نام اپنے خطوط لکھے، آج بھی جب کبھی ایسے ماحول میں جس کا اخلاقی معیار بالکل غیر مسیحی ہو، مسیحیّت متعارف کرائی جاتی ہے تو اُسی طرح کے حالات نمودار ہو جاتے ہیں۔ پھر ہمیں یہ توقع کرنی چاہیئے کہ جس طرح کرنتھس میں کرنتھیوں کے نام خطوط نے اپنا اثر چھوڑا، اسی طرح اُن تمام نئی کلیسیاؤں میں خصوصاً اُن میں جو بے دین ماحول کے عین درمیان میں ہوتی ہیں کرنتھیوں کے نام خطوط کی "قدرت" اپنا رنگ دکھائے گی۔ نومسیحی پرانے رسم ورواج اور پرانے دوستوں کی طرف رغبت محسوس کریں گے اور اُنہیں یہ سمجھنے میں مشکل ہوگی کہ اُن میں سے بعض سے کیوں کنارہ کیا

جائے۔ اُنہیں تو ان میں کوئی بُرائی نظر نہیں آتی تو پھر کیوں اُنہیں مسیحی عقائد کے خلاف قرار دیا جاتا ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے حالات میں اُن کے مبلغین اور اُستاد اُنہیں کیا بتاتے ہیں؟ بعض نومولود مسیحیوں کی رہنمائی کے لئے نئے قوانین مرتب کریں گے۔ پولس کہتا ہے کہ ایسی صورتِ حال اُن کے لئے فضل سے ہٹ کر شریعت کے تحت زندگی بسر کرنے کی آزمائش ہوگی۔ باقی اُن کے ساتھ یہ کہہ کر ہمدردی ظاہر کریں گے کہ آخر پرانے بے دین رسم و رواج اسقدر بُرے بھی تو نہیں ہیں۔ پولس کہتا ہے کہ ایسی صورتِ حال بھی اُن کے لئے آزمائش کا باعث ہوگی کیونکہ وہ خدا کے فضل کو ہلکی چیز سمجھیں گے اور اپنے پرانے ساتھیوں کی نظروں میں مسیحی گواہی کو خراب کریں گے۔ دوسرے پولس کے روحانی ذمہ داری کے طریقہ کو اپنائیں گے۔ وہ رُوح القدس پر بھروسا کریں گے کہ وہ نو مسیحیوں کے ذہنوں کو روشن کرے اور اپنے قدرت والے کلام سے اُن کے ارادوں کو نیا کرے، جبکہ پولس کے الفاظ میں وہ ان روحانی بچوں کے جننے کے سے درد کو برداشت کریں گے جب تک کہ مسیح اُن میں صورت نہ پکڑ لے (گلتیوں ۴: ۱۹)۔

آج کے دور میں مسیحی آزادی

لیکن لادینیت سے آئے ہوئے نو مسیحیوں کو ہی صرف ضرورت نہیں کہ گلتیوں کے نام پولس کے خطوط سے استفادہ کریں بلکہ پختہ مسیحیوں کو بھی جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صدیوں سے شاندار مسیحی روایات کی پیروی کرتے آرہے ہیں ضرورت ہے کہ نئے سرے سے مسیحی آزادی کے

سبق کو سیکھیں۔ خطرہ ہے کہ مبادا پرانی روایات کو ایمان کے بنیادی اصول سمجھ کر فروغ دیا جائے۔ پرانی رسومات کو جو کبھی مفید تھیں بڑی سختی سے برقرار رکھا جاتا ہے صرف اس لئے کہ وہ پرانی رسومات ہیں حالانکہ موجودہ دور میں یہ بجائے مسیح کی منادی میں مددگار ثابت ہونے کے رکاوٹ کا باعث بن رہی ہیں۔ نجات یافتہ اور روشن خیال مسیحی ایسی پابندیوں کو برداشت نہیں کریں گے لیکن ساتھ ساتھ وہ دوسروں کے ساتھ جن کے لئے یہ چیزیں ایمان کے سلسلے میں اہم ہیں بڑے تحمل سے پیش آئیں گے۔ مسیحی آزادی کے دعووں کے ساتھ ساتھ مسیحی ہمدردی کو بھی ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیئے۔ درحقیقت ایک مسیحی کا یہ مقصد ہوگا کہ وہ "سب آدمیوں کے لئے سب کچھ" بن جائے گا۔ ایک مسیحی جن لوگوں کے درمیان رہتا ہے غیر ضروری معاملات میں اپنے آپ کو اور اپنے رویہ کو اُن کے مطابق ڈھال لیتا ہے (جیسا دیس ویسا بھیس) تاکہ پولس کی طرح وہ بھی "کسی طرح سے بعضوں کو بچائے"۔ افسوس کی بات ہے کہ اگر کوئی مسیحی اپنے طور طریقہ یا بول چال یا لباس یا رویہ میں کسی حقیر چیز کی وجہ سے دوسرے کی برکتوں کی راہ میں حائل ہو۔

شادی اور خاندان

آج کل جبکہ شادی اور خاندانی زندگی کی پرانی حد بندیوں کو ختم کیا جا رہا ہے تو کیا پولس اس موضوع پر کچھ کہتا ہے؟ جتنا عام طور پر تصور کیا جاتا ہے اُس سے کہیں بڑھ کر۔ کافی عرصہ تک خواتین بالخصوص شادی اور خاندانی زندگی کے سلسلے میں پولس کے بارے میں غلط فہمی عام تھی۔ گو وہ ہمیں مجرد رہنے کی اپنی ذاتی ترجیح کے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ میں رہنے نہیں دیتا،

تاہم وہ جانتا ہے کہ یہ وہ طرزِ زندگی ہے جس کے لئے صرف تھوڑے لوگ بلائے گئے ہیں۔ اور وہ اس کو بھی تسلیم کرتا ہے کہ عام طور پر مسیحی مرد و خواتین کے لئے شادی کرنا ہی مناسب ہے۔ وہ دعویٰ کرتا ہے کہ چونکہ خدا کی نظر میں روحانی طور پر مرد و خواتین یکساں قدر رکھتے ہیں اس لئے وہ مرد و خواتین کے لئے پاک دامنی کا ایک ہی قانون مقرر کرتا ہے۔ ازدواجی زندگی میں دو اشخاص کے درمیان جو باہمی اظہارِ محبت، سپردگی اور ملاپ ہوتا ہے اس کے بارے میں وہ گہری اور منفرد بصیرت دکھاتا ہے۔

مسیحی اتحاد

جنہیں مسیحی اتحاد کی فکر ہے وہ بار بار پولس کا سوال کرتے ہیں کہ "کیا مسیح بٹ گیا؟" آج کے دَور میں بھی یہ تصور کرنا مشکل نہیں کہ وہ ہماری کلیسیائی یا دینیاتی تقسیم دیکھ کر ہم سے کیا کہتا۔ وہ کہتا، "تم کیوں اپنے آپ کو لُوتھر، کیلون، ویسلی، بارتھ اور اسی طرح کے ناموں سے منسوب کرتے ہو؟ لُوتھر، کیلون، ویسلی، بارتھ اور دوسرے سب مسیح کے خادم ہیں، جن کے ذریعے تم نے ایمان کی راہ معلوم کی یا خدا کی مرضی کو زیادہ مکمل طور سے جانا۔ لیکن کیوں تم اُن میں سے صرف ایک کی تقلید کر کے اپنے آپ کو کمزور کرتے ہو، جبکہ وہ سب مسیح کی طرف سے ساری کلیسیا کے لئے تحفہ ہیں؟" وہ ہمیں یہ بھی بتاتا کہ ظاہری یکسانیت اپنے اندر بے وقعت ہے اور کسی کو دھوکا نہیں دے گی۔ صرف جہاں مسیحیوں کے درمیان حقیقی دِلی اتحاد ہے، وہاں ہی جدائی کی روح پر غلبہ پایا جا سکتا ہے۔ وہ اس بات پر زور دیتا کہ حقیقی کلیسیا وہی ہے جو حقیقی بنیاد یعنی یسوع مسیح پر قائم ہوئی اور جس کی تعمیر میں مضبوط

معیاری سامان استعمال ہوا ہے۔ اور اس کلیسا میں اُن سب کیلئے جو یسوع مسیح کے خداوند ہونے کا اقرار کرتے ہیں جگہ ہے۔ شاید وہ یہ بھی کہتا کہ ہم اپنی روایات سے حاصل کردہ اقدار کو قائم رکھنے کی ضد میں بڑی خودغرضی سے مسیحی اتحاد کو برقرار رکھنے کی بجائے تفریق وجدائی کو ترجیح دیتے ہیں۔

رسولی تسلسل

ان دنوں میں مسیحی اتحاد کی بحث میں رسولی تسلسل کا تنازعہ ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ رسالت کی سند کہاں نظر آتی ہے؟ اس سلسلہ میں کرنتھیوں کے نام پولس کے خطوط ہمیں بہت کچھ بتاتے ہیں۔ پولس کی اپنی رسولی حیثیت پر نکتہ چینی کی گئی اور وہ اسے جائز ثابت کرنے کے لئے تاریخ کا حوالہ نہ دے سکا کہ وہ اُنہی بارہ میں سے ایک ہے۔ عوام اِس امر سے بخوبی واقف تھے کہ اُن بارہ کو مسیح نے رسالت کے منصب پر سرفراز کیا تھا۔ لیکن پولس اپنی رسالت کے متعلق اُن کی طرح کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتا تھا۔ اُس کے مخالفین کہتے تھے کہ جس رویا کا وہ ذکر کرتا ہے وہ محض اُس کا اپنا خیال ہے لہذا وہ اس رویا کی بنا پر رسول ہونے کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔ پھر کس طرح پولس نے اپنے دعویٰ کا دفاع کیا؟ اُس نے صرف ایک چیز پر زور دیا کہ جس طرح اُن بارہ پر مسیح ظاہر ہوا، بالکل اُسی طرح جی اُٹھا مسیح اُسے بھی دکھائی دیا لیکن وہ اپنی رسالت کے قطعی ثبوت کے لئے اپنے قاریوں کی توجہ اُن حقیقتوں کیطرف مبذول کراتا ہے جن سے وہ بخوبی واقف تھے۔ اُس کی کرنتھس میں خدمت کے دوران انہوں نے "رسول ہونے کی علامتیں" دیکھی تھیں جو اُن کے درمیان ظاہر ہوتی تھیں (۲۔کرنتھیوں ۱۲ : ۱۲) اور وہ خود درحقیقت اُس کی رسالت پر

"مہر" ہیں (۱۔کرنتھیوں ۹ : ۲)۔ اُس نے اُن کے درمیان رسولی خدمت سرانجام دی تھی اور یہی اُس کے رسول ہونے کا ثبوت تھا۔ رسولی خدمت ہی ہے جو رسولی حیثیت ثابت کرتی ہے نہ کہ کوئی اور چیز۔ بلاشبہ یہی کچھ پولس آج ہمیں بتاتا ہے، جہاں رسول ہونے کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں وہیں رسولی خدمت پہچانی جاسکتی ہے۔ اس بات کا بآسانی تصوّر کیا جاسکتا ہے کہ وہ اُن کوششوں کے متعلق کیا کہتا جو رسولی خدمت کو بے عیب شجرہ نسب پر بھروسا کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔

مسیحی مختاری

کرنتھیوں کے نام خطوط مسیحی مختاری اور مسیح کی راہ میں ہدیہ دینے کے متعلق ہمیں کیا بتاتے ہیں؟ ہر طرح سے بہت کچھ۔ پولس کہتا ہے "تم اپنے نہیں، کیونکہ قیمت سے خریدے گئے ہو" (۱۔کرنتھیوں ۶ : ۱۹ تا بعد)۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک مسیحی جو کچھ وہ خود ہے اپنی تمام چیزوں سمیت مسیح کی ملکیت ہے۔ لہٰذا مسیح کی منادی کے دوران جب کبھی بھی کسی قسم کی ضرورت ہو تو فوراً مسیحیوں کے تمام وسائل کو طلب کیا جاسکتا ہے۔ "خدا خوشی سے دینے والے کو عزیز رکھتا ہے" (۲۔کرنتھیوں ۹ : ۷)۔ مسیحیوں سے خوشی سے دینے کی توقع کی جاتی ہے۔ مسیحیوں کی طرف سے سخاوت، مسیح کی اُس لاثانی سخاوت کا حقیقی جواب ہے جو اُس نے اپنے آپ کو اُن کے لئے دے کر دکھائی تھی۔ اگر پولس دیکھتا کہ کس طرح کچھ مسیحی اپنے آرام اور آسائش کی ضروریات کو وافر مقدار میں حاصل کر لینے کے بعد بے دلی سے مسیح کیلئے بہت تھوڑا سا دیتے ہیں تو وہ کہتا کہ انہوں نے کبھی بھی اُس سبق کو نہیں سیکھا جس

کو کرنتھیہ کے مسیحیوں نے دلی طور پر اپنایا ہوا تھا۔

ایسی کیا بات تھی جس کی بنا پر انہوں نے خوشی سے اپنے مال کو خدا کے حوالہ کر دیا اور نہ صرف اپنے مقدور کے موافق بلکہ مقدور سے کہیں بڑھ کر؟ پولس کہتا ہے کہ "انہوں نے" اپنے آپ کو پہلے خداوند کے .... سپرد کیا" انہوں نے اپنے قلیل وسائل کو اپنی نہیں بلکہ خدا کی ملکیت سمجھا (۲۔کرنتھیوں ۸: ۵)۔ اور اُن کے اس عمل کے پیچھے کسی قسم کا رسولی دباؤ کارفرما نہ تھا بلکہ انہوں نے اُسے ایک خالص مسیحی فطرت کے تحت کیا۔ وہ سمجھتے ہوں گے کہ اس کے علاوہ کسی اور قسم کا رویہ مسیحیوں کے لیے نامناسب ہے۔ پولس اس زمانہ کے اُن کے جانشینوں کو بتاتا ہے کہ اگر وہ مکدنیہ کے مسیحیوں کی سخاوت کا دسواں حصہ بھی میراث میں پاتے تو آج کی دنیا میں انجیل کی مالی ضروریات میں انقلاب برپا ہو جاتا۔ وہ کہتا ہے (اور شاید اسے حیرانی ہو کہ اُسے ہمیں یہ سب کچھ بتانا پڑا) کہ انجیل سب سے پہلے مسیحی لوگوں کے وسائل طلب کرتی ہے۔

سب کا تعاون

لیکن ہمارے دَور کی کلیسیا میں صرف پیسے کی مختاری کا ہی ضروری سوال نہیں ہے۔ مسیحیوں کے سامنے کئی اور طریقے ہیں جن سے وہ کلیسیا کی تعمیر و بہبود میں حصہ لے سکتے ہیں اور انجیل کی بشارت کو بڑھا سکتے ہیں۔ آج کل بعض حلقوں میں کلیسیا کے عام ممبروں کو خدمت میں استعمال کرنے کو کہا جا رہا ہے۔ بے شک کئی جماعتیں ہیں جن میں یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ شروع سے ہی تمام ممبروں کو ہر طرح کی کلیسیائی خدمت میں ملوث کیا جاتا

رہا۔ ہوسکتا ہے اگر ہم پولس کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرتے تو وہ کچھ پریشان ہوجاتا۔ پادری اور عام ممبر میں فرق اُس کے لئے نئی بات ہوتی اور وہ اسے پسندیدگی کی نظر سے بھی نہ دیکھتا اور اگر اُسے یہ بتایا جاتا کہ آج کل کس طرح یہ امتیاز بہت سی کلیسیاؤں میں عمل میں لایا جارہا ہے تو وہ غالباً دوبارہ اپنی پسندیدہ بدن اور اس کے اعضاء کی تمثیلی استدلال پیش کرتا۔ اور وہ پوچھتا کہ کوئی کس طرح زمین پر ایک بدن کے صحت مند ہونے کی توقع کرسکتا ہے اگر اس کے ایک عضو سے نہ صرف اُس کا اپنا کام لیا جائے بلکہ اور بھی کئی اعضا کا کام لیا جائے۔ وہ یاد دلاتا کہ جب کہ ننھی کلیسیا عبادت کے لئے جمع ہوتی تھی تو ہر ممبر اس تیاری کے ساتھ آتا تھا کہ وہ عبادت میں ایک مفید کردار ادا کرے۔ درحقیقت بہت سے ایسا کرنے کی خواہش لے کر آتے لہٰذا مناسبت اور نظم و ضبط کی خاطر ضروری ہوگیا کہ کچھ پابندیاں عائد کی جائیں۔ ایک وقت پر صرف دو یا تین "نبیوں" کا بولنا کافی ہوتا اور کسی کو کچھ کہنے کی اجازت نہ تھی جب تک کہ سبھوں کے لئے فائدہ مند نہ ہوتا۔

آج ہماری اکثر کلیسیائی عبادتوں پر اس قسم کی پابندیاں ہرگز نہ لگاتا بلکہ اس کے بجائے وہ اجتماع کے زیادہ سے زیادہ ممبروں کو ابھارتا کہ وہ اپنی اُس نعمت کو چمکائیں جو خدا نے اُنہیں بخشی ہے۔ اور وہ صرف اتوار کی عبادت میں ہی ایسا کرنے کو نہ کہتا کیونکہ کلیسیا ہفتہ کے ساتوں دن سرگرم رہتی ہے اور اگر نہیں تو رہنا چاہیئے نہ کہ صرف اتوار ہی کو دو گھنٹے کے لئے۔ کلیسیا کی زندگی اور گواہی میں ہر مسیحی کا اپنا ایک خاص حصّہ ہے۔ پولس ہمیں بتاتا ہے کہ ہر ایک کا چاہے وہ کتنا ہی مجبور یا بے حوصلہ ہی کیوں نہ ہو، کلیسیا میں ایک حصّہ ہے جس کو اُس کے سوا کوئی اور

خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں دے سکتا۔ بدن کے ہر عضو کا اپنا ایک خاص کام ہے اور سارے بدن کی بھلائی کے لئے ضروری ہے کہ سب اعضا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔

محبّت کی طاقت

اگر ہم پولس سے کہتے کہ وہ اپنی نصیحت کا خُلاصہ یا لُبِ لُباب بتائے تو شاید وہ ہمیں دوبارہ ۱۔کرنتھیوں کا تیرھواں باب پڑھنے کو کہتا اور ہمیں بتاتا کہ جو کچھ اُس نے کرنتھیوں کو مسیحی محبّت کے متعلق بتایا ہم بھی ذہن نشین کریں۔ کلیسیائی عبادت میں اپنے توڑوں کو استعمال کرنا، ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے کے لئے بے حد جفاکشی، مسیح کے اس قدر وفادار رہنا کہ بڑی سے بڑی آزمائش میں بھی اس سے بے وفائی کی بجائے شہادت تک قبول کر لینا، یہ سب عظیم کام ہیں اور مسیحیت کے شایانِ شان ہیں بشرطیکہ ان کو کرنے کے پیچھے محبّت کا جذبہ کارفرما ہو۔ "اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبّت نہ رکھوں تو مَیں ٹھنٹھناتا پیتل یا جھنجھناتی جھانجھ ہوں۔ اور اگر مجھے نبوت ملے اور سب بھیدوں اور کل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبّت نہ رکھوں تو میں کچھ بھی نہیں اور اگر سارا مال غریبوں کو کھلادوں یا اپنا بدن جلانے کو دے دوں اور محبت نہ رکھوں تو مجھے کچھ فائدہ نہیں۔"

پولس ہماری اُن تمام کوششوں کی طرف دیکھتا جو ہم بھوکوں کی آسودگی کے لئے اور بے گھروں کی بحالی کے لئے اور غریب لوگوں کی مالی مدد کے لئے کرتے ہیں اور ہم سے ان کے کرنے کا سبب پوچھتا کیا یہ محبت کے تحت کیا جاتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر یہ مسیح کو منظور ہے یا یہ اس

ایسا ہر کیا جاتا ہے کہ جن کی مدد کی جا رہی ہے وہ اس عقیدے کی طرف جس سے ہم خوف کھاتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں متوجہ نہیں ہوں گے۔ پولس کہتا کہ ہم خود فریبی کا شکار نہ ہوں تاکہ اپنے حقیقی مقاصد کو پہچان اور مان سکیں۔ تب ہی ہم جان سکیں گے کہ کس حد تک ہماری سرگرمیاں مسیح کے معیار پر پوری اُترتی ہیں۔ اگر "مسیح کی محبت ہم کو مجبور کر رہی ہے" (۲۔کرنتھیوں ۵:۱۴) تو پھر اپنے اچھے کام، اپنے کسی فائدہ کو نظر میں رکھتے ہوئے نہیں کریں گے۔ وہ کہتا ہے "تم ہمارے خداوند یسوع کے فضل کو جانتے ہو۔" دوسرے لوگ خوش ہوں "اس لیئے کہ تم پر خدا کا بڑا ہی فضل ہے" (۲۔کرنتھیوں ۸:۹، ۹:۱۴)۔

فلپیوں کے نام خط

مسیح کا مزاج

فلپیوں کے نام خط میں بھی وہی قابلِ تقلید نمونے پیش کیئے گئے ہیں۔ اس میں پولس نے نئے سرے سے اطمینان، خوشی، روح کی فراخدلانہ فیاضی، اپنا ذاتی مفاد بھول کر دوسروں کی خلوصِ نیت سے بہتری چاہنے، دل اور مقاصد کے اتحاد کی تعلیم دی ہے۔ یہ تمام برکتیں اُس ایک درخواست میں شامل ہیں جو اُس نے اپنے قاریوں سے کی "ویسا ہی مزاج رکھو، جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا" (فلپیوں ۲:۵)۔

بڑے بڑے اجتماعات اور کونسلوں میں جلدی سے اور بڑے وثوق

سے دعویٰ کیا جاتا ہے کہ جو لائحہ عمل اختیار کیا جا رہا ہے وہ مسیح کی روح اور مزاج کے مطابق ہے لیکن یہ دعوے اُس اصول کے اظہار کے بغیر کئے جاتے ہیں جس سے یہ معلوم کیا جاتا ہے کہ کوئی رائے "مسیح کے مزاج" کے مطابق ہے بھی یا نہیں۔ لیکن یہاں فلپیوں ۲: ۶-۸ میں وہ اصول بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ اگر کسی کام میں لینے کی بجائے دینا ہو، اپنی ترقی کی بجائے خود فراموشی ہو، خدمت لینے کی بجائے خدمت کرنا ہو، رسوائی انتہا تک قبول ہو، فرض کی بجا آوری ہو اور سب کچھ صرف اس لئے ہو کہ خدا کا مقصد پورا ہو، تب ہی "مسیح کا مزاج" وثوق کے ساتھ پہچانا جا سکتا ہے کیونکہ ہمارے خداوند نے بھی یہی کچھ کیا۔ یکساں مزاج اُسی وقت ہو سکتا ہے جب ہر ایک کا مقصد اپنے اندر مسیح کے مزاج کو پیدا کرنا ہو۔ در اصل حقیقی مسیحیت بھی یہی ہے کہ ہم ہر قول و فعل میں اُس کے مزاج کو ظاہر کریں! کیونکہ اُس نے زندگی کے ہر شعبہ میں اپنا نمونہ ہمارے سامنے رکھا ہے۔

ختم شُد